بعون خالق انس وجان صانع کون ومکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی

خزینۂ خیال

۱۳۱۳ھ

رشحۂ کلک گوہر سلک عالیجناب ... دام اقبالہ

حسب اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھدن صاحب

در مطبع احمدی لکھنؤ بکمال آرایش و زیبایش مطبوع گردید

بعون خالق الانس و الجان صانع کون و مکان

درین زمان میمنت اقتران دیوان عدیم المثال مسمی باسم تاریخی

[illegible]

خزینۂ خیال

سنہ ۱۳۱۲ھ

بحسن اہتمام و تصحیح تمام جناب داروغہ سید محمد عرف چھید صاحب

در مطبع احمدی واقع لکھنؤ بکمال آرائش و زیبائش مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل ۱	ردیف الف	شعر…

فگار دل ہی ہر اک حزین کا سخن سُنا ہے یہہ کس حسین کا

جگر ہو زخمی ہر اک نگین کا مزا یہہ ہے حرفِ دلنش…

ہے سبکو غم تیرے ہمنشین کا اوداس گھر ہے ہر اک مکین کا

نہین ہے مرقد تیرے حزین کا پھٹا ہے غم سے جگر زمی…

نہ دل ہو کیون شاد چرخِ کین کا مکان تیار ہے مکین کا

جو دفن لاشہ ہو مجھہ حزین کا بھر آئے زخمِ جگر زمی…

ن سُو پدا دلِ حسین کا وہی تو ہے جرم اوس نگین کا

جو داغ ہے یہان دلِ حزین کا وہ صاف شیشہ ہر ذرہ بین کا

رہا ہے عرق جبین کا یہ رنگ گلشن ہی رُخ حسین کا

ملال لائے ہو کیا کہین کا بگڑ کے فرمایا ہان وہین کا

جہان سے وہ مجھ حزین کا ہجوم وہ رہزنانِ دین کا

بکیا مسافر نے رُخ زمین کا ملا نہ جب راستہ کہین کا

ان یہ ہے آہ آتشین کا مکان ہے تاریک ہر مکین کا

بجھا ہے دل جب سے مجھ حزین کا چراغ جلتا نہین کہین کا

نہ پوچھ تو دین زاہدون کے سمجھ لے خود کسکے ہین یہ بندے

گئے ہین از بسکہ زر کو سجدے بنا ہے درہم نشان جبین کا

گنہ سے ہون مثل کوہ نادم نہ کیون ہو سیلاب مجھکو لازم

رہی نہ اک قطرہ جہان مین سالم عرق بہے گر مری جبین کا

نہ کیون ہو سکتا سا مجھپہ طاری گنہ سے طرفہ ہے شرمساری

مثال فوارہ ہائی جاری گیا قدم تک عرق جبین کا

نہ تر ہو کیون اب زبانِ محشر ہون شرم عصیان سے جانِ محشر

لپٹ گئے تشنگانِ محشر عرق جو دیکھا مری جبین کا

ثنا تو ادنکی ہو کچھ رقم بھی اوٹھے مگر ہاتھ مین قلم بھی:

کمر وہ ہستی بھی ہی عدم بھی محل سے ہے ہان کا نہ کچھ نہین کا

یہان ہوا رُخ چمن مین روشن وہان ہوئی صبح شام سوسن

نہ کیون ہو اب سنبلون کو اوجھن کھلا ہے بل زلف عنبرین کا

غضب تھے بیدرد اہلِ دنیا ہر ایک خورشید حشر سمجھا

گیا فلک پر جو اوڑ کے پھاہا مرے کسی داغ آتشین کا

ت پہ منہ مہر کا پھرا ہے سبب تو دیکھون کہ اسکا کیا ہے

یقینی پچھا ہا سرک گیا ہے مرے کسی زخم آتشین کا

ارے ستونکی جب بنی تھی سہانی محشر کی روشنی تھی

وہ دھوپ بھی سر پہ چاندنی تھی یہ نشہ تھا جامِ آتشین کا

بنا ہو نمین سوزِ غم سراپا زمین پہ ہر دھوپ تن کا سایا

لقب ہے خورشید حشر جسکا وہ پنبہ ہے داغ آتشین کا

نہین ہے محشر کی صبح روشن ہوئی ہر ظاہر حرارتِ تن

اوڑا ہے کافور بعد مردن یہ مرہمِ داغ آتشین کا

تو ہی بتا منصفی سے بادل نہین حبابون مین موج کو کل

کبھی مری آنکھ سے بھی اک پل جدا ہوا چاک آستین کا

شبِ جدائی مین وائی قسمت پھٹا گریبان سحر کی صورت

جسنے سمجھتے تھے دست وحشت بنا وہی مار آستین کا

کہا جو ساعد کو شمع ہمنے سبب یہی تھا جو کوئی سمجھے

او نہین جو خود حسن شبکو دیکھے جلے کنول کیون نہ آستین کا

نہ تیرے آنیسے کیون ہو ہلچل کہ خود پٹکتا ہون سر کو ہر پل

نکھاؤن افعی کی طرح کیون بل بنا ہون مار اپنی آستین کا

فلک کسیکا یہ دل تو ہولے جو کوئی بگڑا تو ہم نہ بولے

مثالِ تصویر لب نہ کھولے چڑھانا آیا نہ آستین کا

عجب زمانہ ہوا ہے ابتر کہ پست فطرت ہین نام آور

زلال کیونکر نہو مکدّر عروج ہے دُردِ تہ نشین کا

فنِ محبت مین تھے جو کامل رہے وہ آتش مین بھی تو شامل

سپند آسا جلا دیا دل اشارہ پایا جو ہم نشین کا

مگر ہین تسبیح کا ہوں دانا جو اسکو کھونا تو اوسکو پانا

ہزار پھر تا رہا زمانا فراق دیکھا نہ ہم نشین کا

مثالِ دندانِ پیر ہیں دم ہمین بھی احباب کا ہے وہ غم

بغیر باندھے نہ تھم سکے ہم فراق دیکھا جو ہم نشین کا

یہہ پیچ تھے تیرے دل جلون کے کہ جس سے چھوٹے ہین دل بلو نکلے

کھلا نہ دیوون سے جنگلون کے وہ بل تھا شاخ غزال چین کا

جہان مین وحشی چشم ہین ہم بھرین نہ زورونکا اپنے کیون دم

مڑوڑ سے شاخ جب ہوئی خم نکلگیا بل غزال چین کا

جنھین ہے دست و قلم پہ تکیہ او نھین کو کافی ہے بس یہ نکتہ

کیا جہان مین جو نام پیدا سیاہ منھ ہو گیا نگین کا

جہان مین کر دونون باتین پیدا بغیر اسکے نہ نام ہو گا

جو آئے مہرون کا تجھکو اوٹھنا تو بیٹھنا بھی تو ہو نگین کا

بنی نگیون خم ہون مثل خاتم اوٹھائے ہین سر پہ بارِ عالم
نگیون تواضع سے ہون مکرم نشان ہے پشت پر نگین کا

کسی نہ نامی سے ہو مقابل ہمیشہ نقل اصل سے ہے باطل
شرف وہ کاغذ کو ہو نہ حاصل اوتارے چھاپہ بھی گو نگین کا

اگر ہے نام و نشان کا جویا ابھی قوی سے ضعیف ہو جا
بڑھا زمانہ مین نام اوتنا گھٹا بدن جسقدر نگین کا

کمال سے گر تجھے ہے بہرہ جہان مین کر کسرِ نفس شیوہ
نیا ہوا نام اور پیدا اچھا کا جو کاغذ پہ سر نگین کا

ملے اونھین کے نہ ہمکو مدفن جو خود تھے نام و نشان مسکن
کیا یہ آخر کو نام روشن چراغ جلنے لگا نگین کا

یہ کون شی تہی جہان مین نامی تہی جس سے تھی خاطر مدامے

جو خود بھی تھے خسرو گرامی لیئے تھے دل ہاتھ مین نگین کا

یہہ نے گھری بھی غضب کا ہے غم ہوا ہی ہر سنگدل بھی بیدم

ہوا جو خانہ خراب خاتم اولٹگیا غم سے دل نگین کا

گنہ کا او ترا ہے ٹھیک جامہ غزال نکیون ہو عمل کا نامہ

چلا جہان مین مثال خامہ سیاہ طبقہ ہوا زمین کا

جو سوز غم سی نصیب پھوٹے تو نقب اوڑنے سے قبر چھوٹے

پہاڑ اک ایک لڑکے ٹوٹے جہان سے طبقہ اوڑے زمین کا

کہو کچھ اب حال اپنے دل کا مین ایکدن جو لحد مین تڑپا

جہان مین اک زلزلہ سا آیا کلیجہ ہلنے لگا زمین کا

کب آئی افسوس اپنی بستی بنائی جب اک مکان کی ہستی

منگا کے دیکھی جو ہمنے دستی نشان ملا کچھ کہین کہین کا

نہ میرا مرنا جو کوئی بھولے فلک کو ایک ایک آہ چھولے

نماز میت پڑھین بگولے اوٹھے جنازہ جو مجھ حزین کا

وہ میرے غم مین ہین محو شیون جلا نہ افسوس قلب دشمن

کیا تو ہمنے کہین کا روشن چراغ جلنے لگا کہین کا

بیان وہ اب کچھ ہین ہونے والے کہ جس سے رو دین گے رونے والے

لحد مین سوتے ہین سونے والے مکان خالی ہے ہر مکین کا

خیال ہے جنکے دل پھکی ہین عدم مین ہمسے وہی لگے ہین

مکان بھی ڈھونڈھنے جھکے ہین نشان ملتا نہین مکین کا

کسیکا لاشہ تو ایسا ہو لے غزال صحرا بھی جسکو رو لی

بگولے پیچھے ہین سر کو کھولے جنازہ آ گیا ہے مجھ حزین کا

نہ پوچھ حالِ وطن مسافر ہلون بمثلِ گل بازیون ہے آخر
ہے سیری سرگشتگی سے ظاہر مین رہنے والا نہین کہین کا

وہ ضعف چلنا وہ منزلون کا بھر آئے کیون دل نہ آبلونکا
یہی پھرنا کہتا ہے قافلون کا کوئی مسافر لٹا کہین کا

نہین ہے ماہر سا بھی بلاکش پھرے نہ کیون مضطر و مشوش
بتاتا ہے گردش سے دود آتش نہ آسمان کا ہے نہ زمین کا

بڑھاپا آتے ہی بیگانہ ہر یگانہ ہوا
سحر طلوع ہوئی قافلہ روانہ ہوا

محل خوف یہ آخر سیاہ خانہ ہوا
کہ مثل سایہ دبے پاؤن جن روانہ ہوا

طلسم رحم دلی کا بھی کارخانہ ہوا
کسیکے تیر لگا دل مرا نشانہ ہوا

شب وصال سا بھی تیز بادیانہ ہوا
کہ عکس کاہکشان جسکو تازیانہ ہوا

نگہ پڑی تھی کہ بسمل ترا زمانہ ہوا
اس ایک تیر سے کس کس کا دل نشانہ ہوا

جنازہ ہمسے غریبون کا جب روانہ ہوا
یہ چھایا یاس کا عالم کہ شامیانہ ہوا

گذشتگان کا بیان کرکے مین روانہ ہوا — فسانہ گو تھا جو کل آج خود فسانہ ہوا

نہ غم ہوا تو خوشی مین ہر اک روانہ ہوا — ہمارے آنسوؤن کو کچھ نہ کچھ بہانہ ہوا

فروغ مے سے فروغ دل یگانہ ہوا — کہ آفتاب سے روشن چراغ خانہ ہوا

بڑھاپا آتے ہی زور بدن روانہ ہوا — یہ ضعف تن ہوا رستم زمانہ ہوا

سفر کے ہوتے ہی راحت نے ساتھ چھوڑ دیا — قدم کسیکا بڑھا اور کوئی روانہ ہوا

کمیت آخر شب کسطرح تھمے لے وصل — کہ جلوۂ خط ابیض کا تازیانہ ہوا

برنگ بو ہون نہ پوچھو مرے سفر کا حال — ہوا جدھر کی چلی اوسطرف روانہ ہوا

دئیے جو سو تو عوض مین ملے ہزار مجھے — ہوا جو صرف تو مملو مرا خزانہ ہوا

نشان ملا نہ کسیکو ہمارے مسکن کا — غریب خانہ بھی عنقا کا آشیانہ ہوا

ہزارون چھٹ گئے صید مین تیرے تازہ اسیر — ہمین قفس مین تو صیاد اک زمانہ ہوا

ٹپک کے رزق پہونچتا ہے کامین اے قائل — نصیب سبزۂ جو شبنم کا آب و دانہ ہوا

زہے نصیب ملی قبر بھی وہ بلبل کو
کہ دامنِ گُلِ تر جسپہ شامیانہ ہوا

جنون وہی ہون مین وحشی کہ جس کا نقشِ قدم
مثالِ سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

عدم کی راہ سے اکراہ یہ رہا مجکو
قدم سے غیر کے سوئے لحد روانہ ہوا

تلونون سے نہ اک حال پر کبھی دیکھا
مزاجِ یار بھی نیرنگیٔ زمانہ ہوا

کچھ اس ادا سے ہلی تارِ سنبلِ پیچان
کہ رخشِ حسنِ گلستان کو تازیانہ ہوا

وہی ہی حسرتِ مردہ کی قبر اوپر چاک
کہ جس پہ زخم کی دامن کا شامیانہ ہوا

قفس کی تیلیان سو بار گل چکین صیاد
خیال کر تو مری قید کو زمانہ ہوا

بنا کے گھر نہ رہا عنکبوتِ زار مین دم
نفس کا تار بھی کیا صرف آشیانہ ہوا

نفس کے ساتھ جو آہین نکل گئین دل سے
تو رخشِ عمر کو اک اور تازیانہ ہوا

جنازہ لا کے لحد پر ٹپک دیا سب نے
مین بارِ دوش تھا اک دفن بھی بہانہ ہوا

جہان مین حال ہی بس اونکا قابلِ گریہ
جنھین جز اشک میسر آب و دانہ ہوا

سیاہ بخت وہ ہون جب اُٹھا مرا تابوت
سوادِ شام یہ چھایا کہ شامیانہ ہوا

ہوائی ہنروی خانۂ حباب ہوئے ہمین
رہیگا گھر بھی نہ باقی جو مین روانہ ہوا

ہزارون کیفیتین دیکھین نشۂ مے مین
یہہ دورِ جام بھی کیا گردشِ زمانہ ہوا

نہ پوچھو منزلِ ہستی کی خستگی یارو
تڑپ کے رہگئے ہم قافلہ روانہ ہوا

خلاصہ ساری اسیری کا ہی یہ اے صیاد
تباہ ہم ہوئے برباد آشیانہ ہوا

کسی نے ہم سے نہ اے بیخودی کہا اتنا
کدھر کا قصد کیا تھا کدھر روانہ ہوا

لگن مین تربتِ پروانہ دیکھکر آخر
جھکا یہ شمع کا شعلہ کہ شامیانہ ہوا

مین عنکبوت سرِ تار تھا مگر اے ضعف
جدھر کو آہ بڑھی وسطرف روانہ ہوا

بغیر سوکی کشش کے ہوئی نہ شکلِ معاش
ہمارا رزق بھی چیونٹی کی منھ کا دانہ ہوا

اب اُس سے بڑھکے ستم ہوگا ہمصفیرو کیا
قفس چمن سے مرا صبحدم روانہ ہوا

مثال ساغرِ مے ہین دنی بھی اے مینا
بھر آیا قلب جو خالی ذرا خزانہ ہوا

نگاہِ دیدۂ کم بین پہ ہے وہ شمشاد — کہ جنبش مژگان کا تازیانہ ہوا

مثالِ سیل نکی فکر بیخودی مین کبھی — جدھر کو پاؤن بڑھا اوسطرف روانہ ہوا

بتاؤن کونسے ہنگام کو مین اے صیاد — ہوئی تھی شب کہ جدا مجھسے آشیانہ ہوا

وہ ناتوان ہون اودھر مین بھی پھڑا فوراً — جدھر کو سایۂ مرغِ ہوا روانہ ہوا

روا روی یہ نظر آئی کوئی قاتل مین — قدم تھمی تھے کہ سر جسم سی روانہ ہوا

جزائے خیر دی حق عنکبوت ہر قد کو — بُنے یہ تار کہ تیار شامیانہ ہوا

ہوا یہ حضرتِ قارون کے بخل کا انجام — کہ نقد ذات تلک داخل خزانہ ہوا

اوٹھین مین جا ملو ماہر تو خوب گذریگی
جنھین نے مانیکو چھوڑے ہوئے زمانہ ہوا

عکسِ لیلی تری نظرون کے مقابل آیا — قیس آنکھون مین بٹھا صاحب محمل آیا

لے وہ پیکان سرِ ناوکِ قاتل آیا — پیشوائی کو بڑھ اے آہ مرادِ دل آیا

سمجھی لیلی کہ کسیکا شتر دل آیا
کوئی جگنو جو تڑپ کر سوئے محمل آیا

کشش حسن پہ مجنون کا نہ اک دل آیا
کوئی تارا بھی جو ٹوٹا تو سوئے محمل آیا

جاکے مژگان پہ سوئے زلف رسا دل آیا
قیس چنتا ہوا تنکے سر منزل آیا

کہہ تو کچھ قبر مین کسطرح سے دل آیا
پاؤن غیرون کے بڑھے مین سر منزل آیا

شوق مین جب طرف کوچہ قاتل آیا
دل جو اچھا بھی گیا یہان سے تو بسمل آیا

انہین آنکھون سے رہ عشق مین یہ بھی دیکھا
راہزن لٹ گئے رہرو سر منزل آیا

دیکھنے حسن کو روحین نکل آئین تن سے
آستین کو جو چڑھاتا ہوا قاتل آیا

وائی بدیروئی مردم کہ زبان اوسکو کہا
آہ کے ساتھ اگر منھ کو میرا دل آیا

دور سے آئی نہ جب کان مین لیلی کی صدا
سایہ کترا کے پس پردہ محمل آیا

زخمی اوٹھ بیٹھے تماشے کے لیے مقتل مین
تیغ ابرو کا ترہی جب کوئی بسمل آیا

عادتین ہوگئین کچھ اور ادائین کچھ اور
اونکے پہلو سے جو پہلو مین مرے دل آیا

گرہ تار نفس غم نے کھلا کر جو کیا | منھ کو ہر سانس مین سینہ سے مرا دل آیا
موج دریای محبت نے دکھایا دھارا | دست و پا مار کے جب مین لب ساحل آیا
جانے والو سفر قبر کی سختی دیکھو | بار جان پھینک کے رہرو سوے منزل آیا
طی رہ الفت محبوب کی یون مجنون نے | گاہ دل گاہ سنبھالے ہوے محمل آیا
زندگی مین تو نہ کچھ حال کھلا الفت کا | جب گئی جان تو سمجھا کہ مرا دل آیا
رکھدئی قیس نے ہاتھ آنکھ پہ اف ری غیرت | مڑ کے ناقہ کا کبھی جب منہ سوی محمل آیا
وائی قسمت کہ وہان محمل غبار رہا | میرے پہلو مین نہ اکدن بھی مرا دل آیا
پردہ کھرا ہوا منظور جو جان لیلی کو | دامن گرد سر پردہ محمل آیا
راہ بھر قیس یوہین دید سے محروم رہا | جب ہٹی گرد نظر پردہ محمل آیا
خاتمہ کا جو مرے جسم پہ اک وار کیا | ہاتھ سے پھینک کے تلوار کو قاتل آیا
کہہ تو کچھ پاؤن کے نیچے تو نہین مل ڈالا | آج روتا ترے کوچے سے مرا دل آیا

جان اتنی تھی بس پہ مرگ بھی مجھ مین اے تبر
رہ گئے خضر مگر مین سرِ منزل آیا

تیرے دشمن کبھی تنہائی سے گھبرائے اگر
بیٹھنے کو ترے پہلو مین مرا دل آیا

شور نالہ جو سُنا قافلۂ اشک بڑھا
زنگ بجتا ہوا آیا کہ مرا دل آیا

طبع برہم ہوئی گر نیند لگی جھبک کر لیلی
سائۂ قیس جو بڑھکر سوئے محمل آیا

آنکھیں پھُوٹیں کہ جو پہچانی ہو صورت بھی ذرا
بعد برسون کے جو پہلو مین مرا دل آیا

ناقہ اوڑتا ہوا آئے نہ ترا کیون لیلی
پر پرواز ملے جب تہِ محمل آیا

عشق مین کونسا رتبہ ہوا حاصل یارب
درد تعظیم کو اوٹھا جو مرا دل آیا

دلِ لیلی کے بہلنے کی جو معلوم تھی راہ
قیس اوڑتا ہوا جگنو سوئے محمل آیا

دلبر و ہاتھ سے اسکے مین ڈرا تھا ایسا
رہ گیا ہلکے کلیجہ جو کبھی دل آیا

ہو گئی دل کو خبر سے جو چھپک اوٹھی لیلی
سائۂ قیس کبھی گر سوئے محمل آیا

کچھ ہنسی آئی تو کچھ آنکھ سے ٹپکے آنسو
ناز کرتا ہوا مجھسے جو مرا دل آیا

تھا جو منظور نہ اُف کی بھی صدا دین بسمل
سرمہ آنکھوں مین لگائے ہوئے قاتل آیا

کہ تو اے موجِ یمِ عشق مین کیا تھا تنکا
اوڑ کے دھارے مین گیا جب لبِ ساحل آیا

مجھمین ہوش اتنے کہان تھے کہ سمجھتا کھو کر
درد اوٹھا تو مین سمجھا کہ مرا دل آیا

قیس سمجھا کہ اشارے سے بلاتا ہے کوئی
نظر اوڑتا ہوا جب پردۂ محمل آیا

سمجھی لیلی کہ دلِ داغیِ قیس آتا ہے
غولِ صحرا جو کبھی جانبِ محمل آیا

لیلی و قیس مین لڑنیلگین آنکھین جو بہم
صلح کو بیچ مین خود پردۂ محمل آیا

تہ و بالا ہوئی محمل بھڑک اوٹھا ناقہ
کھڑکھڑاتا ہوا مجنون جو سلاسل آیا

غزل ۷

وہ بھی دن آئیگا ماہر کبھی جسدن یہ کہین
جسکو کھوئے ہوے بیٹھے تھے وہی دل آیا

شعر ۹

ہوس بغیرِ پسِ مرگ بھی قرار نہ تھا
جہان ہو تھے وہان کب مرا غبار نہ تھا

کمال جا سے کدورت مین آشکار نہ تھا
مین کب چراغِ تہِ دامنِ غبار نہ تھا

جہان مین درد مرا کیون نہ منتشر ہوتا
زمین پہ کسی پہلو مجھے قرار نہ تھا

چھٹی جگہ نہ کبھی مثل مرغِ قبلہ نما
تڑپ رہا تھا مگر پھر بھی بیقرار نہ تھا

لحد مین میرے تڑپنے سے یہ ہٹی تھی زمین
مجھے ذرا گلہ تنگی مزار نہ تھا

اوڑا تھا زخم جگر کا مرے کبھی کا غور
سفیدۂ سحر آشکار نہ تھا

ذرا سے میرے تڑپنے پہ برق کو نہین چین
بھلا ہوا کہ مین فرقت مین بیقرار نہ تھا

ہماری کیا دل مضطر مین حسرتین تھین
تمہارے ہاتھ کو سینہ پہ جب قرار نہ تھا

ہمارے مرنے پہ ماہر وہ بول اوٹھے اتنا
ہمین تو تیری محبت کا اعتبار نہ تھا

نقاہت مین ہوا مجکو جو عشق گلرخان پیدا
کیا رنگ پریدہ نے ہوا پر بوستان پیدا

کیا ہی اوس دہن کا ذہن سی ہمنے نشان پیدا
خدا کی شان ہی بندے ہوئین غیب دان پیدا

اگر افشائے راز سوز دل منظور ہو مجھکو
بسان شمع ہر موئے تن ہو زبان پیدا

وہ شوخ جنگجو اوٹھائے نقاب رخ جو گلشن مین
شکست رنگ گل سے ہو صدائے الاماں پیدا

وہ بلبل ہون کہ لطف وصل گل پایا اسیری مین
کیا رنگین خیالی سے قفس مین بوستان پیدا

حسینونکو خدا بھی چشم سے پوشیدہ رکہتا ہے
حجاب ظلمت تن مین ہوا ہے نور جان پیدا

زمین پر بیٹھکر اوٹھنا جو مجکو غیر ممکن ہے
ہوا تھا خاک نقش پا سے کیا مین ناتوان پیدا

دکھائی بادہ خواری نے ہمین گردش زمانیکی
مگر تھا دور ساغر مین بھی دور آسمان پیدا

سفر بھی سالکان راہ حق کا اک عبادت ہے
مگر ہے کوس کی آواز سے بانگ اذان پیدا

وجود اپنا جہانمین کالعدم ہے ناتوانی سے
ہمارے خانۂ تن مین ہے طور لامکان پیدا

دکھائے ناتوانی نے ہمین سامان اسیری کے
کہ ہے گردن مین تار جیب سے طوق گران پیدا

حسینونکی محبت دل مین رکھنے سے گنہہ کیا ہے
خدا کے گھر سے جیسے ہمکو ہو عشق بتان پیدا

گلون کے زیر پا مجھ دل جلے کو دفن کرتے ہین
کریگی اب نہال شمع خاک بوستان پیدا

فصاحت اسکو کہتے ہین نزاکت نام ہے اسکا
گلے سے اونکے ہین معنی الفاظ بیان پیدا

تمہاری چہکے آینکا جو پوچھو ن حال گلشن سے
زبان ہو ج بوی گل ہی ہو راز نہان پیدا

سمایا ہے جو عشق اک آئینہ رو رگ و پی مین
لطافت سی کیا ہی جسم نے بھی لطف جان پیدا

غزل ٦

ازل سے دل مین ما ہر عشق خال روی جانان ہے
کیا ہے ابتدا سے ہمکو حق نے نکتہ دان پیدا

شعر ٢١

نشان موت کی سختی کا آشکار رہا
بجا ہے نصب جو تیھر سر مزار رہا

ہر ایک موی محاسن خضاب دار رہا
بشر سفید بھی ہو کر سیاہ کار رہا

مدام نشۂ عرفان کردگار رہا
وہ مست ہون کہ جو غفلت مین ہوشیار رہا

ملال رنجش ہر آشنا و یار رہا
صفائی نبکے مرے قلب مین غبار رہا

وہ رحم دل ہون کہ تا حشر غمگسار رہا
کوئی گھڑی جو لحد کا جگر فگار رہا

یوہین عروج سی کارہ مین خاکسار رہا
ہوا پہ گرد کو جسطرح انتشار رہا

تنک مزاجکی کیا گذرے باوقار و تمکین
زمین سے دیکھ لے برخواستہ غبار رہا

اثر تھا یہ بھی تڑپتی ہوئی جگر کا مرے
مرا غبار رہوا پر جو بقرار رہا

مری اجل کا تو کچھ حسن بڑھ گیا تمسے
مجھے تمہارا تمہیں اوسکا انتظار رہا

میں منفعل میں گناہوں سے تھا دمِ گریہ
کہ ترعرق میں مرے آنسوؤں کا تار رہا

وہ کون تھا کہ نہ پیسا مجھے سدا جسنے
ہر اک کے ہاتھ سے گل کیطرح فشار رہا

کدورتوں کو ترقی ہو کیوں دمِ گریہ
بلند بارشِ باراں میں کب غبار رہا

بکا کو سلسلۂ زندگی نکیوں سمجھوں
نظر میں رشتۂ جاں آنسوؤں کا تار رہا

ہر ایک فصل میں داغِ الم رہے تازہ
مرے چمن میں سدا موسمِ بہار رہا

میں گڑ گیا یہ ندامت ہوئی عزیزوں سے
مرا جنازہ کوئی دم جو اونپہ بار رہا

نہ کسطرح سے کھٹکتا اسے یہ جسمِ نزار
میں زیرِ آبلۂ چرخ مثلِ خار رہا

غم و الم رہے بعد فنا مرے ہمدم
لحد میں بھی نہ میں بے آشنا و یار رہا

نہ اشتیاق تھا فرقت میں اک مجھی کو ترا
ہر ایک روزنِ در چشمِ انتظار رہا

کسیکی آس نہ اب مجھے زمانہ مین
مین یاس سے یہ ہمیشہ امیدوار رہا

رقم جو حال تکدر کبھی کیا مین نے
ہر ایک حرف مین رنگ خط غبار رہا

ہوا نہ زخم نہان مندمل کبھی ماہر
گہر کی طرح ہمیشہ مین دل فگار رہا

حشر تک دل سے نہ سوز غم پنہان نکلا
ہو نہین وہ شمع کہ بجھنے پہ فروزان نکلا

پردۂ لفظ مین مضمون مرا رخشان نکلا
یہ حسین وہ ہے کہ جامے مین بھی عریان نکلا

اشک ہر ایک مثال در غلطان نکلا
دلکی ویرانی سے گنجینۂ پنہان نکلا

ہی جہان تابع فرمان خط عارض یار
مور سمجھے تھے جسے ہم وہ سلیمان نکلا

جوش غم مین بھی تناسب کا مین پابند رہا
جیب مین ہاتھ نہ کب دست و گریبان نکلا

اسفلون مین نہین عالی گہرونکی خلقت
دیکھلے چاہ سے کب گوہر غلطان نکلا

برق آہ غم سوزان جو نکل کر چمکی
دود دل بھی صفت ابر بہاران نکلا

یہ بھری سر مین شہیدونکے زیارت کی ہوا
باغ سے پھول ہر اک چاک گریبان نکلا

دی تری چشم نے ایک پل مین مریضونکو شفا
خود جو بیمار تھا وہ عیسیِ دوران نکلا

جو ہے بیتاب اوسے جامے سے باہر پایا
کب شرر دود کے پردے مین عریان نکلا

سیکڑون قتل امیدین ہوئین لاکھون ارمان
میرا ویرانہ دل گنجِ شہیدان نکلا

فرقتِ یار مین دل سینہ سے منھ کو آیا
پا بگل سمجھے تھے ہم سروِ خرامان نکلا

تنِ لاغر مین ہوے داغ نمایان کیا کیا
خار سے پھول تو پھولون سے گلستان نکلا

چاک ہونیکا یہ وحشت نے کیا تھا خوگر
ہاتھ سینے تلک آیا کہ گریبان نکلا

کسکو ہوتا نہین ہم جنس کی فرقت کا ملال
آگ سے دود بھی نکلا تو پریشان نکلا

حکمتِ حق کے بیان مین نہ کھلی ایک زبان
پیر کیا کیا نہ یہان کودکِ نادان نکلا

زیست سے تنگ تھا مین مر کے ملا چین مجھے
ملک الموت مرے درد کا درمان نکلا

پاؤن اولجھے رہے دامن سے طریقِ غم مین
ہاتھ طے کر کے رہِ چاک گریبان نکلا

خانۂ دہر سے آخر کو ہوئے سب رخصت
میزبان کون یہان تھا جو مہمان نکلا

منزلِ دوست کا پھر کس سے پتا مجھکو ملے
خضر بھی نابلدِ کوچۂ جانان نکلا

میرے یوسف سا حسین ایک نہ عالم مین ملا
حسن گو لیکے چراغِ رخِ تابان نکلا

ہون وہ بلبل کہ مرے دم سی گلونکی تھی بہار
جب اوڑا ساتھ لیے رنگِ گلستان نکلا

غزل

رُخِ روشن نقاب اوسنے اوٹھائی ماہ
پردۂ ابر سے خورشید درخشان نکلا

شعر ۲۱

دل مین کب عشق کے داغونکو نمایان دیکھا
ایک غنچہ مین تماشائی گلستان دیکھا

رنگ صانع کا ہر اک گل سے نمایان دیکھا
سبزۂ باغ کو خضرِ رہِ عرفان دیکھا

جانستان حسن کو پردے مین نہ پنہان دیکھا
تیغ کو چادرِ جوہر مین بھی عریان دیکھا

باغ سے صنعتِ صانع کو نمایان دیکھا
ہر رگِ گل کو رہِ منزلِ عرفان دیکھا

عمرِ عالم مین نہ مٹتے ہوے کچھ دیر لگی
نقش بر آب خطِ مہرِ سلیمان دیکھا

ہون وہ غم دوست کہ غم ہونیکی تھی فکر مجھے
جمع خاطر ہوئی جب دل کو پریشان دیکھا

منھ کو آیا دلِ پر داغ یہ طرفہ ہے بہار
سرو تو گلستانِ نکو خرامان دیکھا

یون تو ظاہر نہوا حالِ شکستہ میرا
آئنہ ہوگیا جنسے مجھے حیران دیکھا

سایہ مین میرے ہو کیونکر تنِ داغی کی بہار
صرف تصویر مین کب رنگِ گلستان دیکھا

جانبِ وادیٔ عرفان جو کبھی آ نکلے
صورتِ نقشِ قدم خضر کو حیران دیکھا

کان رکھکر نہ کبھی مین نے سُنی بات اوسکی
آدمیت سے جو خارج کوئی انسان دیکھا

بعد مرنیکے نظر چشمِ قناعت سے جو کی
خاک کے ذرون سے تربت پہ چراغان دیکھا

دی جلا دلکو تو صورت نظر آئی اوسکی
عکس آئینہ مین قلعی سی نمایان دیکھا

حد کسی نے نہ مرے ذہنِ رسا کی پائی
ہون وہ دریا کہ نہ جسکا کبھی پایان دیکھا

کچھ خبر اپنی نہین یادِ رخِ دلبر مین
خود فراموش کو بھی حافظِ قرآن دیکھا

چمنِ دہر مین جمعیتِ خاطر ہے کسے
بوئے گل کو بھی جو دیکھا تو پریشان دیکھا

منعمو وہ بھی سنا دار فنا مین تمنے
ہو رنے قبر مین جو حال سلیمان دیکھا

سوزِ غم نے مجھے ہم خصلت پروانہ کیا
بجھ گیا دل نہ اگر شمع کو سوزان دیکھا

کیون نہ گریان صفتِ شمع ہون ان باتون پر
تھے جو دلسوز اونھین قبر پہ خندان دیکھا

کیون نہ سوزِ غم دوری سے ترا قلب ملے
داغ سے سینۂ بلبل مین گلستان دیکھا

غزل ۸

دوست جو پھر گئے لے پھول چڑھانے ماہر
کیا چراغ سرِ مدفن کو گل افشان دیکھا

شعر ۲۴

عاشقی مین مرتبہ معشوق کا ملجائیگا
جسم کانٹا ہو کے پھولون مین مجھے تلوائیگا

رنگ آخر کو یہ رنگِ زرد میرا لائیگا
کہربا کیطرح تنکے ایکدن چنوائیگا

شدت کاھیدگی سی ماہِ نو بنجائیگا
قدِ پر خم مجھپہ اکدن اونگلیان اوٹھوائیگا

چین نے ساقی مجھے برسات مین کب آئیگا
ابرِ باران برقِ تابان کیطرح تڑپائیگا

بخت اوسے گر قامتِ موزون ترا دکھلائیگا
صحنِ گلشن مین صنوبر شرم سی گڑ جائیگا

ابھی دل وحشت مین دشت لامکان دیکھلائیگا — ہر فلک پر اپنے قدم کا آبلہ بنجائیگا

اسقدر رکھی احتیاط جسم او خود بین نکر — آئینہ سا تن یہ اکدن خاک مین ملجائیگا

او دل جانباز رہیو باادب شمشیر پر — یہ وہ جادہ ہے جہان سر بھی قدم بنجائیگا

ضعف کی شدت سے قصد اگو نہین جنبش نہو — ہاتھ کا رعشہ جواب خط ترا لکھ دائیگا

ہیرے پر کار قدم سے نقطہ خال سیاہ — دائرہ سرگشتگی کا دہر مین کھنچوائیگا

جو تجھے دیکھیگا جز میرے پس دیوار سے — چشم روزن کیطرح آنکھون مین جالا چھائیگا

او چراغ حسن سے زعم ترا فرقت کی شب — شمع سان بزم جہان مین سر مجھے دھنوائیگا

دیکھ مٹجائیگا دم مین تو حبابونکی طرح — بحر عالم مین جو سیر ہو سے بھی اوٹھجائیگا

وہ بلا یہ صرصر آہ دل رنجور ہے — جسکی جھونکے سے چراغ زندگی بجھ جائیگا

قطعہ

جب دیار دل مین شاہ عشق کا ہوگا عمل — کچھ وزیر خاص درد ہجر سے فرمائیگا

سنتی ہی وسی وہ حکم محکم فرمانروا — اہل کاران فغان و آہ تک پہنچائے گا

اوس سے پہونچیگا جو نالے کی منادی تک وہ علم
کوچہ لب مین یہی کہتا ہوا وہ آئیگا

جو کمریگا اشک سرتابی روانی مین فرا
دیکھلینا دار مژگان تک پہ کھینچا جائیگا

متہم منت کشی ہی ضعف کر دیگا مجھے
قد پرخم پاؤن پر سر ایکدن جھکوائیگا

عشق کی پوشیدگی چاہی تو کر لب کو نہ بند
راز یہ بستگی مین اور بھی کھلجائیگا

میری رنگ زرد سے سوادہ ہوگی دہر مین
زعفرانکو رنگ میرا ایکدن ہنسوائیگا

کیون نہو بعد زوال سوز غم ہر داغ پھول
جب چراغ خانہ بجھ جائیگا گل کھلجائیگا

دیکھلینا جان لیگا روز کا رونا مرا
چشم کا پر آب رہنا کیا یہ خالی جائیگا

غزل ۹	ماہرا وس نادانکو دل دیتا تو ہی بر جانے یہ تن خاکی گھروندے کیطرح مٹ جائیگا	شعر ۱۹

نہین ہی یہ خط مشکین عذار یار سے پیدا
دھوان ہی آتش رنگ گل رخسار سے پیدا

سراپا داغ غم ہین تیر جسم زار سے پیدا
تماشا ہے ہزارون گل ہوئے ہین خار سے پیدا

وہ رشک آفتاب حشر ہو گھر مین جو نور افگن
قیامت کی ہو گرمی سایۂ دیوار سے پیدا

کہے [illegible]ی اگر افسانہ میر سوزش دل کا
بسان شمع شعلے ہون لب گفتار سے پیدا

وہ دیوانہ ہون قدمون سے مرے صحرا گلستان ہے
کیا ہے خون پائی رنگ گل ہر خار سے پیدا

یہ کن دیوانے نے یارب کیا ہے کوچ دنیا سے
صدا ماتم کی ہے زنجیر کی جھنکار سے پیدا

امر کی کچھ حقیقت سُن کے اونسے یہ کھلا مجھپر
رموز غیب ہوتے ہین وہان یار سے پیدا

مریض حرص زر پاوینگے اس کس طرح صحت
اثر ہے شربت دینار کا دینار سے پیدا

کبھی دیکھا رخ روشن جو اپنا اوسمین قاتل نے
ہوا خورشید مشرق مغربی تلوار سے پیدا

مشابہ ہی جو اون دانتون سے میر دلکو الفت ہے
نیا رشتہ کیا ہے گوہر شہوار سے پیدا

نکلتے گھر سے دیکھا جب اوس لیلی شمائل کو
تو کین آنکھون نے سا ہین روزن دیوار سے پیدا

بجائے اشک غم لخت دل آنکھون مین ہین کٹ آئے
ہوئے لعل درج گوہر شہوار سے پیدا

غبار دل مین ملکر اشک آئی ہین جو مژگان پر
نیا ٹاپو ہوا ہی چشم دریا بار سے پیدا

نہین ہین ٹپکے آنسو حسرتِ دندانِ دلبر مین
ہوئے ہین یہ حبابِ آبِ دُرِ شہوار سے پیدا

نشانِ ظلمِ خونخوار اونکے دم کے ساتھ رہتا ہے
لہو کا رنگ ہے ابتک لبِ سوفار سے پیدا

خرامِ ناز سے اوسنے کیا ہے قتل عالم کو
چلن تلوار کا ہے یار کی رفتار سے پیدا

ذرا جب ضبط کرتا ہون مین سوزِ آتشِ غم کو
شرارے جائے مو ہوتے ہین جسمِ زار سے پیدا

دکھادے وہ مسیحا دم اگر آئینہ رخ کو
صدا ہو طوطیِ تصویر کی منقار سے پیدا

غزل ۱۰

وہ ہون رنگین نوا بلبل اگر چہکون کبھی ماہر
برنگِ گل ہون نالے غنچۂ منقار سے پیدا

شعر ۱۰

اوس کمر کی یاد مین ایسا مین لاغر ہو گیا
جسم گھلکر داخلِ تعریفِ جوہر ہو گیا

مین یہ کچھ محوِ دُرِ دندانِ دلبر ہو گیا
رشتہ جان بھی بدن مین سلکِ گوہر ہو گیا

وقتِ گریہ آگیا جب روی روشن کا خیال
دیدۂ تر چشمۂ خورشیدِ محشر ہو گیا

وحشتِ دل سے جو آنکلا اسی میخانہ مین
مجکو دورِ چشمِ آہو دورِ ساغر ہو گیا

آبرو پر پھیرین پانی نہ وہ دندان صاف
گوشہ گیر اسواسطے دریا مین گوہر ہو گیا

وصل کی شب مین قیامت صبح کا آنا ہوا
صور محشر نعرۂ اللہ اکبر ہو گیا

یار نے دست حنائی جو پونچھے میرے اشک سے
پنجۂ مرجان غریق آب گوہر ہو گیا

جام بھر بھر کر دیئے کس آتشین رخسار نے
شعلۂ جوالہ ساقی دور ساغر ہو گیا

قتل سے میرے ہوئی اسکی اصالت کی نمود
خون جگر خنجر قاتل مین جوہر ہو گیا

غزل ۱۱

سینہ پر داغ پر ماہر جو ٹپکے اشک چشم
صحن گلشن مین برابر فرش گوہر ہو گیا

شعر ۲۱

ضعف تنہا مجھے پیری کی جفا سے نہوا
ہاتھ خالی مرے سایہ کا عصا سے نہوا

صاف احباب کا دل میرے صفا سے نہوا
دور بر اس آئینہ کا زنگ جلا سے نہوا

دل کشادہ مرا آہونکی ہوا سے نہوا
یہ وہ غنچہ ہے شگفتہ جو صبا سے نہوا

بادۂ روح کا کیون نشہ ہی مجھکو یارب
مست ہشیار تو مے ہوش ربا سے نہوا

یادِ گیسو مین نہ کیونکر دلِ پر داغ ہو شاد
کون طاؤس ہے جو مستِ گھٹا سے نہوا

جوشِ زن چشم مین آنسو ہون نہ کیون آہون سے
شور کس بحر مین تیزیِ ہوا سے نہوا

ہاتھ پکڑا نہ کبھی اوٹھکے تھکے ماندون کا
خوش مین پابوسیِ نقشِ کفِ پا سے نہوا

مجھپہ نازل ہوئی عصیان کی بدولت رحمت
کم مرا دامنِ ترابرِ عطا سے نہوا

تو ہی اے شوق بتا ہے کوئی منزل جسمین
داخلہ پہلے مرا بانگِ درا سے نہوا

کشتۂ راہِ رضا ہو کے وفا زیست کی دیکھ
دم جدا مر کے بھی جسمِ شہدا سے نہوا

خاک آگاہ شکستِ دلِ نازک سے وہ ہون
آشنا ٹوٹ کے شیشہ یہ صدا سے نہوا

حسنِ کامل کو زمانہ مین نہین حاجتِ زیب
دستِ مرجان کبھی گلرنگ حنا سے نہوا

ہادیون کی مجھے تکرار سخن کیا ہو گران
قافلہ تنگ کبھی بانگ درا سے نہوا

باغبان رنگ یہ ہی رحم دلی کا میرے
ہاتھ آلودہ کبھی خونِ خنا سے نہوا

ضعفِ پیری نے یہ سرکش کو جھکایا آخر
آشنا ہاتھ کبھی فرقِ عصا سے نہوا

کیون نہ تڑپاؤن مجھے سوز الم مین آہین	کون شعلہ ہے جو بیتاب ہوا سے نہوا
کبھی سالم نہین سختی کا مرض ہے اوسکو	درد جس قلب مین آواز گدا سے نہوا
کثرت نالہ سے آواز مری بند ہوئی	کام کیا سرمہ سے ہوتا جو صدا سے نہوا
چشم مشتاق نے رخ اوسکا ادہر پھیر لیا	جذب کعبہ کا کسے قبلہ نما سے نہوا
ضعف پیری نے یہ پابند کیا آخر کار	شام کی طرح جدا ہاتھ عصا سے نہوا

غزل ۱۲	انہین باتون پہ ہے ماہر تجھے مطلب کی طلب منھ سے مانگا تو دل آگاہ دعا سے نہوا	شعر ۱۲

بڑھا ہے حسن میرے عشق سے صاحب جمالون کا	مرا رنگ پریدہ کیا ہے غازہ گل سے گالون کا
کھلا مجھسے نہ کوئی پیچ اونکے سر کے بالون کا	رقیبونکا سیہ دل ہے کہ جوڑا خوش جمالون کا
اگر افشا کرے تو راز ہم وحشت خصالون کا	زبان خار کہدے سب تو کندہ حال چھالون کا
پڑے سایہ جو نخل باغ پر ہم درد والون کا	چٹک مین غنچہ گل کے اثر ہو دل کے نالون کا

کلا کر نرم کر دے جو رگِ گل کی طرح کانٹے
جنون وہ گرم پانی ہے مرے پاؤن کے چھالونکا

نکیون بیتابیون مین یاد آئے ابروئے قاتل
بجز شمشیر پرسان کون ہے بسمل کے حالونکا

چمن جب جلوہ گاہِ شاہدِ فصلِ بہاری ہو
تو پھر فرشِ مشجر کیون نہو سایہ نہالونکا

نہین ہین دُرفشان شبنم سی شاخین موسمِ گل مین
ٹپکتا ہے یہ جوشِ حسن سے جوبن نہالونکا

روان ہو نمین سوئے مقتل اگر شوقِ شہادت مین
قلم پاؤن کے نقشہ کھینچدین بسمل کی چالونکا

مٹادین جو سیہ گیسو فروغِ شامِ میلادکو
چراغ آگے بھلا اونکے جلے کسطرح کالونکا

فلک سے تو نہ بشاشی مٹی منعم کی او مانی
اوتارا تونے نقشہ کسطرح ایسے بحالونکا

غزل ۱۳

ہوا ہون زار ماہر مین ندامتہاے عصیانسے
سو کھاتا ہے مرے تن کو پسینہ انفعالونکا

شعر ۲۶

ترکِ زینت وہان ہوئی یہان جسم بیجان ہو گیا
آئینہ مین شکل اونکا کیون نمایان ہو گیا

آہِ دل سے جوشِ اشکِ چشم حیران ہو گیا
لو ہوا آب آئینہ مین طوفان ہو گیا

وحشت آگین جب رقم مضمونِ ہجران ہو گیا
شعر مین مصرع ہر اک دستِ گریبان ہو گیا

بعد مردن فصلِ یاران کا یہ احسان ہو گیا
جگنوؤن سے قبر پر میری چراغان ہو گیا

اسنے چھوڑا ہاتھ سے لکھکر کہ ہیجان ہو گیا
کلک مردہ ہو گیا مدفن قلمدان ہو گیا

ناتوان ہم سا کوئی وحشی جو گریان ہو گیا
آبجو ہر جادۂ راہِ بیابان ہو گیا

دل مین اپنے کب ہجومِ داغِ ہجران ہو گیا
ایک غنچہ تیری قدرت سے گلستان ہو گیا

مجھپہ جب پیہم ترا مرقد مین احسان ہو گیا
اک چراغِ گلفشان رشکِ چراغان ہو گیا

صاف باطن ہین بغیر سعی و کوشش کامیاب
پرتوِ انجم سے دریا مین چراغان ہو گیا

کیا ہوا سایہ فقیرونکی جو تربت پر نہین
ہر بگولہ گنبدِ گورِ غریبان ہو گیا

سیرِ گلشن دیکھنے کو جب چلا وہ رشکِ گل
اوڑ کے رنگِ رخ مرا رنگِ گلستان ہو گیا

اک جہانکو ہم فقیرون نے مسخر کر لیا
بوریے کا نقش بھی نقشِ سلیمان ہو گیا

منزلِ مقصد نی راہِ عشق مین جب کی کشش
جو نہالِ سبز تھا خضرِ بیابان ہو گیا

نے ترے برسا جو ابر آ ساقیِ ابرو کمان
مجھکو بارانِ کرم بھی تیرِ باران ہو گیا

ہون ڈرے آئے حسنِ کرداوہ خر دیکھیے مین ہم
جیسے عکس آئینہ مین تیر انمایان ہو گیا

محفلِ مے مین جب آ یادِ دشتِ وحشت کا خیال
دورِ ساغر گردشِ چشمِ غزالان ہو گیا

پڑ گیا ہے جن فقیرونکو قناعت کا مزا
خوانِ نعمت اونکو خالی گردۂ نان ہو گیا

ہون وہ بیخود ٹھیس گر شیشے کو لگتی دیکھلے
جانکر اپنا دلِ نازک مین نالان ہو گیا

وہ شکار افگن جو آیا سیرِ گلشن کو کبھی
مرغِ بسمل طائرِ رنگِ گلستان ہو گیا

مجھکو بعدِ مرگ ہو کیا حاجتِ شمع و چراغ
دل جلی احباب جب آئے چراغان ہو گیا

دیکھ تو سوزش مری زخمونکی اے ناوک فگن
شمع کا شعلہ تری ناوک کا پیکان ہو گیا

کچھ نہ پوچھو ضبطِ دردِ دل مین جو گذری یہان
بجھ گئے آنسو جو ترا اشکون سے دامان ہو گیا

انکے قدمون پر قدم پڑتا ہے میرا دشت مین
کیا مین وحشی سایۂ چشمِ غزالان ہو گیا

کچھ تو گوشِ گل مین پھونکا تھا صبا نے صبحدم
نالۂ بلبل پہ ایک اک گل جو خندان ہو گیا

پوچھتے کیا ہو ہزاروں قتل کر کے حسرتین	دل کبھی تھا اب تو اک گنجِ شہیدان ہو گیا

غزل ۱۴۱

باغ سے گھر کو چلا ماہر جو وہ رشکِ بہار
اوڑ گئین سب بلبلین ویران گلستان ہو گیا

شعر ۱۵

اثر سے مو قلم کو بھی نہین یارا روانی کا	مصور اب یہ نقشہ ہی ہماری ناتوانی کا
ضعیفی مین نکیون کشتہ ہون زورِ ناتوانی کا	مری پیری ہے اور عالم بڑھاپے پر جوانی کا
ضرر کیا ہم سبک سیرونکو پہونچے ناتوانی کا	مثالِ سایہ یہان عالم ہی گر نہین روانی کا
دکھا دیتا ہون نقشہ جب مین اپنی ناتوانی کا	اوتر جاتا ہے چہرہ صورتِ تصویر مانی کا
خیال آئے جو ساقی چشمِ مستِ یارِ جانی کا	دل پر خون بنے شیشہ شرابِ ارغوانی کا
مزا ہی بزمِ مے مین شمع سان آتش زبانی کا	مثالِ شیشہ یہان موقع نہین پنبہ دہانی کا
نہ کیونکر طالبِ دیدار ہوتا یارِ جانی کا	مجھے تھا دیکھنا منظور اوسکی لن ترانی کا
نہ زائل حسن ہو یارب کبھی اوس یارِ جانی کا	رہے ممدود سر پر زلف سان سایہ جوانی کا

جباب آسا ستمگر تن سے دم آیا ہے آنکھون مین
یہ ہین مشتاق سوز دل کی گرمی سے مین پانی کا

خط رخ کو نکیونکر نکتہ دان سمجھین خط مصحف
تری ہنسی بتا دیتی ہے قرآن کی نشانی کا

حقیقت مین ہین گرما گرم باتین شعلہ رویونکی
زبانی شمع سا دعوی نہین آتش زبانی کا

نہ کچھ ہو گی کمی گلزار کے سیراب کرنے مین
مثال خار ای شبنم ہے پیاسا بوند پانی کا

نگاہ شوخ موسی نے تو کب کا دیکھ پایا تھا
فروغ حسن گر پردہ رکھے لن ترانی کا

سفیدی دھوپ کے مانند آجاتی ہے بالون پر
بشر کے سر سے اوٹھ جاتا ہے جب سایہ جوانی کا

غزل ۱۵

ہوا ہو جاؤنگا مین بھی مثال رفتگان ماہر
تتق ہے یہ تن خاکی غبار کاروانی کا

شعر ۱۵

ترے نام سے دم فنا ہو گیا
مین ہو کہ کے یارب ہوا ہو گیا

جسے عشق زلف دوتا ہو گیا
اسیر کمند بلا ہو گیا

زمانہ نہین کیا کیا نہ تن کے چھنے
تن زرد جب کہربا ہو گیا

بنایا جو قسمت نے دانا مجھے — فلک فرق پر آسیا ہو گیا
تصور سے دیکھا رُخِ صافِ یار — نہ آئے اگر وہ تو کیا ہو گیا
ہوا آگ جب گرم اشکون کا آب — بدن خاک اور دم ہوا ہو گیا
مرے جذبِ دل سے چلے آئے وہ — مرض دردِ دل کی دوا ہو گیا
جفا کرکے مشہورِ عالم ہوئے — بُرائی سے اونکا بھلا ہو گیا
یہ عطر اونکے ملنے سے آفت ہوئی — سے چلے جب تو فتنہ بپا ہو گیا
بھرا خون قاتل کے دامن مین جب — بہارِ ریاضِ ادا ہو گیا
تکدر کی یہانتک کی لوگون نے قدر — غبارِ دلی کیمیا ہو گیا
ہوا عیش شاہی کا باعث شباب — جوانی کا سایہ ہما ہو گیا
عبث کب ہے نالان جرس راہ مین — کوئی قافلہ سے جدا ہو گیا
بنا زرد الفت جو دل عشق مین — ہر اک داغ مُہرِ وفا ہو گیا

غزل ۱۶	کہو تو جو ماہر کو مارا عبث بتو تمسے راضی خدا ہو گیا	شعر ۸

تقصیر محتسب نہ مغان کا قصور تھا	شیشہ تو خود شراب کے نشہ مین چور تھا
وابستہ جس سے تھا اوسی دلبر سے دور تھا	یارب مگر مین سایہ بال طیور تھا
ممکن نہ گر نظارہ حسن حضور تھا	پروانی سے عرش پہ پھر کیا ضرور تھا
کیا خوش ہون جب مین بزم مین شمع کا نور تھا	جتنا تھا پاس اوتنا ہی قید ہون سے دور تھا
اس بعد پر تو سوز درون نے کیا سیاہ	اچھا ہوا کہ سایہ مرتن سے دور تھا
معراج کی تو رات ہوا اور بے حجاب ہو	پہلے پہل کی بات تھی پردہ ضرور تھا
آتی تھی کیون نبی کو صدائے پس حجاب	کوئی ادھر نہ تھا تو ادھر تو ضرور تھا

غزل ۱۷	ماہر کھلا لحد مین کہ تھی زیست دور بین نزدیک دیکھتے تھے جسے ہم وہ دور تھا	شعر ۱۶

آید نہ بعد عمر گر از کوئے یار ما — گیرد بہ بر نہ تنگ ہوا را غبارِ ما
ظاہر شود چو سوزِ دلِ بیقرار ما — آتش زند بہ دامنِ صرصر غبارِ ما
چون نیست ہیچکس بجہان سوگوار ما — جامہ دری کند بہ غمِ ما غبارِ ما
آخر فنا شدہ ہمہ شان و وقارِ ما — بر خود چنان ز رنج نہ پیچد غبارِ ما
چون بادِ تند بود دمِ احتضارِ ما — رفت از ثرا بہ اوجِ ثریا غبارِ ما
آمد بہ سر ز چرخ چہ بر حالِ زار ما — دارد ہوا بدست خطی از غبارِ ما
از پیچ و خم نہ شانہ کند چون غبارِ ما — افتادہ است بر سرِ ما کار و بارِ ما
در جوشش بحر ہا کفِ دریا شود سحاب — اشکے چکد گر از مژۂ اشکبارِ ما
بینی بیک اشارہ ز بادِ فنائے دہر — صد بار رخت بست ز ہستی غبارِ ما
کردند صرف ظلمتِ بحر و بران سواد — آمد ز یاد آنچہ ز کنجِ مزارِ ما
حیف است لطمہ ہای ہوا را گمان زند — گر دم زند دمے بغمِ ما غبارِ ما

از تشنگی مپرس کہ دریا فرو برد
آہم خلافِ طبع ہوائی جہان رود
آن منتہی بپاشد واین منتہی بحشر
تا آسمان فضائی جہان پرشود زخاک

چون ابر گر برآب برآید غبارِ ما
گر ساعتی بخاک نشنید غبار ما
آن زلفِ تو واین شبِ تار مزار ما
مشتی زگردِ غم چو فشاند غبار ما

غزل ۱۸

ما ہم زبادِ دہر نہ چون صدمہ ہا رسید
داند غبار ما جگرِ زخمدار ما

شعر ۵۱

مین خود کب آفتون مین تنِ زار لیگیا
یوسف کو کیا سمجھکے خریدار لیگیا
تربت مین ہمدمی یہ تنِ زار لیگیا
سایہ بھی راستیِ قدِ یار لیگیا
یوسف کے حسن نے یہ کیا گاہکو نکا حال

سایہ بھی گر چڑھا تو سرِ دار لیگیا
جو حسن تھا وہ صدمۂ بازار لیگیا
کیا جان تھی کہ مرکے بھی کچھ بار لیگیا
سودا تھا کیا کہ گرکے خریدار لیگیا
جو جسکو لگیا سرِ بازار لیگیا

تڑپا لحد مین بھی تو یہ حیران ہوئی اجل
دم مجکو دیکے کیا ترا بیمار لیگیا

وہ اور ہین جو ڈالتے ہین بوجھ چار پر
مین قبر مین تڑپ کے تن زار لے گیا

رہرو زمین پہ رکھ کے اوٹھا لیتے ہین قدم
کیا سوز دل حضور کا بیمار لیگیا

کی آئینہ پہ ڈر کے زلیخا نے بھی نظر
یوسف کو حسن جب سر بازار لیگیا

صدمے سے زخم تن بھی لہو ڈالنے لگے
تیری ہنسی اوڑا کے جو سوفار لیگیا

کیا کہتے درد دل ترے پیکان سے میرے زخم
جب منھ کی بات چھین کے سوفار لیگیا

میخانہ مین یہ راتکو زاہد کی گت بنی
شال کمر کوئی کوئی دستار لیگیا

جب پائمال ہونیکو بیٹھے ترے ضعیف
سایہ زمین سے سر دیوار لیگیا

دیوانگان عشق کا جبتک کہ ہو گذر
مین چن کے خار وادی پر خار لیگیا

بازار عشق مین مرا سودا بکا تو یون
نقصان مجھکو دیکے خریدار لیگیا

منزل کو آہ ہے صفت سایہ راہ بھر
مین کھینچتا ہوا جسد زار لیگیا

منقار مین اوٹھا کے نجات نے کہ کسیلئے
افتادہ پر بھی مرغ گرفتار لے گیا

پوسے نہ دام مال کے جیب دیسکا غریب
کچھ رنج مول لینکے خریدار لے گیا

صیاد مجھ غریب پہ بس ہو چکے ستم
سو بار لایا باغ سے سو بار لیگیا

منعم بھی کیون نہ مر کے جنازہ مین ہون سوار
اگلی ہوائے سر تو ہوادار لیگیا

نقصان ہوا تجارت الفتمین ہر طرح
سودا بکا تو رونق بازار لیگیا

منظور حال زار دکھاتا تھا باغ کو
ٹوٹے بھی پر جو مرغ گرفتار لیگیا

پہونچا اوسیکے زور سے تا منزل عدم
جو دم چراکے موت سے بیمار لیگیا

دنیا ادھر کی جنسے ہوا کرتی تھی اودھر
وہ کروٹین فقط ترا بیمار لیگیا

چاک لباس قبر بھی تھا بسکہ مجھپہ شاق
پیوند کے لیے جسد زار لیگیا

نالے اوسیکے گوش گل باغ تک گئے
جو دل دو نیم صورت منقار لیگیا

یون نکلے سیر باغ کے ارمان ضعف مین
جب رنگ رخ اوڑا سوئی گلزار لیگیا

بجھکر چراغ قبر جلا وٹھتا ہے زاتکو — وہ سوزِ دل حضور کا بیمار لیگیا

تربت بلند ہو کے بھی کچھ خاک بچ رہی — حسرت زمین کی یہ زمیندار لیگیا

مین کیا وہ یاد آئینگے تا حشر خلق کو — آخر مین ہچکیان جو ترا زار لیگیا

کیون تیرے شکر مین نہ زبان تیر کی ہو لال — زخمونکی تھی جو بات وہ سوفار لیگیا

سو بار تیرے عشق مین مرنے کا تھا جو ہوش — جب دم دیا کسی نے یہ بیمار لیگیا

ہنستے نہ تیرے تیر پہ کیون زخم تن مرے — کھلوا کے منہ کو ضبط بھی سوفار لیگیا

وہ سوئے کفر جانے مین مجبور بھی ہوئے — گردن مین ہاتھ ڈال کے زنار لیگیا

کنج قفس ہی پیشکش باغ کے لیے — تنکے صدا کے مرغ گرفتار لیگیا

سر سے نکلکے پاؤن تک آئے بسانِ زلف — یون خار مین چبھو کے مین ہر خار لیگیا

اب رو رہا ہون درد کو یہ سوچ سوچکر — وہ شے تھا یہ کہ جسکو خود آزار لیگیا

اتنی بھی قید تھی جو رہائی یہ ناگوار — سایہ بھی ساتھ مرغ گرفتار لیگیا

یوسف نے بس نگاہ توجہ اوسی پہ کی — دل ہاتھ مین فقط جو خریدار لیگیا

پلکین گواہ ہین انہین دیوانونکے لیے — آنکھونسے چنکے دشت کے مین خار لیگیا

کین لاکھ حقکی بندۂ زر نے عبادتین — ناتھا مگر علامت دینار لیگیا

ڈھونڈھین تڑپ تڑپ کے مریض جہان ہزار — جو درد تھا وہ آپ کا بیمار لیگیا

اللہ ری حرص درد کی اللہ رے مزے — کس کس کے زخم مرہم زنگار لیگیا

دنیا کی دوڑ دھوپ سے منصور دیکھ لے — دم یون چڑھا کہ تن کو سر دار لیگیا

کاغذ بھرا اور اوتر گیا چہرہ ضعیف کا — تصویر کھینچکر جو طلبگار لیگیا

آئی صدا کراہنے کی قلب زار کے — جب منہ بغل مین آپ کا بیمار لیگیا

پاؤنکو جانے دیجیے خود سر سے پوچھیے — شانہ نکالکر مرے سر کے خار لیگیا

بکنے لگا جو موت کا سودا اچھا نہین — آنکھونکو بند کرکے خریدار لیگیا

دیکھی لحد پہ جسنے مری قلب کی چمک — ہر بار ہاتھ اوٹھا لیا ہر بار لیگیا

گوہر سی ٹرہکی کون ہی محتاج دہر مین	جو آبرو سی شی سرِ بازار لیگیا

غزل ۱۹	ماہر کچھہ اوس سی پوچھہ پہلے چشمِ سیہ کا حال کاجل نگہہ سی ہاتھہ پہ جو پار لے گیا	شعر ۲۷

رونقِ تن سی شباب اپنا وفا کیا کرتا
تہم کے سایہ کے لئے مرغِ ہوا کیا کرتا

دل نہ دکہتا تو غریبون سے وفا کیا کرتا
چوٹ پڑتی نہ جگر پر تو درا کیا کرتا

باوفائی مین جفاؤن کا گلہ کیا کرتا
اچھی دل کو مین حسینون سی برا کیا کرتا

مین عزیزون سے بھلا ترکِ وفا کیا کرتا
خون مین غنچن ملا تھا تو جدا کیا کرتا

ہوش مین آکے خود اپنے کو فنا کیا کرتا
ہون حبابِ لبِ جو چشم کو وا کیا کرتا

تھی یہ صورت تو اثر کا مین گلہ کیا کرتا
ہاتھہ مطلب سے اوٹھاتا تو دعا کیا کرتا

نام مین وصفِ صفائی سی بھلا کیا کرتا
اور گے خون سی ہمن نشو و نما کیا کرتا

عکس آئینہ ہو تمین اونسی گلا کیا کرتا
لب ہلاتا بھی تو مطلب کو ادا کیا کرتا

چاند سی شکل کا ہی عکس مری سینہ مین
اور اب آئینہ دل کی جلا کیا کرتا

کروٹین لیکی شب ہجر یہ مین کہتا ہون
دل جو ہوتا تو محبت کا مزا کیا کرتا

راہ چلتون پہ پڑا مین صفتِ نقش قدم
اب سلوک اور محبت کا مزا کیا کرتا

استخوان کھائی نہ اس وجہ سی مجھہ وحشی کے
جائی پر خار نکلتی تو ہما کیا کرتا

آپ بیٹھا ہوا زخمون پہ چھڑکتا ہون نمک
اور اب مجھسی محبت کا مزا کیا کرتا

اونگلیان بند کھلی جاتی ہین دیکھو تڑپن
دل کو مٹھی مین ندیتا تو بھلا کیا کرتا

دیدیا ہی اونھین مٹھی مین مسلنی کے لئے
اور اب دل کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

راہ مین کون مری ساتھ اوٹھاتا زنجیر
ساتھ سی اپنی مین سایہ کو جدا کیا کرتا

اسپہ تو آنکھون کو کہولی رہا ایک حباب
سر مین بھرتی جو نہ دنیا کی ہوا کیا کرتا

دیکھتا آئینہ سان لیکی نکیون دل مین تجھے
نے تیری سیرِ طلسمات فنا کیا کرتا

سود ہین درد کی لذت نے دیئے اک دل کو
اور اب زخم کے کھانے کا مزا کیا کرتا

اچھی خاصونکی تو آوازہ یہ نالے ہین ‏— میری نالون کو جو سُنتا تو ورا کیا کرتا

عکس آئینہ ہو نہین ہو تو اونہین کو ہو گلہ ‏— اونسی مین شکوہ انداز و ادا کیا کرتا

سایہ مرغ ہوا آنکے تو تڑپا چھوڑا ‏— اور اب دل کے تعلق کا مزا کیا کرتا

ڈھونڈھتی پھرتے تھے شب خانۂ اصلی اپنا ‏— نہ اشارے سے بتاتا تو عصا کیا کرتا

سو جگہ لیتی ہوئی دم اجل آئی مجھ تک ‏— اتنی دوری مین ملاقات قضا کیا کرتا

روکی ہین بوجھہ ضعیفی کا نگاہین میری ‏— لیکن مین ضعف کے عالم مین عصا کیا کرتا

لاکھہ کچھہ تھا یہ نہ مٹھی سی نکلنے پایا ‏— شوخی کرتا بھی تو وہان رنگ حنا کیا کرتا

اونکی پرچھائین کی صورت سی نظر آتی ہی ‏— جسم سی اپنی ہین سایہ کو جدا کیا کرتا

مین تو خیر آئینہ کا عکس جو ہوتا گویا ‏— آپسی آپکی باتون کا مزا کیا کرتا

دل نکلجانی پر آتا تو نکل ہی جاتا ‏— مجمع غمزہ و انداز و ادا کیا کرتا

شمع کشتہ کی طرح جھکی نہ جلتا کیونکر ‏— جو فنا کر کے ملی مین وہ بقا کیا کرتا

کسی واماندہ بیکس کی صدا آتی تھی
کان پر ہاتھ نہ رکھتا تو درا کیا کرتا

جان اجل لیگئی اور ہاتھ نہ پکڑا اپنی نی
اور اب دم کی نکلنی کا مزا کیا کرتا

چل بسی شام کا سب تاج اٹھانیوالے
سر برہنہ جو نہ ہوتا تو عصا کیا کرتا

پیچھی آنے پہ ضعیفون کے تو یہ نالی ہین
بیٹھ جاتے ہین کہین تھک کر تو درا کیا کرتا

دل تو خیر آ ہی گیا چھوٹی سی مٹھی مین وہان
اب کلیجے کے تڑپنے کی دوا کیا کرتا

دست و پا تک کو تو پھیلا ئی ہون دینی کی لئی
اور اب جان کی دینی کا مزا کیا کرتا

غزل ۲

ہاتھ کس سے وہین بند ہوا دیئی اونکے باہر
شوخیان اس سے سوا رنگ حنا کیا کرتا

شعر ۵۰

نہین ہے آج سے ہی سوز غم گلہ دل کا
کہ آنکھ کھولکی دیکھا ہی آبلہ دل کا

کہو شباب سے وہ کی نہ ولولہ دل کا
نکلنی دی جو نکلتا ہی حوصلہ دل کا

بٹھا ہی لاکھ حسینون پہ صلہ دل کا
کہان کہان نہ لٹا ایک قافلہ دل کا

سما سکا جو نہ خود اوس مین ولولہ دل کا
سمٹ کی سینے سی نکلا ہی حوصلہ دل کا

شریک درد ہی کیونکر کرون گلہ دل کا
ہنسا جو مجھپہ تو رویا ہی آبلہ دل کا

بلا سبب نہین کچھپہ تنگ حوصلہ دل کا
ٹپک رہا ہی کہین کوئی آبلہ دل کا

چلا ہی آج سوئی چشم حوصلہ دل کا
کھڑی ہین راہزن آتا ہی قافلہ دل کا

خوشی یہی ہی تو اچھا سنو گلہ دل کا
کسیطرحسی سہی ہو تو فیصلہ دل کا

جلا رہا ہی جگر کو جو حوصلہ دل کا
لئی ہو آب کا چلو ہر آبلہ دل کا

ہی رخ کے آئنہ کا سبزہ حوصلہ دل کا
گرا ہی پیاس مین پانی پہ قافلہ دل کا

وہ دیکھلین تو نہ دل ہو ولولہ دل کا
لڑی نگاہ تو ہو جائی فیصلہ دل کا

کبھی نہ دلکی تو کیونکر ہو گلہ دل کا
کبھی تو منھ سے بھی پھوٹے کچھہ آبلہ دل کا

یہ قول تجربہ کاران درد فرقت ہی
نہ آنکھہ ہو نہ نظر آئے آبلہ دل کا

کلید سی جو ٹپک کے بھی کھل نہین سکتا
وہ قفل دل مین لگائی ہے آبلہ دل کا

بلند دیکھکی سینہ نہ اتنا ہک دک ہو
اسیطرح سر اوٹھاتا ہی حوصلہ دل کا

بخیر ہو سفرِ طفلی و جوانی و شیب
وسط کی چھوڑ دی منزل جو قافلہ دل کا

یہ وقتِ نزع رگِ جانکی بہا نفس او بھرے ہی
اٹک اٹک کی نکلتا ہی حوصلہ دل کا

جگر نے چین سا پایا ہی بند ہین آنکھین
ابھی جو پھوٹ بہا ہی کچہہ آبلہ دل کا

چھپائی بیٹھی ہین زلفون کو وہ ڈوپٹی سی
سرا کو ڈھونڈھتا آتا ہی قافلہ دل کا

کبھی جو غارِ رگِ جان سے چھیڑ دون اسکو
تمام عمر لہو روئی آبلہ دل کا

اجل کے وقت کا ہون منتظر جو فرقت مین
دکھا رہا ہی گھڑی مجکو آبلہ دل کا

نہ دیکھی جائیگی صورت بھی مجھسی ماتم کی
کلاہ سر سے اوتاری نہ آبلہ دل کا

مقامِ خوف جو ہین طفلی و جوانی و شیب
سہ منزلہ کئی آتا ہے قافلہ دل کا

نہ پنچی پاؤن کے آجائے کچھہ سنبھل کے چلو
ملا ہی گیسوؤن سی جا کے سلسلہ دل کا

عجب نہین اس اشارے سی وہ چلی آئین
تپک تپک کی بلاتا ہی آبلہ دل کا

خبر نہین او نہین وہان کھل رہی ہین زلف کی بل — ہلا رہا ہون یہان سی جو سلسلہ دل کا

ستائے مجکو یہ فرقتین وصلمین وہ اوٹھین — مجھی جگر کا ہی شکوا او نہین گلہ دل کا

بجھا دی آگ وسی ہی مری کلیجے کی — بھری ہی آ کی چھا گل جو آبلہ دل کا

نہ آئے دشت سیی ن سائین سائین کی آواز — نکلگیا تہا کبھی ہو کی قافلہ دل کا

خطا مجہی سی ہوئی اب جو کچھہ کہون مجرم — چلو سدہار و مبارک نہین گلہ دل کا

جو تم کھلا ہوا منہہ دیکھتی ہو مرنے پر — نکلگیا ہی اٹھی رسی جو حوصلہ دل کا

اچانک آکے گری ہین جو رہزنان ادا — تتر بتر ہوا جاتا ہی قافلہ دل کا

وہ اک ادا سی جو آبیٹھے ہین مرے دلمین — دھری ہی پیار سی منہ دلپہ آبلہ دل کا

اوسی سی آئی قیامت اوسی سی حشر ہوا — ہماری دل سی جو نکلا تہا حوصلہ دل کا

چہار سمت جو ہین رہزنان حسن تو ہون — دبا کے راہ نکلجائے قافلہ دل کا

کھڑی ہین لوٹتی جو منھ وہ دیکھتی رہجائین — جو دبا کے نکلجائے قافلہ دل کا

بہت ہی خوب رہی گئی سیؤونکی پہ دین — جو راتا رات نکلجائی قافلہ دل کا

سرائی زلف کی حجرئی بہر ہوئی ہین تمام — اوتر رہا ہی برابر جو قافلہ دل کا

صدا یہ دیتی ہی بو ملگجے ڈوپٹے کی — لٹا ہی گرد کے پرہین قافلہ دل کا

چلا نہ زور کسی سی کبھی غریبون کا — دبا ہی راہ کو کیونکر نہ قافلہ دل کا

کہو یہ اونسی کہ اب ڈھونڈھنی ہتی کیا حاصل — نکلگیا کسی جانب کو قافلہ دل کا

یہ بعد مرگ کیا کسنی بند منہہ کو مرے — نکل رہا تھا ابہی دل سی حوصلہ دل کا

وہ ہاتھہ کان پہ کہتی ہین مین ہٹاتا ہون — کبھی وصال مین ہوتا ہی یون گلہ دل کا

وہ اپنی سینی کی کچھہ حسن کو جو روکے ہین — کھنچا ہوا ہی شکنجی مین حوصلہ دل کا

مسل کے پھینکدین وہ اپنی ہاتھہ سی جو کبھی — تمام قصی ہون ہو جائی فیصلہ دل کا

گواہ اسپہ حباب روان دریا ہین — کہ دم مرا لیئی جاتا ہی آبلہ دل کا

یہ کمسنی یہ دم نزع یہ سے چلے آنا — ہٹو ہٹو کہ نکلتا ہی حوصلہ دل کا

یہ کس طریق سے لٹتی ہو رکھکے گل تکیہ
اوٹھاؤ گال کہ دیتا ہے آبلہ دل کا

ہماری نزع کی اولجھن سے تم نہ گھبراؤ
اسی طرح سے نکلتا ہی حوصلہ دل کا

غزل ۲۱

کلیجے دیکھنے والونکے پھٹتی ہین ماہر
جو منہہ کو ڈھانپ کے روتا ہی آبلہ دل کا

شعر

شمع کیطرح بشر فکر مین بیدم ہوگا
اور بھی جسم گھلیگا سر اگر خم ہوگا

دل بھی اک زخم ہی خوش ہوگا تو بیدم ہوگا
جسقدر اسکو ہنساؤگے لہو کم ہوگا

چرخ کسطرح کری خوش کہ نیا غم ہوگا
رنگ نکلیگا جو میرا تو لہو کم ہوگا

ہجر کی شبکی درازی سہی نکچھہ غم ہوگا
رنگ اوڑنے سی مری صبح کا عالم ہوگا

صفتِ شیشہ می نظم مین عالم ہوگا
لعل و گلو نگا سرِ فکر اگر خم ہوگا

بی سبب کے نہ یہ دھڑکن نہ عبث غم ہوگا
دل مین ارمان کے مر جانیکا ماتم ہوگا

دیکھینگی الٹی ہوئی آنکھین بھی جھلک جھلک کے اونہین
نشۂ فصل جوانی مین وہ عالم ہوگا

غزل ۲۲	تیز رکھ اپنی زبان تیغ کی صورت ماھر تجھہ مین دم ہوگا تو دشمن ترا بیدم ہوگا	شعر ۱۷

ہمنی تو جان نذر دی دل کو فدا کیا
اب تم بتاؤ چاہنی والون سی کیا کیا

الفت مین سعی مرگ نہ کر کے برا کیا
مرنیمین ہات پاؤن نہ ماری تو کیا کیا

نہ لاشہ ہی اوٹھائی نہ دم کو فنا کیا
ای درد تو نی اوٹھکی کلیجی مین کیا کیا

خاکی بدن نی روحکو بسیون فنا کیا
جسطرح آب جام گلی مین گھٹا کیا

مضطر وہ تہا کہ ایک مری خوف دفن سی
برسون زمین کا بھی کلیجہ ہلا کیا

افسوس زلزلہ کہا اوسکو جہان نی
پر دیمین خاک کی جو مرا دل ہلا کیا

رشتہ سی کہہ رہا ہی کہ کافور شمع بزم
ٹھنڈا کلیجہ جسنی جلایا جلا کیا

سمجھا نہ تہا بیخودان محبت کو ہی عبث
خود آپ کہہ رہی ہین کہ یہ ہمنی کیا کیا

مین گر مطیع عشق ہوا تو عجب ہی کیا
خود دلو آب چاہ کا پانی بھرا کیا

دی مین نی جان آنکھون پہ تو کیا کیا قصور
اوسکو نہ کچھ کہا کہ جو سرمہ پسا کیا

آوارگان دشت محبت خیمہ شا نصیب
گر تھک گئی کبھی تو مقدر پھرا کیا

اتنا ہوا وہ آکے مری گھر جو پھر گئے
پتلی سا کوئی آنکھہ مین برسون پھرا کیا

کہتا ہون کروٹونمین شب ہجر کی یہ مین
دنتک تو دل تہارا تکو پہلو سی کیا کیا

افسوس شکل عود بھی پہوٹی نہ بو کبھی
اسطرح چپکی چپکی کلیجہ جلا کیا

پردیمین پڑ گئے تو ڑدیئی میری استخوان
وعدہ تو کچھہ کیا تھا یہ صیاد کیا کیا

بگڑو جو دل سی تم تو خوشامد کیون کرون
وہ ہی منائی ہی تمہین جسنی خفا کیا

غزل ۲۲

ماہر یہ کس ادا سی وہ شانہ ہلا گئی
یون دل ہلا کہ قبر مین لاشہ ہلا کیا

شعر ۶

شب فرقت جو تڑپا کیا ہوا آکہکشان میرا
شکنجہ مین کہنچا خود چرخ لیکر امتحان میرا

تماشا ہی کہو وہان میری مقدر یہان جوان میرا
مٹا جاتا ہے گردون پر نہین مٹتا نشان میرا

برنگِ بو ہین ہمراہی لقب ہی ناتوان میرا
صدائی رنگ غنچہ پر پروان ہے کاروان میرا

یہ ادنی سا ہی حالِ خوفِ راہ جانستان میرا
پریدہ رنگ پیچھے ہین تو آگے کاروان میرا

لقب ہے سخت جان کیونکر ہو کوئی رازدان میرا
شررِ رنگ سنگ از خود تو کھلی سوزِ نہان میرا

سبکر و ہو مدد آیا ہی وقتِ امتحان میرا
ادہر ہی قافلہ بو کا ادہر ہے کاروان میرا

لقب ہی عندلیبِ زار اتنا ہی نشان میرا
شکستِ رنگ کو کہتی ہین گل شورِ فغان میرا

سمجھ لے یہ تو ہوای قہرِ دشمن آسمان میرا
زمین برباد ہوتی ہی تو مٹتا ہی نشان میرا

ہوا اور برق ادہر دشمن ادہر دشمن آسمان میرا
ہمارا اب نہ تنکی کا بہی رکھی آشیان میرا

جدا نانِ چمن مین جب کوئی تہا قدردان میرا
مثالِ حرز بازو پر بندہا تہا آشیان میرا

سفر والونکی یارب خیر ہو بیجا گمان میرا
اوڑینگی رنگ چہرون سے لٹیگا کاروان میرا

سفر مین بنکی بو کہتا ہی قلبِ ناتوان میرا
ہو بھی کوئی شی تہی جسنی لوٹا کاروان میرا

سمجھلو یہ تو کھنچا [illegible] اہل کاروان میرا
تمہین نے نام رکھا تہا ضعیف و ناتوان میرا

تری رحمت سے ہو جاتا مقدر گر جوان میرا
زمین مٹتی فلک مٹتا نہ مٹتا تو نشان میرا

نظر گلچین کی کیون پڑتی اوجڑتا کیون مکان میرا
چھپا لیتی جو برگ نخل ملکر آشیان میرا

وہین سب ہمزبان ہین ہو رہا ہے کچھ بیان میرا
چمن مین جسطرف اوجڑا پڑا ہی آشیان میرا

مثال دانہ مین ہون آسیا سان ہے مکان میرا
نہ پوچھو اہل دل حال زمین و آسمان میرا

طلسم عشق ہی مانی کہ روئی ناتوان میرا
اوڑائی رنگ تو تصویر پر مٹ جائے نشان میرا

وہ بلبل ہون اوجڑنیکی خبر پائی جو گلشن مین
چھپایا ہمصفیرون نے پرونمین آشیان میرا

مثال ریگ ساعت میری قسمت بھی تماشا ہی
زمین پر گر رہا ہون گو فلک پر ہی مکان میرا

عنایات فلک کا گر کبھی اظہار مین چاہون
بجائی خس گرائی برق برسون آشیان میرا

مرے دامن کو رنگین اشک خون بھی ہونی دین دوست
محبت مین لٹی گا میری ہاتھون کاروان میرا

ٹھہرتی آئینگی رستے کے چلنی کو وہ کیا جانین
کوئی کہدی کہ لاشہ بھی ہے تھم تھم کر روان میرا

مثال ریگ ساعت اب جھٹیگی خاکساری کیا
زمین پر تھا قدم جب آسمان پر تھا مکان میرا

لحد سی خاطرِ نازک مکدر اونکی ہوتی ہے
کوئی اتنا نہیں تھی جو مٹا دیتا نشان میرا

کہا مین نے چلو جھگڑا مٹا گیا اب جلنے جلانیکا
عوض خس کے بنا جب بجلیو نسی آشیان میرا

فلک پر کہکشان کو دیکھکر کہتا ہون قسمت مین
زمین پر مین طپان تہا چرخ پر کیسا نشان میرا

ہوا پر باغ ہوگا بوے گل اترائیگی ایسی
اوڑایا بلبلون نی کر کبھی رنگ بیان میرا

گذر جاتا نہ دم کے ساتھہ کیونکر بحر ہستی سے
لگا تہا کشتیِ عمرِ روان پر باد بان میرا

حباب آسا فلک کے دور مین مٹکر یہ کہتا ہون
کسیکا ذکر کیا ملتا نہیں مجکو نشان میرا

ادب آموز شمعِ بزم ہو کیونکر نہ اب گلگیر
زبان مین ٹرہ چلا تہا مجہسی کوئی ہمزبان میرا

کوئی پوچھی خبر اس تفرقہ کی تمکو بھی کچھہ ہی
کہان دل مر رہا ہے دم نکلتا ہی کہان میرا

حباب بحر ہون پوچھو نہ مجھسی حال قسمت کا
یہ گردش ہی میری ساتھہ ہے پھرتا مکان میرا

ہوا پر دیکھکر تنکی قفس مین مین یہ کہتا ہون
کدھر ہو باغ والو لٹ رہا ہے آشیان میرا

ہدف ہون جب زمانیکا تو کیا خوش ہون نمودون سے
کریگا تیر باران بھی مجہی نام و نشان میرا

مثالِ ریگ ساعت دم بدم تدوین کسطرح کی گردون
زمین تہا نام جسکا اب وہی ہی آسمان میرا

بنا ایسی ناتوانی کر دیا تصویر ہی بالکل
اوڑہی رنگ چہرے سی تو ہے مٹجا نشان میرا

جہان بسے گر دشمن ہین اے فلک یہ بہی کہا مجکو
حباب بحر کینہ ہے تو گری مجہپر مکان میرا

نشان دیکہین شگافِ کلک کا حساد حرفون مین
کلیجے چاک کرتا ہی بعینہ طرزِ بیان میرا

قفس مین مین نہ ہو وہان پہونچون بہی شاخین گلستان مین
عوض میری لگاتی ہین گلی ہی آشیان میرا

نگین کیطرح مجکو دوست کیون رکہی ہی نامی
کہ تہہ کے بہی دل مین نقش ہی نام و نشان میرا

تو ہی دنیا مین کوئی شی نہین ہی ناتوانی سے
پہرا یا سر کو میری بلون کی پہرتا ہی مکان میرا

کہین ایسا نہو مثلِ حبابِ بحر مٹ جاؤن
نہ چہیڑو اے حسینو دل بہت ہے ناتوان میرا

فلک نقشِ نگین تربتمین ہون یہ تو نکچہ ہو گا
اوڑی طبقہ زمین کا تو مٹی شاید نشان میرا

ابہی کمسن ہو تمسے شکل وہ دیکہی نہ جائیگی
چلو سر کو کہ دم دیتا ہی قلبِ ناتوان میرا

محبت ابروؤن کی خوب ہی سیدہا بنائیگی
نکل جائیگا بل سارا دمِ زورِ کمان میرا

تکلیفونکر بند کردی ضعف میں جاگی آنکھونکو ... ڈرینگی جانکر وہ زخم قلب خونچکان میرا

بجائی ہجسی ضعف پر وسعت زمانیکی ... کلیجے کی تڑپ بھی کچھ نہ کریگی امتحان میرا

زمین سی ہیٹ اوٹھتی ہی تو کہتا ہون کہ سب کین ... اوٹھائیگا مری لاشہ کو خود درد نہان میرا

نقوش آب کیصورت برائی نام مٹنا ہی ... مین دیکھونتو فلک کبتک مٹاتا ہی نشان میرا

اونہین سی پوچھئی صدمہ اسیرونکی جدائی کا ... کلیجے سی لگائی بیٹھی ہین خود آشیان میرا

مٹی کا کیا کہ مثل خامہ حکاک ہی گردون ... قدم کی نقش سی بہی کم ہی کیا نام و نشان میرا

علامت کچھ بنائی جب شب فرقت تپ مین بولا ... بجانی رہگیا کب مر کے قلب ناتوان میرا

شب فرقت کاہا گا تھا نہ رکھا آئنہ اسسی ... دکھاتین مجکو آنکھین زخم قلب خونچکان میرا

مثال ریگ ساعت کیون نہ اولٹی سانس لین یار آ ... زمین آخر اولٹکر بنگئی ہی آسمان میرا

تمہارا ناز بیدردہ بہی مثل برمردہ ہی ... جگر کی اب خبر لو دل تو تھا ہی نیمجان میرا

مثال کلک جب خود ہو گئی سر کو زبان کھولون ... مراہی زخم دل بنجائیگا زخم زبان میرا

نکلکر دم شبِ فرقت نکیونکر تخلیہ کر دہی
جگر سی کچہہ کہیگا حال قلبِ ناتوان میرا

تڑپنی مین زمین پر رہ کے کیون اوڑتی ہی قبرمین
نہین کیا دفن ہونگا دم نکلتا ہی جہان میرا

غزل ۲۴

کہونکیا ریگ ساعت جب ہوں ماہِ مہر دورِ دو گرگئین
جو کچہہ ہی خوب ہی حالِ زمین و آسمان میرا

شعر ۱۵

طلسم تہا کہ شعاعون مین آفتاب آیا
ہزار ہات پہ اک ساغرِ شراب آیا

کہو مغان سی مبارک خمِ شراب آیا
زمین یہ پاک ہوئی اب کہ آفتاب آیا

نہ شرم ای شبِ وصل اگر تو خواب آیا
غرض او نہین یوہین نیند آئی یا حجاب آیا

یہ اتحاد تہا قاصد تو کیون عتاب آیا
کہا تہا دل نی جو میری وہی جواب آیا

نزاکتون کی مقابل مین آب آب آیا
غشی جب آئی او نہین ہوش مین گلاب آیا

مقابلِ رخِ روشن جب آفتاب آیا
چراغ روز بنا اسقدر حجاب آیا

سبب یہ تہا کہ جو مستو نمین انقلاب آیا
جدہر وہ آنکہہ پہری ساغرِ شراب آیا

شراب پیکی جو بیٹھی تو ذکر خواب آیا ۔ ہماری بخت سی نشئہ مین بہی حجاب آیا

ہمین تو اپنا سمجھتی ہوئی حجاب آیا ۔ یہ روشنا ہی کہا نکلا تہا جو شباب آیا

چہپی وہ آئینہ مین جا کے یہ حجاب آیا ۔ نیا نیا جو وہان عالم شباب آیا

رگون سی سر مین کسی کی نشئہ شراب آیا ۔ طنابین کہنچ گئین گرد و نپہ آفتاب آیا

اجل کہا اوسی نا واقفانِ فرقت نی ۔ جب ایک عمر گذرنے پہ مجکو خواب آیا

نہ مجہسی آپ بہی آنکی امید رکہیئے گا ۔ طلب بغیر تو موت آئی یا حجاب آیا

خدا نہ جوہر شمشیر سی نصیب کری ۔ جگر کو جہان دیا وہ میسر آب آیا

ہمین ہی تو تہا سببِ استراحتِ عالم ۔ مری ہی نیند کی اوڑ نیسی سبکو خواب آیا

ہماری آنکہیسی تر ہو گئی پسینہ مین ۔ جب آئی شرم تو تمکو نہ کچہہ حجاب آیا

بغیر رزق تو تہا ہی زمانہ ای گردون ۔ لگا یا قفل کہ پانی پہ ہر حباب آیا

زمانہ تیرہ و تاریک تہا جو زلفون سی ۔ چراغ حسن لئی عالم شباب آیا

جب آئی شرم تو وہ تر ہوئی پسینے مین
پسینہ آیا تو پہر دوسرا حجاب آیا

وہ مست تیا مری نیسی جوش پہ کہا یا
اوتر کے طاق سے خود شیشۂ شراب آیا

خدا کی شان کہ شرم آئی عکس آئینہ سے
وہ اپنی ہوی سے خود بہی حسب شباب آیا

نشانِ بخطی رخ ہی سے لکہا کاغذ
نہ سمجھی کوئی کہ سادہ سا اک جواب آیا

بہر طریق ہوا عاشقون ہی کا مطلب
وہ سوئی چین سے مجکو اگر نہ خواب آیا

اسی سے اونکی بہی پردیکی حد سمجھ لین سب
حجابِ چشم مین آیا اگر حجاب آیا

مریضِ ہجر ہون شکوہ ہی گر تو اتنا ہی
عیادتو نکو بہی پہر کبہی نہ خواب آیا

دہمک نے پاؤنکی تربت مین یہ کہا مجہسے
خبر تجہی نہین یہان عالمِ شباب آیا

کسی سے بات کرین کیا وہ صورتِ تصویر
جو رخ پہ رنگ بہی آیا تو اک عتاب آیا

تمہارے طرح حسین اوسکو دیکہتا کوئی
حجابِ چشم مین بیکار کو حجاب آیا

یہ کسکی نرگس جادو نے کر دیا ذیقدر
جگہ دی آنکہون مین لوگون نے جب تو خواب آیا

یہی سمجھکے دکہاتی وہ چاند سی صورت
حجاب سی نہ کیا پردہ جب حجاب آیا

مثالِ ساحلِ دریا ہی بدنصیب ہنو
لبون کو کاٹ دیا وہ میسّر آب آیا

پناہ حسن سہی ای عکس آئنہ اونکے
ہٹا جو غیر پہ وہ عالم شباب آیا

کوئی تو ایسا ہی اوسکو کمال حاصل ہی
کہ نیچی آنکھ ہوئی سبکی گر حجاب آیا

یہ اونکا روزکا ای قبر دوڑنا کیسا
سمجھ چکا کہ وہان عالمِ شباب آیا

جہان مین تمسی زیادہ حسین شاید ہے
پسینہ آگیا تمکو بہی جب حجاب آیا

جری کی زخم سی بڑہتی ہی اور بہی ہمت
گری جو دل مین سنان آگ پر کباب آیا

شرار کرینگی عاشقو نپہ کچہہ چشمک
کمر کسے ہوئے جب آگ پر کباب آیا

برنگِ سبزہ تو ضبطِ عطش ہو اے شبنم
نہ تا بہ آب گیا مین مجہی تک آب آیا

وہ اور لوگ ہین غنچونکی جو چٹک مین نہ سوئے
ہمین تو سبزہ صفت پر بہی خواب آیا

تگرگ بار ہو گردون تو شکر لازم ہے
جہان کے واسطے بن بن کی دانہ آب آیا

وہی اب آنکھیں ہیں جو نیند کو ترستی ہیں
تہہِ قدم کبھی مخمل کی طرح خواب آیا

کسی کے آنے کا احسان اب نہیں مجھ پر
لحد پہ جو مری آیا پئے ثواب آیا

بھرا ہوا تھا نجانے یہ کب کا اے گردون
برس پڑا مری تربت پہ جب سحاب آیا

بھرے تھے کوٹ کے موتی اوس آنکھ میں ایسے
کسی بہانے سے جب رو لئے تو خواب آیا

عدم میں بھی یہی رونا ہے روز کا ماہر
کہ بھر بھر ائی ہوئی آنکھ سے حباب آیا

بس یہی کام اونھوں نے سحر و شام کیا
بھر کے آنکھوں میں تھکی قلب میں آرام کیا

دل کے گھر میں اونھوں نے اگر آرام کیا
بھر کے آنکھوں میں تماشائی سر بام کیا

جیسے آئی ہی جوانی یہی دیکھا ہمنے
جاگ کر رات کٹی صبحکو آرام کیا

اسکو کیا کہتے ہیں یوں جاگ کے کاٹیں راتیں
وصل کی شب جو ہوئی شام سے آرام کیا

عمر بھر ناز اوٹھاتا تو کوئی شے نہوا
لاش دم بھر کو اوٹھائی تو بڑا کام کیا

غزل ۲۶ | وله | شعر ۱۶

صلح منظور رہتی تو حسن کو لڑنا ہی نہ تھا
عکس کو آئینہ کے بیچ مین پڑنا ہی نہ تھا

ابکی مجھسی نگہین ملتی کہ لڑنا ہی نہ تھا
جسکو کہتی ہین بگڑنا و بگڑنا ہی نہ تھا

اونسی تقطرونین ہوئی صلح تو مین نہ سمجھا
آنکھین لڑنا جسے کہتی ہین وہ لڑنا ہی نہ تھا

غزل ۲۷ | شعر ۱

کیا ہوا لطف ہو اجو اشارے سے جھکا
سرو کو سامنے وس قد کے اکڑنا ہی نہ تھا

جلال حسن او نہین نشۂ شراب ہوا
جو منھ تھا چاند سا آخر کو آفتاب ہوا

غزل ۲ | وله | شعر ۸۳

تم نہ تھی جبتک مزاج بزم بھی ناساز تھا
چنگ افتادہ جہان تھا اک پڑی آواز تھا

عکس آئینہ بھی نادقف تھا گو دم ساز تھا
خود سے بھی بیگانہ تہا جب دلمین میری ساز تھا

رقص مین رنگین صدا ئی جب چمن سے ساز تھا
پنکھڑی کھلتی کلی کی شعبۂ آواز تھا

حاضری میں اپنی اپنی روز و شب کو ناز تھا
کیا اشارہ اونکی آنکھوں کا زمانہ ساز تھا

عکس آئینہ کو بھی تیرے دعوی انداز تھا
تھیں ادائیں تو کسیکی اور کسیکو ناز تھا

ضعف جب ساری مرا ہنگام بزم ساز تھا
چنگ کا نالہ شکست رنگ کی آواز تھا

سوز دل سی جسم میں اعراض کا انداز تھا
جب سپند آتش پہ تھا آواز ہی آواز تھا

کھلتی کلیونکو تو اچھا اک ہنسی ساز تھا
بو ہوا پر کیون نہی مکیا او ستمین رنگ ناز تھا

نے تمھارے کیا مزاج ساز بھی نا ساز تھا
چنگ کی نوبت یہ تھی اک بند سی آواز تھا

ضعف مین جب طائر تصویر سے کچھ ساز تھا
رنگ کا تھمنا بدن پہ مانع پرواز تھا

کچھ وہی جانین کہ کسکا حسن سب ممتاز تھا
جام مے میں تھی اور آنکھوں مین خواب ناز تھا

قتل تھنا بی صدا ہو یہ یا تو ناز تھا
یاد ہی مین اونکی منہ سی صاحب آواز تھا

ایک رونے پر تمھاری محفل مین روتے تھی لوگ
دوش صرصر پہ جنازہ صور آواز تھا

بوئے غنچہ بنگیا تھا کیا مین ہنگام گناہ
لاکھ پردونمین بھی تنہا نہان تو پردہ باز تھا

ہمتِ مردانگی غم کے شکنجون مین خموش
خنجر ہی مین تار جب کہتیا تہا نے آواز تھا

تیرگی شامِ فرقت مین یہ گم تھی روشنی
دستِ نالہ مین چراغِ شعلۂ آواز تھا

لاغرونکی دم نکلنی سے ہلتی کیون نہ وہ
ہچکیان مضرابِ نالہ تار کی آواز تھا

میری نالون کا تمھین دھوکا تہا زلفونکی قسم
سائین سائین بات کرتی تہی مین بے آواز تھا

وہ مری شرمِ گنہ تھی سرنگون رہتی تہی جو
سب سے منھ جسنی چھپایا تہا وہ میرا راز تھا

سوزِ دل سے رنگ اوڑا تہا یہ مرا فرقت کی شب
منھ کا عالم تہا کہ اک مہتابِ آتشباز تھا

سانس دی آخر فلک نے کہکشان کے نام سے
اسقدر عالم مری نالون سے پر آواز تھا

ناز اوٹھائے لاش اوٹھانے کا سبب سارا یہ تھا
ناز اوٹھانی پر ہمین اپنی بہت کچھ ناز تھا

بڑھ گئی خودبینیون سے اور بھی رُخ کی صفا
خود وہ کیا تھا آئنہ جسکا جلا پرداز تھا

پھیل کر آیا پپوٹون سی گُلِ رخسار پر
اسقدر کاجل اون آنکھونکا نظر انداز تھا

ہو رہا تہا قتل کرنی کا مری جب مشورہ
مُنھ تھا ہر سوفار کا اور گوش تیر انداز تھا

ہجر میں سُنتا کوئی کیونکر مری فریاد کو
دُود دل ہنگام نالہ سُرمۂ آواز تھا

قتلِ ناحق کا ہوا آخر کو بدلا کچھ نکچھ
خونِ زنگِ تیغ تھا اور دست صیقل ساز تھا

پیش آتا راستی سے کسطرح گردُون دُون
جو حسین تھا مجھسے وہ مثلِ کلہ کجباز تھا

دیکھے دل وابستہ کھوکر اونسے کیونکر نہ مین
جان کر انجان بنی کا عجب انداز تھا

دستکاری مین تجھے اظہار کی حاجت نہین
آئینہ شمشیر سے خود حال صیقل ساز تھا

چھوٹتی کیونکر برنگِ بو نہ آخر بات بھی
غنچۂ گل مین تھی نکہت میرے دل مین راز تھا

وہ تو وہ اے بیخودی مجھ تک نہ آئی کچھ صدا
ٹوٹنا دل کا مری اسطرح بے آواز تھا

انگلیان کانون مین دیکر پڑ رہتا کسطرح
بولتی راتونکا سنّاٹا مرا دمساز تھا

تیر چل جاتی تھی اولٹی خونکی دھارونکی ساتھ
سخت جانونکا نشانہ خود بھی تیر انداز تھا

شوق کی نظرون نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
بیخبر کیون بے اونسے تنا اونکا خوابِ ناز تھا

اک اشارے مین قلم کے کھنچ گئے کیونکر حضور
آپکو اپنی کشش پر بہت کچھ ناز تھا

ایک دن تھا یہ زورِ ابر و بادِ دودِ آہ
خود چراغِ زیرِ دامن شعلۂ آواز تھا

دیکھہ تو حسرت سے مین کیسی زن لگی جاتی تھی پیٹھ
کون تربت پر مری محوِ خرامِ ناز تھا

وائی بیدردی نہ آیا اوسپہ بھی کچھہ مجھپہ رحم
قوس سے کیتنا گریزان دستِ تیر انداز تھا

خدمتِ ظالم لگا دیتی ہی دہیا کچھہ پنچھہ
تیغ جب وجلی تھی میلا دستِ صیقل ساز تھا

کیون نہو جاتا فنا طعنِ زبان سے ضعف مین
مجکو آوازہ شکستِ رنگ کا ناساز تھا

اتنی مدت تک تو رکہی تھی امانت اونکی بات
کچھہ نشان تھی او سجگہہ دلمین چھپا بن پر راز تھا

سایۂ طائر کیصورت حسرت نالہ رہی
کہل کے رہجاتا نہ کیونکر منھ کہ بی اواز تھا

رہگیا تھا کیا یونہین خالی پھڑک کر قید مین
تیلیونکی جا قفس مین ہر پر پرواز تھا

آئنہ لیکر مین اونکی ہاتھہ سے نادم ہوئےن
ایسی ہی کوئی ادا تھی جسپہ اونکو ناز تھا

میرے آگے تیلیان توڑین نہ قیدی قفس
زورِ بازو پر کبھی مجھکو بھی اپنی ناز تھا

کیونکر اب میرے نشانے مین خطا کرتے خدنگ
گوشمالی کمان مین دستِ تیر انداز تھا

کس سے پوچھون زہر تھا دو نمین کسکا تلخ تر — منھ مین افعی کے تھا چھالا میرے دلمین راز تھا

دلپہ جو گذری وہ رنگ رُخ نے منھ پر کہدیا — وہ چھپاتا کسطرح سے درد جسکا راز تھا

دیکھتی تھی خود جوانی اولٹی آنکھون سے اوسے — فرق پر اونکی کلاہِ کج کا وہ انداز تھا

یاد ابرو مین نہ ٹھہری مثل نالہ دوست بھی — آنچ تھی تلوار کی یا شعلۂ آواز تھا

ذکر کیا اورونکا خود اپنی ادا پر گر پڑے — جھلکی دکھلا کر پلٹ جانیکا وہ انداز تھا

میری مرجانیکا دھوکا کیون نہ ہوتا ہجر کو — شب بھی سناٹے مین تھی اسطرح بے آواز تھا

بوجھ اونکا خود اونہین کے سر پڑا انجامِ کار — وہ اوٹھائے لاشہ تھے اوٹھانا ناز تھا

طائر تصویر ہون کیونکر چھپاتا دردِ قید — رنگ کا اوڑنا دلیل حسرتِ پرواز تھا

بعد بربادی کھلا مجھپر کہ انسان تو نتھا — بوئے گل یا گرد رہ یا دود یا آواز تھا

آتی دیکھا تیر اور اپنی نہ جا سے ہل سکا — یون نظر گاڑے ہوئے مجھپر قدر انداز تھا

مثل نقشِ پا ہوا آخر وہین پیوند خاک — لوگ اوٹھاتے کسطرح کیا مین تمہارا ناز تھا

پہلی اوناوک نگن تیری نظر ہی تہی ہدف
کچہہ خبر اپنی ہی تہی مجہپر جو تیر انداز تہا

زور بازو نے کیا تہا ایسے بو غنچہ جب مجہی
سو قفس تہی پر نہ اک ہی مانع پرواز تہا

پیچہے ہٹنے پر ظالم کے گمان نیک کر
جو کشیدہ تہا وہی تو ہات تیر انداز تہا

ہات اپنی اینٹہی جاتی ہین سے یہ ہین نزع مین
ہمکو اعضا کی رفاقت پر کیہ کیسا ناز تہا

جاؤ بیجا کچہہ نہ دیکہا سطح لپٹی ردا
تہا جوانی کا جو سونا عمر کا انداز تہا

بند ہوتے میکدہ کی راہ کیونکر واعظو
جب نظر کی در شال ہات توبہ پہ باز تہا

اب جانین کسکی سازش سے گئی ہمت گی خیز
اک بناوٹ کی غشی تہی لیک خواب ناز تہا

آفرین دل کو کہو سکی ہی تہی کوئی بساط
ایک عالم نے اوٹہایا جسکو وہ ناز تہا

سخت جانی ہو گئی عبث میری رسوائی خلق
دم بہلا کیونکر نکلتا روح پرور ناز تہا

حسن کی نیر نگیان دیکہین مگر سمجہی نہ یہ
شعبدہ تہا سحر تہا جادو تہا یا اعجاز تہا

حال شستہ کا تسبیح سے آخر کہلا
کیون نہ آتا اک زبان سے جو دلومین راز تہا

مورد انظار مردم ہو گئے ڈر انجام سی
بعد ناوک تہا ہدف پہلی نظر انداز تہا

چشم زخم جوہر شمشیر سی آخر ہوا
کتنا ہلکا خون کا تیر اشہید ناز تہا

اونکی چھیڑین کچھ چلی جاتی جو تہین سوتے مین بہی
چشم کی گردش سی گہوارہ خواب ناز تہا

اور تہین باتین جہان اک تہمت نالہ بہی تہی
بولتی تہی رات فرقت کی نہین لے آواز تہا

کاندہا دیکر ضد مری کہلی تو سب کہنے لگے
پاؤن پہیلا تا نکیون آخر شہید ناز تہا

ای معاذ اللہ شبکی ہر یہ سنگینی مری
ایک عالم سی اوٹہا جو وہ بیمار ناز تہا

کاندہا دینی کی تو چرچے ہورہے تہی راہ مین
لاش اوٹہا جسکو جاتی تہی وہ کس کا ناز تہا

گم ہوئے تہی ہوش جب غیروں مین تو کوئی نہ تہا
ایک مین تہا دوسرا دل تیسرا خود راز تہا

ہو گئی ہیں گوشہ ویران خلق سی اب دربدر
ناز پرور وہ دل عشاق کا جو راز تہا

بہولنی والونکو رحمت کی ملی آخر سزا
آسمان ہر قطرۂ باران سی تیر انداز تہا

زخم اپنی دلکی تہی تو دیکہا اوناوک فگن
مین بہی اپنی یاس کی نظرون سے تیر انداز تہا

ہر ادا تھی آفتِ جان اپنی پنے وقت مین
دنکو آنکھونکی اشارے سبکو خواب ناز تھا

نیم باز آنکھونکا کہنا بھی مہارک ہی ادا
دیکھتی تھی خود جیسے کیسا وہ خواب ناز تھا

غزل ۲۹

ای معاذ اللہ ماہِ مہر تھا وہ عاصی دہر مین
رحمتِ باری کو جسکی مغفرت پر ناز تھا

شعر ۴۳

جب مے تہی تو کچھ حسن نہ تھا جلوہ گری کا
شیشہ تو اب اوتر ا ہوا ہے پری کا

کیون سبکو گمان ہے مری اشکونکی تری کا
پانی ہی چرایا ہوا زخمِ جگری کا

یہ بھی ہی نشان چرخ کی بیدادگری کا
داغونمین جو ہی رنگ گلِ نیلوفری کا

کیون غم نہ سلادی مجھی پیرانہ سری کا
جو آہ ہی جھونکا ہے نسیمِ سحری کا

قائل ہونمین کیا برق تری جلوہ گری کا
کچھ یاد ہے ہنسنا مجھی زخمِ جگری کا

غل صبحِ قیامت کی اٹھی کیون جلوہ گری کا
کافور اڑا ہے مرے زخمِ جگری کا

خود اونکو بھی دھوکا ہوا اشکونکی تری کا
کچھ دل جو بچا مری دردِ جگری کا

نشہ مین اثر بھی نہین سوزِ جگری کا
سنتی تھی مزاج آگ بگولا ہی پری کا

خود رنگ ہی شاہدِ فلکِ نیلوفری کا
زنگار اوڑا ہی مری زخمِ جگری کا

بادہ جو پیا اونکی پسینی کی تری کا
ٹھہرا نہ کبھی پاؤن نسیمِ سحری کا

بوٹا سی کسی قد کا ہے کیا اشک مین جلوہ
نگ دستِ مژہ مین ہی عقیقِ شجری کا

ترقی بھی تو کسوتے سرخ کے شیشے
انگور بندھا جب مرے زخمِ جگری کا

ای برق کبھی مین بھی تو رودون صفتِ ابر
مجکو بھی تو کچھ شغل ہی سوزِ جگری کا

پھولونکی رگون نے بھی دیا خون چمن مین
نشتر جو پڑا موجِ نسیمِ سحری کا

کشتی کیطرح ڈوب گئے چرخ پہ تارے
دریا یہ چڑھا صبح کو شبنم کی تری کا

پھولونکی ہی سر شاخ کی زانو پہ جھکی ہین
کچھ غل جو سنا ہے مرے بال و پری کا

ای وحشتِ دل کے مرے کیونکر ہون ہوا پر
ہون خاک پہ عالم ہی وہی جامہ دری کا

اولٹین ہین صفین ہوش نہین ایک فن باقی
نی کا تھا یہ جلوہ کہ جھمکڑا تھا پری کا

پھولونکا یہی رنگ کہ خود منھ کو دیے ہین
پیارا یہ طمانچہ ہے نسیم سحری کا

کیون خون دل اب ہو نہ مے ناب نظر مین
ہر آبلہ انگور ہے زخم جگری کا

لالی وہی آخر کو ہوئی حسن رخ گل
کیا قہر طمانچہ تھا نسیم سحری کا

کچھ یہ نہ کھلا میکدۂ دہر مین ہمسکو
تھا قلب کہ شیشہ مے خون جگری کا

صحرائی قیامت جسبی کہتا ہی زمانہ
اک وہ بھی ہی دامن مرے زخم جگری کا

جانیسی شب وصل کے کیا دل ہی بجھا ہی
تارونپہ بھی عالم ہی چراغ سحری کا

گر آبلہ کوئی ہی کبھی پھوٹ بہا ہے
دل بیٹھ گیا ہے مری پیرانہ سری کا

ہر چیز نکیون حشر مین ہو آگ کے دل مواب
بازار ہے وہ بھی مری سوز جگری کا

غل سیر کا ہے گھر سی نکل آئی ہین معشوق
جاتا ہے جنازہ مرا یا تخت پری کا

یون لخت جگر رونمین کا ہیکو ہون ضایع
دل کوئی جو رکھ لے مری پیرانہ سری

پھرتے ہو تو تیلی پہ قدم مثل مژہ ہون
ارمان ہے آنکھو کو بہی درد جگری کا

ہلتا ہے نہ سر ہی نہ پھری جاتی ہیں آنکھیں
ڈھلتا ہے یہ منکا مری پیرانہ سری کا

سبزہ کو جگہ سینہ پہ کیونکر نہ زمین دے
اوترا ہوا پھاہا ہے یہ زخم جگری کا

پتی کوئی ہلتی ہی جنبان ہے کوئی شاخ
کچھ طرفہ اثر ہے مری بے بال و پری کا

آ بیٹھتے ہیں دل میں مرے ناز سے جب وہ
آنکھوں میں مزا آتا ہی درد جگری کا

ساقی سی کہو شیشوں سے ہشیار رہے اپنی
انگور پھٹے گا مرے زخم جگری کا

کیوں سر کی سفیدی کی گھڑی ہوتی ہے تڑکے
دن ڈھل نہیں چکتا مری پیرانہ سری کا

سنتا ہوں نہیں کہتی ہیں شب ہجر کے عاشق
جاتا ہی ہوا اونہیں کہیں تخت پری کا

سر کی ہی ردا جنکی کوئی اوڑھنی یہ کہدے
سونا ہی جوانی کا اور اسکی بیخبری کا

برگ گل تر ٹوٹ کے گرتے ہیں زمین پر
اللہ اثر یہ ہے مرے نالے بال و پری کا

دل گل کی طرح چاک ہو سبزہ کا چرنے ہرا
کانٹا نہ چبھی موج نسیم سحری کا

ملجائیگی یہ صبح بھی محشر کی سحر سے
دن طول کریگا مری پیرانہ سری کا

کیوں سینک ندیں آبلی ہر بار تپک کے
کافور کی بو کو تو ہوا آکے سنبھالے

صرہ نہ کوئی تا مری درد جگری کا
ہات ایک نہ پکڑے مری پیرانہ سری کا

غزل ۸۰

یہ رنگ شکستہ سی صدا آتی ہی ماہر
ٹوٹا ہوا دل ہی مری پیرانہ سری کا

شعر ۸۱

ردیف با

بی کرن کیا سیر کجا حسن چراغ آفتاب
کوبلیں پھوٹیں تو دیکھو سیر باغ آفتاب

ای فلک مت تو نسے کر حفظ چراغ آفتاب
بال ہی انکی نظر بھر ایاغ آفتاب

کیوں شفق گوں ہو نہ رنگ حسن باغ آفتاب
ہیں شعاعیں موج صہبائی ایاغ آفتاب

ای نہی صانع رہی صنع چراغ آفتاب
دست کاری سی کرنکی گل ہی باغ آفتاب

کسکی نظریں تھیں خط نور چراغ آفتاب
بال پڑ نیسی رسا آخر ایاغ آفتاب

صبح وصلت ہی تھمو دیکھو ایاغ آفتاب
پھول کی پھوٹی کرن تی ہی باغ آفتاب

یہ سمجھہ کر ہی کرن سے جب ہوئے داغِ آفتاب | خانہ زادون ہی نے لوٹا خانہ باغِ آفتاب

مست کیون ہون انسے جو پائی سُراغِ آفتاب | دہوپ پہیلی ہے کہ چہلکا ہے ایاغِ آفتاب

اب کسی سے کیا ملے گردون دماغِ آفتاب | ہین شعاعین اونکی مژگان چشم ایاغِ آفتاب

میکشون ہی غل ہوگیا شکل ایاغِ آفتاب | جام جب ہوگا کہ خالی ہو دماغِ آفتاب

کیون نہ شب جا کر ہو ہنگام چراغِ آفتاب | دورِ چشم مست ہے دورِ ایاغِ آفتاب

چشمِ میگون مین ہے وہان عکسِ چراغِ آفتاب | اب کسی سے کیا ملائے آنکہہ ایاغِ آفتاب

کیون شفق گون ہو نہ دریا صبحدم آسمان | نیچی نظرین بہی تو دیکہین سیر باغِ آفتاب

یہ سمجہکر ہو شعلِ صبح پر نازان فلک | ہین فتیلے لاکہ اور اک ہے چراغِ آفتاب

دل ہے آئینہ تو ہو یوہین شریکِ حالِ غیر | جسطرح ہے سینۂ دریا مین داغِ آفتاب

شوق کی نظرونسے مستونکی بچا اسکو فلک | آنکہون آنکہو مین نہ بچائین ایاغِ آفتاب

یاد آیا جب شفق کی سیر مین دریا اونہین | بنگئے خطِ شعاعی نہر باغِ آفتاب

خسرو اقلیم می ہون ہے یہ ادنی سا وقار
سر پہ رہتا ہے مرے تاج ایاغ آفتاب

ساقیا بی نشہ ہے تاریک نظروں مین جہان
کاسۂ سر مین جلا دے اب چراغ آفتاب

میکشون تک صبح سے آئے تو ہین تار شعاع
سلسلہ پا کر نہ پہنچائین ایاغ آفتاب

کیون نہ چھپ جائے نگاہ خلق سے اے میکشو
شب کو میخانہ مین جلتا ہی چراغ آفتاب

تیرہ شب ہوتی حقیقت مین نہ گر ایام دہر
آسمان پر دنکو جلتا کیون چراغ آفتاب

منحصر اونکی نگہہ پر کیون نہو سیر شفق
کچھہ کرن ہی لوٹتی ہی حسن باغ آفتاب

گو دکہے پاؤن ہے رکھہ دینا مین امید شکست
ہی خطوط نور سے پر مو ایاغ آفتاب

کیون فلک اسپر ہی اب اندہیر عالم مین نہین
شب کو چھپ جائے جلے دنکو چراغ آفتاب

کس نگہہ سی شرم وہ صبح شفق گون تک گئی
بنگیا اک گل سمٹکر حسن باغ آفتاب

اک تمہین پایا جہان بہر مین حسین اس عمر مین
جب ہوا جو یا فلک لیکر چراغ آفتاب

کیون بخار دل نکالی آتش فرقت نہ چرخ
کھو گیا ہم صورت دینار داغ آفتاب

صبا جانِ غم یو دیتی ہین غنچونکو بھی غم — جسطرح آئینہ مین ہو عکس داغِ آفتاب

انکی خیلِ چرخ لینی آئی ہی فرقت کی شام — دفن کر دی صورتِ دینار داغِ آفتاب

ہی غرض اتنی شرابِ آتشین سی ساقیا — وہ چڑھی نشہ کہ جو سینکی دماغ آفتاب

فیض پاکر سرکشی اوستاد سے اپنی نہ کر — نور بخشِ مہ ہی گل ہو کر چراغِ آفتاب

میری داغِ آتشین سی گر ہوتا خوفناک — تھرتھراتا اسقدر پہر کیون چراغِ آفتاب

عزم رسوائی سی میری آسمان رسوا ہوا — اک لگا دہبا شفق کا ایک داغ آفتاب

ہو صفائی دل تو غیرن سے بھی حاصل ہو فروغ — ہی چراغِ مسکن دریا چراغ آفتاب

آجتک سرعت چلی آتی ہی نبضِ برق مین — ابر نے اکدن چھپایا تھا جو داغ آفتاب

غمکدہ ہوتا نہ گر عالم تو ای گردون دون — کوئی تو کہتا کہ ہنستا ہی چراغ آفتاب

طبعِ نورانی مین جو باعثِ ظلمت کا ہو — تیرگی کیسی تہہِ پائی چراغ آفتاب

اتنی جلدی مست آئے میکدہ مین صبحدم — تہا ابھی شیشہ ہی مین عکس ایاغِ آفتاب

ناز کی اونکی جو ہوتی تجھمین اے تارِ شعاع
چھوٹ پڑتا ہاتھ سی سو بار ایاغِ آفتاب

حسن اونکا گر لگا دیتا نہ دہبا اے فلک
جاکے شبنم باغ سی دہوتی نہ داغ آفتاب

گر بہارِ دہر کی کچھ اصل ہوتی اے فلک
گلفشان ہوتا کسی دن تو چراغ آفتاب

جب زرِ انجم بخیلِ چرخ کو اتنے ملین
شبکو خوردہ کیون ہو دینارِ داغ آفتاب

شامِ فرقت کا اثر ہی اے فلک کیسا غروب
تیرگی ملنی نہین دیتی سراغِ آفتاب

ہون مین رندِ آسمان پوچھو نہ گرمیِ مزاج
میری ہونٹونکا ہی تبخالہ ایاغِ آفتاب

نام جسکا وہ کرے روشن بجھائے اوسکو کون
روز دریا مین بھی جلتا ہی چراغِ آفتاب

میری عالی ہمتی سی اے فلک کیا ہے بعید
نشہ گر چڑہکر کرے سیرِ دماغ آفتاب

کی نہ شرکت سوزِ دل مین ایک نے غیر از شعاع
رشتہ دارون ہی کو تھا کچھ سوزِ داغِ آفتاب

دل جلونکی کب نظر پڑتی ہی حسنِ باغ پر
دل مین لالہ کے چھپا ہی تنگِ داغِ آفتاب

جسمین جو دہبا لگا دیکھا نہ پھر چھٹتی ہوئی
آسمان دہویا کری دریا مین داغِ آفتاب

ساقیون کا اب گلہ کس سے کرون اے شام ہجر
گر گیا جب چشم پوشی خود ایاغ آفتاب

سوز دل مین کیون نہ گذرین زندگی کے دن مرے
کھولکر آنکھین جو دیکھا تھا تو داغ آفتاب

مست کیون جامہ سے باہر ہون نہ اہل تار شعاع
موج مے خم سے ہی ہے بیرون ایاغ آفتاب

شبکو زیر خاک جانا تہا تو یہ ہوتا فلک
اک اندھیری قبر مین جلتا یہ چراغ آفتاب

آنکھ اوٹھاکر بھی نہ دیکھا اک حسین نے الفلک
کیا بنا تھا خاک سے میری ایاغ آفتاب

حیف ہم انسان ہوکر عیب تو لوگونکی کھول
اوڑھ کے دامن مین چھپائے خاک داغ آفتاب

ہو زمین سیا بہی تہی قسمت اے بادہ کشو
گر ملا بہی منہ سے تو خالی ایاغ آفتاب

کیون جلون گرمی سے مے کی مین مثل روز حشر
مین نہون ہولیج لب افسی ایاغ آفتاب

ہین شعاعین یا لگا ہو نمین یہ چاتی ہے صبح
دست نازک پر یہ کی ہے ایاغ آفتاب

یہ سمجھکر بزم مین ساغر کو آنے دیجیے
بوسہ لینے لب کا آیا ہے ایاغ آفتاب

گو ضعیفی سے ہون ڈہلتا دن مگر اے آسمان
دل نجھی میرا تو بجھ جاے چراغ آفتاب

دفن زیرِ خاک ہوتی ہی کہلی گیسوی شب — لب کے ہاتہونکا یہ کشتہ تہا چراغِ آفتاب

بیٹہی ہین زیرِ فلک پہلی سی مست اس شوق مین — صبح ہو تو اٹہکی مُلے شفق جہلکی ایاغ آفتاب

آفرین مستونکی دم بہر نیکو ای تار شعاع — کچہہ تو کہینچ آئی ہی صہبائی ایاغِ آفتاب

کیا کہون اوجِ کدورت کو مین ای بادہ کشو — گردِ غم بیٹہی تو ہو دُردِ ایاغِ آفتاب

روز روشنکی گردشونکو کیون ندو آنکہون جا — دورِ چشمِ مست سے دورِ ایاغِ آفتاب

دیدی اپنی دستِ نازک سی مجہکو ای شعاع — گر نہین ہاتہون سے تہم سکتا ایاغِ آفتاب

ای فلک دفنِ شب فرقت کا دیکہا کچہہ اثر — زنگ آلودہ ہوا دنیا ر دا اغِ آفتاب

دیدنی بہر روز و شب ہوتی مزا دیتی شراب — ساتہہ آنکہونکی اگر بہرتا ایاغ آفتاب

میکشی کیسی فلک او سن چشم میگونکی قسم — آنکہہ بہر کر بہی جو دیکہا ہو ایاغ آفتاب

دردِ انجم تک نچہوڑا جذبِ ہمی م صبح ہنگام — خاکِ میکش سی بنا تہا کیا ایاغِ آفتاب

چار آنکہین کبہی ہین میکش تو ہی لطفِ سحر — چار گوشہ مین جہانکی چار باغِ آفتاب

کچھ صدائی رعد کا مطلب بھی سمجھو میکشو
کان بھرتا ہی فلک وقت ایاغ آفتاب

کیون صدائے رعد سی ڈر کر یہ مستون کے چھوٹ
گیا بجا کر برق نی دکھلا ایاغ آفتاب

کیون شعاعونکو نہ راہ دل کہون ای میکشو
یہان بلین پلکین وہان چھلکا ایاغ آفتاب

دیکھ انگشت شعاع ای چرخ اشاری کو سمجھ
ہون مین ہی مستون مین ذی حق ایاغ آفتاب

ای شفق مجکو تری ہی خون ناحق کی قسم
دل بجھا ہون مین نہ کیونکا چر ایاغ آفتاب

دین ساغر کان اس ہنسی کی بہی مشتاق ہین
آنکھین ہی پھوٹین اگر دیکھی ایاغ آفتاب

کہدی دیم توڑتی مستون سی ای تار شعاع
بال بھر کے فرق پڑا ب ہی ایاغ آفتاب

دھوپ مستونکی طرح گھٹ بڑھ رہی کیون ساقیو
آسمان پر کیا چھلکتا ہی ایاغ آفتاب

غزل ۲	جا پڑین ما ہ عجب کیا مست بھی مثل شعاع ہاتھ بھر کی فاصلہ پر ہی ایاغ آفتاب	شعر ۸

ردیف بائ فارسی

جب بلند اپنا ہوا نام و نشان آپسے آپ
بنگیا مثل حبابون کے مکان آپسے آپ

کیون نہو سبکو تڑپنے کا گمان آپسے آپ
مٹگیا ہے مری تربت کا نشان آپسے آپ

برہمی کی نہ کوئی بات نہ باعث نہ سبب
بگڑی جاتی ہو کچھ ای جانِ جہان آپسے آپ

غزل ٣٢	نام لین پیاس کا کیا زخمیِ تیغِ الفت منھ سے فوارو کی نکلی ہے زبان آپسے آپ	شعر ١٥

ردیف تای فوقانی

کون بڑہ سکتا قیامت تہا قدِ دلجوی دوست
ایڑیون تک آکے آخر رہگئے گیسوی دوست

اس ادا سے قتل ہوتا ہون تہہِ زانوی دوست
لیتے جاتے ہین بلائین منھ کی خود گیسوی دوست

ہی یہ حسرت قتل ہون تو یون تہِ زانوی دوست
لوٹتی جاتی ہون منھ پر ذبح مین گیسوی دوست

یون جہکا دے ذبح مین ای سخت جانی روی دوست
حلق پر خنجر ہوا در خنجر یہ ہون ابروی دوست

اف رے جذبِ دل اوترا آئی شیشہ روی دوست
میری نظرون سے جو آئینہ نی دیکہا سوی دوست

اُف رے جذبِ دلِ مری خونبنگی ہی خوئی دوست
ڈھونڈھتا پھرتا ہون اوسکو مین تو مجکو بوئی دوست

کیا خبر گل کی کہ ہوا انجام سر چڑھنی کا کیا
آگئے ہین ایڑیون تک آج ہی گیسوی دوست

مردمِ آبی پہنچتے خود گردشِ گرداب مین
بازوؤنکی مچھلیان جب پھر کے آئین سوی دوست

انتہا اب ہوگئی ای سخت جانی رحم کر
پڑ گئی خنجر مین بھی بل صورتِ ابروی دوست

سختِ جانی بھی مزا دیگی ہمارے قتل مین
حسن بڑھ جائیگا جب بھر جائینگے بازوی دوست

دستِ قاتل کو تکان دیدیکی کہتا ہون آپ خود
ایک گا اب ورہے اے قوتِ بازوی دوست

ایک ہی گردش مین گذری حلق سے خنجر کی دھار
چوم لیتا میرے جانب سے کوئی بازوی دوست

نام سے خط کی نظر آنے لگی رخ پر نگاہ
اسقدر آنکھین جما کر مین نے دیکھا سوی دوست

مجھپہ تو یہ تیار ہی تھی قتل کرنیکے لیے
حسن یہ ہی پھر گئے خود دست سے بازوی دوست

غزل ۳۲

حسن اور تابِ کششِ ماہر خلاف عقل ہے
شانہ کے کھچنے سے کتنا چڑھ گئے بازوی دوست

شعر ۲۵

ردیف حا

تن کو ضرر نہ اشکو نسی پہونچا کسی طرح | گھر سیل سی گرا نہ ہمارا کسی طرح

حل رُوح کا ہوا نہ معمّا کسی طرح | آفت کا تہا طلسم نہ ٹوٹا کسی طرح

دل علم سی بھرا نہ ہمارا کسی طرح | دریا سی بہی یہ جام نہ چھلکا کسی طرح

پہونچا بتون سی دل کو نہ صدما کسی طرح | شیشہ یہ سنگ سے بھی نہ ٹوٹا کسی طرح

گر دل گرفتگی مری پاتا کسی طرح | کھلتا بہار مین بھی نہ غنچا کسی طرح

سن بارِ معصیت پہ نہ ٹھرا کسی طرح | لنگر سی بہی رکا نہ سفینا کسی طرح

پیجاؤن آنسوؤنکو یہ امرِ محال ہی | اولٹا کبھی بہیگا نہ دریا کسی طرح

ظاہر ہوا نہ داغِ نہان وقتِ شیب بھی | دن کو بہی آفتاب نہ نکلا کسی طرح

مثل عصا تہا کیا مین گذرگاہ دہر مین | بی دستگیر پاؤن نہ اوٹھا کسی طرح

تا چشم لیگئی دل سی ہا آبِ اشکِ غم | اوترا کبھی نہ چڑھکے یہ دریا کسی طرح

چاک اسطرح کرین کہ پھٹی جسطرح غبار
وحشی جو پائین دامن صحرا کسی طرح

مجھہ سخت جان کو غم نے پچھوڑا تمام عمر
پتھر کا تھا جو نقش نہ بگڑا کسی طرح

کیون فرطِ ضعف سے نہ زمین گیر مین رہون
اوٹھتا نہین ہی نقشِ کفِ پا کسی طرح

دلمین نہ رہ سکیگا کبھی آبِ اشکِ غم
کوزے مین بند ہو گا نہ دریا کسی طرح

کم اشک ریزیون سے نہو گی تری چشم
صرفِ حباب ہو گا نہ دریا کسی طرح

حیرت ہی آنسوؤن سی ہوا سوزِ غم نہ کم
آتش کو آب نے نہ بجھایا کسی طرح

پھندی مین آشنا کے نہ کیون مین پھنسا رہون
دریا نہ دامِ موج سی نکلا کسی طرح

اے بیخودی مژہ کی نہوتی جو مجکو یاد
کانٹا سا دلمین پھر نہ کھٹکتا کسی طرح

چنبر کیطرح سوزِ درون نی کیا جو گرم
چہرے پہ کوئی رنگ نہ ٹھہرا کسی طرح

بعدِ فنا بھی نظرون مین صورت رہی ہری
وہ نقش ہون جو بنکی نہ بگڑا کسی طرح

گرمِ سخن رقیب سے ہوتی وہ گرنہ وہان
یہان دل کا آبلہ نہ تپکتا کسی طرح

اے ضعف درد دل سے مین کیا بنگیا ہون ابر	منہ برسا آنسوؤنکا جو اوٹھا کسی طرح
چین جبین کو محو کردن کسطرح سے مین	مٹتا بھی ہے نصیب کا لکھا کسی طرح
اچھا ہوا کسیکی جو دل سے ملا نہ دل	بچتا نہ لڑکے شیشے سے شیشہ کسی طرح

غزل ۴۳

روتی مین گرد غم کو تو ماہر ہوا عروج
ورنہ غبار منہ مین نہ اوٹھا کسی طرح

شعر ۸۲

ہے تکدر کسکی دل مین مجھہ مکدر کیطرح	ہر نفس ہے یہان غبار آلودہ صرصر کیطرح
تیز دم کیونکر رہے ہم برنہ خنجر کیطرح	جان سخت اپنی ہے تیغ غم کو پتھر کیطرح
سوز غم سے ہے جگر بھی دل بھی اخگر کیطرح	سینہ ہے مجمر تو آہین دود مجمر کیطرح
ضعف ہے کسکو جہان مین مجھسے لاغر کیطرح	چوٹ مجکو پھول سے لگتی ہے پتھر کیطرح
فرش خاکی پر ہے تکیہ مسند زر کیطرح	فقر مین اپنی گذرتی ہے تونگر کیطرح
تیزیِ تحریر سے اونکی مین لاغر کٹ گیا	زیر تیغ خامہ تھا گیا خط مسطر کیطرح

سوزشِ غمسی سراپا ہون وہ پھوڑا ہجر مین
ہی ہر اک موئی بدن ہی جسکو نشتر کیطرح

سبزۂ عارض ہی وہ دلچسپ گرد دیکھین جھنور
آئینہ مین عکس خط رہجائی جوہر کیطرح

ہی جوشِ فصلِ گُل ایکی ہر محفل ہی باغ
شمع کا شعلہ شگفتہ ہی گُلِ تر کیطرح

ابرِ نیسان طبع دریا نظم مین غواص ہون
ذہن ہی شاملِ صدف مضمون ہین گوہر کیطرح

صاف مین ہی ہوگیا قلبِ صفا کو دیکھکر
آئنہ گر ہی یہ آئینہ سکندر کیطرح

فرقتِ جانان مین آئے منھ کو کیونکر دل مرا
پا بگل گردِ الم مین ہے صنوبر کیطرح

موجِ اشکِ غم ہین نالی طبل آہین ہین علم
ہی غبارِ دل ہمارا گردِ لشکر کیطرح

ضبطِ گریہ مین ہی مجکو ضبط جو مدِ نظر
موجزن ہین اشک آنکھون مین سمندر کیطرح

شمعِ داغِ ہجر کی سوزش آہو تش مین اگر
پر سمندر کی جلین پروانے کے پر کیطرح

ناتوانی مین ستم ڈہاتی ہی وہ سردار ور
گرتی ہین آنکھونسی آنسو جسم کے پتھر کیطرح

تہا وہ لاغر دیدہ سی اونکی جو کچھ پانی بھرا
تب ہوا مین تار اشکِ دیدۂ تر کیطرح

فکر مین باریکیِ مضمون کی ٹپکا ہے یہ سر
کاسۂ زانو ہی پر مُو کاسۂ سر کیطرح

دل گرفتہ کب رہا افتادہ و ٹھاکر مین حزین
کھل گیا دل بندِ اشکِ دیدۂ تر کیطرح

رہنما سمجھین نہ مجھہ لاغر کو کیون اہلِ سواد
صفحۂ عالم مین ہون مین خطِ مسطر کیطرح

مین وہ سالک ہون جو ان چلا ایسی رہ حُسنِ سلوک
لیگئے رہزن مجھی منزل پہ رہبر کیطرح

سختیون کی کوفت نے مشکل سے توڑا دل مرا
یہ وہ شیشہ تہا جو ٹوٹا بہی تو پتھر کیطرح

کون ہی بحرِ جہان مین جو مرا دشمن نہین
تشنۂ خون موجِ دریا بہی ہے خنجر کیطرح

صاحبِ عزت سمجھکر دیگا گردشِ آسمان
آبرو غلطان کریگی مجھکو گوہر کیطرح

زندگی سے ہوں زِ غم مین کیون نہ رکھون مین خلش
دلکی پھوڑیکو رگِ جان بہی ہی نشتر کیطرح

ہون وہ بلبل گر قفس مین عشقِ گل کا دم بھرون
خود کھنچ آئی بوستان بوئے گلِ تر کیطرح

سامنا برباد یون کا ہی تہمون کیونکر مین نزار
جب خسِ تن کو اوڑا ای آہ صرصر کیطرح

ناتوانی نی سبک تہا بوت یہ میرا کیا
لیچلی بادِ صبا بوئے گلِ تر کیطرح

دلکو اپنی صاف کر تو گر بشکل آئینہ
خلق مین شہرت ہو تیری بھی سکندر کیطرح

خسرو ملکِ جنون ہون تاجِ زر سی عار کیا مجھے
داغِ سودا میرے سر زیبِ سر ہی افسر کیطرح

اضطرابِ دل گیا جب قتل قاتل نی کیا
رہتین خنجر نے دین آغوشِ مادر کیطرح

یادِ بحرِ حسن مین رویا جو فرشِ خواب پر
تر ہوا بستر مرا پانی کی چادر کیطرح

خود بخود پہونچیگا او تک میری بیتابی کا حال
خط شوق اوڑ جائیگا میرا کبوتر کیطرح

دوستون نے بہر کینے آہ سرد میری جان لی
شمع کی پروانے بھی دشمن تھی صرصر کیطرح

خانہ آباد کیئے نظم کو اپنی دلا
ہین مکین گویا معانی بیت کے گھر کیطرح

کیون نہ انکو بزم مین سب اک زبان کشتہ کہین
ہین بغیرِ شعلہ شمعین جسمِ بیسر کیطرح

شور انگیزِ دو عالم کیون نہو میرا کلام
تر زبان ہو نکلین زبانِ موجِ کوثر کیطرح

ق

کونسی بیکس کا ہی بیڑا یہ خشکی مین تباہ
جسکی غم سی ہی تلاطم بحر مین بر کیطرح

موجین مثل ماہیِ بی آب ہین ساری پڑی طوفان
ہر حبابِ بحر بھی ہی دیدۂ تر کیطرح

کشتی طوفان رسیدہ فرط غم سی نہین تہور	جوشش زن رہ رہ کے دریا ہین سمندر کیطرح
گر دکھاتا باغ بلبل کو کبھی جوشش بہار	غنچہ پر منقار بہی کھِلتا گل تر کیطرح

غزل ۳۷	پیچھے پیچھے اشک ہین ہمراہ مثل کاروان آگے آگے نالۂ دل بھی ہین رہبر کی طرح	شعر ۲

آئے جائے دم تو اوس لیلی شمایل کیطرح	دل وہ دل ہی جو تہہ و بالا ہو محمل کیطرح
خار ہای دشت سے کہد و کہ لینگی کب خبر	آبلے بہی بیٹھی جاتی ہین مری دل کیطرح

غزل ۳۶	ردیف الرا	شعر ۴۲

نشان اونہین کے نظر آرہی ہین جوہر پر	تڑپ کے جان گنوانی جو دمی تھی خنجر پر
یہ اونسی آئنہ کہتا ہی جوشش جوہر پر	نگہہ وہی ہی کہ جس سی نشان ہین پتھر پر
ہو دل تو اور رہی ہو حسن قد دلبر پر	کہ فاختہ بہی ہی طرہ سر صنوبر پر
عوض کا خوف ہے طاری ہے دار ستمگر پر	ہو ہی ہین قطرۂ خون ایکدل جو خنجر پر

مین خوشی سے عشق سے مائل ہون قد دلبر پر
نہ دلکو کھوئی نہ قمری گری صنوبر پر

ہنسی کا نام نہین پر ہہی ہے تیور پر
ہم جو لپٹی ہوئی گل پڑی ہین بستر پر

گر اسکا بوجھ ہو کچھ گردن ستمگر پر
سمٹ کے خون مرا قطرہ بنی نہ خنجر پر

وہان ہی سینمین نظر آب پر نہ جوہر پر
مین ہنس رہا ہون کہ خنجر کھنچی ہین خنجر پر

سزا تو چاہیے تھی مجکو خط کے لکھنے کی
اونھون نے پھیری الٹی چھری کبوتر پر

مین انکی بات کا وصلت مین کیا برا مانون
جو لوٹ لوٹ کے اب تک پڑی ہین بستر پر

مین ہین ہوش کھون کیون نہ نشۂ می کو
گرا بھی اوٹھکے کوئی مست گر تو ساغر پر

شب فراق ہی گھر سائین سائین کرتا ہے
بغل مین منھ کو مین ڈالی پڑا ہون بستر پر

مضائقہ نہین جھولی صبا کی بھی بھردو
ملی دلی ہوے کچھ گل پڑے ہین بستر پر

گواہ اسپہ بلندی نالہ ہے شاہد
اوٹھا لیا تھا کبھی مین نے آسمان سر پر

کچھ آج اور ہی آرام خاص کی ہے ادا
گلو مین دل بھی ہی مرا بعد بستر پر

مین ہی نہین شب فرقت مین اک فقط بیدم
شکن بہی صورت میت پڑے ہی بستر پر

غش آئے کیون شہدا کو نہین کم سنی مین ذبح کے بعد
مرے ہوؤنکا لہو دوڑتا ہی خنجر پر

ہوا یہ رنگ وہ ساقی بنے جو محفلین
ہزار ہاتھ پہ ٹوٹ پڑے جھکے ایک ساغر پر

اخیر شب کو تو بالکل نہ تاب حسن رہی
سنبھل سنبھل کے گری اوس اونکے بستر پر

جو باہین ڈالنا گردن مین اونسے سیکھے تہی
وہ پھول پھول ہی لپٹے پڑے ہین بستر پر

شراب چلتی ہی یہ میکدہ مین رنگ ہوا
وہ لڑکھڑا کے سبو پر گرا یہ ساغر پر

ذرا سے سن مین وہ ترجیح کسکے حسن کو دین
فلک پہ نجم ہین جگنو ہین اونکی بستر پر

سلامتی سے لڑین بہی اور اوسپہ یون سوئین
گہ اپنے فرش پہ ہین گہ پرائے بستر پر

لبون سے اونکے جو ملکر بھرا ہی محفل مین
دھرے ہین پیار سے شیشہ بھی منہ کو ساغر پر

یہ چند کا سن ہے ہمین خط کی ہی طلب اونسے
جو پر ہی پھیرتے ہین چھری کبوتر پر

ہوا سحر دمین وہ بام پہ جو آ لیٹے
بتائین اپنی عمر سے لگاون نے [illegible]

جنونکی جو شمین کھلتی تو ہین مری فصدین
لہو کی دہار سے نشتر پہ ٹیکے نشتر پر

ہوا بند ہی ہے یہ وصلت مین میرے ہاتہونکی
وہ لوٹی جاتی ہین گل ہنس رہی ہین بستر پر

کہو یہ قمریون سے دل مین کہوئے بیٹہا ہون
نہ سامنے مری کوکو کرین صنوبر پر

گلونکی ہاتہ ہمسکر جگر پہ آئے ہین
وہ پیاری پائی ہی گرمی کسیکی بستر پر

بہار آتی ہوئی آہ مین رکی ہے کہین
کہ رکہی ہین رگین خون اُن گل کے بستر پر

گران ہی آئنہ رویونکو وہ بہی واہ ری بخت
پہرا ہے رو کے جو پانی سا جسم لاغر پر

اوسی اثر سی شرر آجتک نکلتے ہین
کبہی جو حسن کی بجلی گری تہی پتہر پر

سوا ہتونکی نظر رنگ زرد کی ہو کسی
طلا کا کہلتا ہے کہوٹا کہرا تو پتہر پر

وہ بنکے آئنہ آیا ہے سامنے سبکے
جو پانی پڑ گیا تہا تربتِ سکندر پر

اوٹھے نگاہ کہ ہم دیکہنے سی باز آئے
کہنچے جو دار پہ آئے وہ آنکہ پی ٹہر پر

منوچہر سی ہی حال قدیم کو اپنا کیجیو ٹہوٹ
نکل کے ملتے ہین آنکہ شیشہ رہی پتہر پر

سلامتی کی طلب ہے تو گھر بنائے رکھ	فلک گرا ہی شکستِ صدف سے گوہر پر
کہو نسیم سے پھولونکو اکطرف کر دے	ستارے ٹوٹکے لوٹینگے اونکے بستر پر
ستارے بھی سمت آتے ہین اوتنی ہی حد مین	بچھائے جاتے ہین جب پھول اونکی بستر پر
نسیم چل رہی ہی پھر رہی ہین ناز سے وہ	ملا رہے ہین اشارے سے پھول بستر پر

غزل ۲۳	نمود دیکے مٹاتی ہین سختِ دل ماہر شرر کے ساتھ ہی اوڑتی ہی خاک پتھر پر	شعر نہم

ردیف اللام

دشمن کا دل جلا کے بڑھا اعتبارِ دل	جوہر بنا جو تیغ کا نکلا بخارِ دل
کب قید بندِ دل مین ہی میرا بخارِ دل	بگڑی ہی آسمان نے زمین دیارِ دل
دشمن سمجھکی آہ مین پی کارزارِ دل	ہی ہر دم دو نیم مرا ذوالفقارِ دل
کیون سوزِ غم مین ہو نہ برا حال زارِ دل	سر تیغ شعلہ ہی نفس تابدارِ دل

تصویر رنگ دادہ ہون دیکھو قرار دل
روکی ہی دوڑتی ہوئی خونکو فار دل

سمجھو سبک کہ کچھ نہ کرو اعتبار دل
تم ذلین ہو یہی ہی ذرا سا وقار دل

نکلے دھوئین کو لیکی ہماری شرار دل
یونہین سہی نکل تو گیا کچھ بخار دل

ہر گام پر ہی چال سی اونکی فشار دل
ہین نقش پای راہ کہ میری مزار دل

ہین صاحب حیا مری زیب کنار دل
پردہ نہ اوٹھکی چھوڑے دکیونکر غبار دل

کہتا ہون نذر دیکی دم احتضار دل
لے اپنا دل دیا ہوا پروردگار دل

کیون دل کی حال سے نہ سمجھلو نہین اپنا وقت
ہر آبلہ ہی ساعت ریگ غبار دل

یہ کہکے مین نے پھینکدیا اونکی گود مین
دل ہی وہی لی جسکو ہین سب اختیار دل

دل کے مزے رہ گیا ہی جو سینہ مین اکطرف
خون دوڑ دہوپین ہی سچے کاروبار دل

اہی نے خم قلب اتنی امیدونکو کیا کرون
سوتین ہین ایک ہی میرا مزار دل

مفلوک آبلونکو جگہ دلمین کیون نہ دین
سمجھے ہین جام نقرہ کامل عیار دل

منہ کھل گیا رگونکا بھی فریاد کیلیے | تربت مین تیر کساتھہ ہوا یون فشار دل

اونکا تو ذکر کیا کہ مجھے بھی خبر نہین | کچھہ یون نکل رہی ہی مری جان زار دل

دنیا کی حد کو چھوڑ دین جتنی ہین اہل دل | تڑپونگا مین بھی ساتھہ کہ ہی احتضار دل

پیدا ہوے اوسی زمین سے طبق تمام | بیٹھا ٹھہر ٹھہر کے جو میرا غبار دل

کہتا ہون تارے دیکھ کے فرقت کی شبکو مین | اللہ تا فلک گئی میری شرار دل

مثل نسیم آئے جو وقت سوز جان | تارون کی چھاؤن بنگئی میری شرار دل

ہات اونکی آگیا ہی جنبین درد کچھہ نہین | دل کی خبر لے لے مری پروردگار دل

شبنم لحد تک آ کے فلک کو پلٹ گئی | یہ اضطراب خاص ہی کیسا قرار دل

دیکھو مژہ پہ آ گیا ہو شکستہ بال | کانٹے کی سی کھٹک ہی دم احتضار دل

کیونکر نگاہ ناز نہ اب بیچ مین پڑے | افشان سی لگ رہی ہین ہماری شرار دل

ای بیخودی بنی ہی مری جان پر یہ کیون | ہی گر تو نزع روح ہی اور احتضار دل

مٹی عجب نہین دلِ مردہ کو اب ملے
ایسا ہی کام ہی جو اوٹھا ہی غبارِ دل

نکلی جو شکل شیشۂ ساعت تو خوش ہوں کیا
دل ہی نکل کی آئیگا دل مین غبارِ دل

نا قدریوں سی پہیر ہی دیتی تو خوب تہا
کہدی کوئی کہ آیا ہی امیدوار دل

یہ بہی خدا کی شان کہ جو چاہو تم کرو
مختار جو ہوا وسکو ہون اختیار دل

لے لے کے کروٹین یہی کہتا ہوں ہجر مین
دلکو ہوا ہی کیا مری پروردگارِ دل

جس رگ کو جانتی تہی رگِ گل سی نرم ہم
کانٹا وہی ہی دمِ احتضارِ دل

مالک نکل کہڑا ہوا بگڑی ہی سب انتظام
پہونچی سقر مین کچہ جو ہماری شرارِ دل

اوس دل کے آبلے درِ غلطان نبے تمام
جس دل کو تھی مری خبرِ انتشارِ دل

جس دل مین خم دہو کہد و نزاکت سے پہیر دی
تمپر تمہارا بوجہ بھی ہی ناگوارِ دل

رگ رگ کی اشک بہتی ہین ایسی بیخودی مرے
کیا جانین اضطراب ہے یہ یا قرارِ دل

اشکون مین ملکی آنکہون سی آخر نکل گیا
یون دوڑتا تھا خون نہ تھا جیسا قرارِ دل

دشمن تھی جنکی تم نہ رہیں حسرتیں وہ اب — دیکھو لٹا ہوا ابھی کبھی تو دیار دل

فرہاد و قیس ہٹ گئی پیچھے بچا کے جان — کھینچا جو مین نے دائرۂ حال زار دل

نکلی دھوان نہ دل سی شب ہجر کسطرح — شیشہ کو توڑتا ہی ہمارا انجار دل

احسنت و آفرین دل پر آبلہ تجھے — اتنی دلون مین اک کو نہین انتشار دل

باقی رہی نہ فصل زمین آسمان کا — بیٹھی گر اتفاق سی میرا غبار دل

تنکا اوتار نیکے جو احسان سی دبے — وہ دل ہو کسطرح سی کسی دل کا بار دل

خاک اوڑ رہی ہی ہر مژۂ پوش مین فلک — کیسا بقدر شیشۂ دل تھا غبار دل

پُتلی مین آخر آگئی اوسکی شبیہہ سی — اتنا تو تمکو دیکھے کیا انتظار دل

دشمن نے دکھ پہ دکھ جو دئی خود ہوا ہلاک — دو زخم ملگئے تو ہوئی ذوالفقار دل

پھٹ جائین دفعتہً تتق گرد کی طرح — شیشو مین بند ہو جو ہمارا انجار دل

لو خوش ہو غم کا سر مین ہی ہی نے لگا گذر — جاتی ہی آسمان پہ زمین غبار دل

مٹجاؤن اپنی جاپہ کہون مثلِ نقشِ پا
تابوت جب اوٹھی کہ کسیکا ہو بارِ دل

مانند نقشِ پا تو زمین گیر کردیا
لاشہ بہی اوٹھنے دیگا ہمارا وقارِ دل

ملکِ فنا بہی چھوڑ دین اہلِ فنا تمام
جائی عدم مین گر مرا خطِ غبارِ دل

ہوتی اگر زبان تو یہ کہتا دمِ ازل
دل تو نہ لونگا ای مری پروردگارِ دل

اب اور کیا دکھائیگی تیغِ نفس برش
ذری ترش ترش کے بنی ہین غبارِ دل

اس کہنی کو فقط گلِ بازی بنا وہان
یہان بہی نہین تو ہوگا کہان اب قرارِ دل

کہتا ہون ہیچ ہنگی خدا اسی دمِ ازل
تڑپا لیے دل ندی مری پروردگارِ دل

شعلے زبان بنگئے فریاد کیلئے
دوزخ مین جا گری جو ہمارے شرارِ دل

کس کسکو کہستی ہین وہ سمجھائین کیا کرین
مجکو ادہر ہی نزع اودہر احتضارِ دل

سوفار تیر آتی ہین ہنستی ادہر سے پھر
منہ کو کبہی لگا تہا جو خونِ شکارِ دل

کس آتشین جمال نے دیکہا تہا حسن کو
جوہر بنی ہین آئنہ کے خود شرارِ دل

مین تو بستر ہون چین مجھے کسطرح نہ آئے شیشہ نہی سرد ہو جو سکا لے بخارِ دل
مٹھی سے زر کو پھینک کے کہتی ہی ہر گلگشت دل ہی نہ منتشر ہون تو کیا انتشار دل
ہوتا ہی عیب بھی کسی جامے مین جاکے حسن جوہر ہے آئنہ کا یہی انتشارِ دل
مرتے کے ساتھ کوئی بھی مرتا ہی دہر مین مین کیون تڑپ رہا ہون دمِ احتضارِ دل
جوہر ہر آئنہ کی پھرین مو رچونکی طرح میری طرح اوسی بھی ہو گر انتشارِ دل
شبنم فلک سے حلق مین ٹپکا رہی ہی آب اللہ ری تشنگی دمِ احتضارِ دل
غلطان گہر ہون کیون نہ کفِ دست پر مرے جو دل لون ہاتھ مین اوسی ہو انتشارِ دل
ای بیخودی خیال تو آتا ہی پاس مین بستی تہی خوب نام تہا جسکا دیارِ دل
مین سطرف تپان ہون عروق و جگر اودہر کس کی جان لیگا مرا احتضارِ دل
کافی تمام حشر کے مجمع کو ہے وہی خالی کرے جو گوشۂ دل انتشارِ دل
کہتا ہون یہ تپک ہر اک آبلی کی مین دل کتنی دیگا ای مرے پروردگارِ دل

جبتک ہی صبر و شکر جبہی تک ہے غم ہی شیر
منہ کھولدین نہ کین تو نہین ذوالفقار دل

مجروح دستِ دشمنِ جان ہی ہی تو سہی
شیشہ ہون سیر سہل نہین ہی فشارِ دل

کیا حسرتون کا دم تہا خدا مغفرت کری
کیسی چہل پہل تہی میانِ دیارِ دل

نکلی برنگِ وحشی شعلہ قید سی
شیشہ مین گر بہرون کبہی رنگِ بہارِ دل

بیدردِ دہر حیف ہی یاران کہین اوسی
منہ نکلی آسمان سی جو چٹکی بخارِ دل

ہمت سی مین ہی خوشہ پروین ہون ای فلک
اک دل کے لاکہ ہون تو نہو انتشارِ دل

پہلی نشانِ داغ یہ سے تھے اور ہی گمان
اب رو رہا ہون یہ کہ یہین تہا قرار دل

پشون کی طرح اوڑنی لگین جوہرِ حسام
فولاد کو ہو گر مرضِ انتشارِ دل

اب اسجگہ سی دوسرے عالم مین جانیدو
سینہ سے ہاتھ اوٹھاو کہ جاے قرار دل

مینائی نیلگون فلک ہے اوسیکا نام
شیشہ جو لے اوڑا تہا ہمارا بخارِ دل

آٹھون بہشت کی ہو فضا مجتمع وہین
جس جا جھٹک دون دامنِ رنگِ بہارِ دل

ناخن سے ابروؤں کو جدا ہی جدا کرے — کھنچتے ہیں پاؤں در سے دم احتضار دل

سیماب ضرب خوردہ ہوں کیوں ہوں غم سے خوش نہوں — اک دل کی لاکھ دل ہیں جو ہے شانہ انتشار دل

غزل ۳۷

ماہر نفس کے ساتھ نکیون طی ہو راہ عمر
جاتا ہی باگ اُٹھائے ہوئے شہسوار دل

شعر ۱۸

ٹپکی عرق وہ خاک پہ آئے ہوئی دل — کاوش آبلوں میں ڈوبے مرا آبروئی دل

لی ابتو نام دوست کہو آبروئی دل — جو آبلہ ہی حوض ہی بہر وضوئی دل

آبیٹھا ہے کوئی تو مری دل میں ناز سے — خون آج دوڑ دوڑ کے آتا ہی سوئی دل

سیجادن آنکھوں آنکھوں میں کسطرح اونکو یون — مملو ہی جسطرح مئی جان سے سبوئی دل

ترشا ہو جگر کا ہو ٹکڑا ہر ایک لفظ — منہ سے جو آپ کے ہیں سخن گفتگوئی دل

حسرت نکالکر سے بیرار ہا ہوں نہ کیون — نکلی ہے دم کی ساتھ مری آرزوئی دل

سینہ میں ہر جگہ ہو رہ رہ کے کیون کھٹک — پھر پھر کے ڈھونڈھتی ہی تمہیں آرزوئی دل

کیا ساتھ اسکو لیلی کسی شب کو سوئے تھے ہر عضو نازنین سی جو آتی ہی بوے دل
او سو قت کیا عجب نظر آئے جمال دوست ہو آب آئینہ سی اگر شست و شوے دل
بی صورت ملال کھاینگے نہ اہل درد منہ کو بغل مین ڈال کے سن گفتگوے دل
اے ضعف کیا پسینے کے ہمراہ بہگیا آتی ہی عضو عضو سے کیون آج بوے دل
کیون پسلیان شب ہجر کی راتو مین ٹوٹ جائین پہلونکو مانگتی ہی تمہاری ہی خوے دل
سینہ بلند دیکھ کے کہتی ہی آرزو اللہ اسجگہ ہی کہین ہو گا روے دل
مایوسیونکی عہد مین حسرت یہ ہی مجھی دم توڑ دین ادہر تو ادہر آرزوے دل
یون ہی تڑپ تڑپ کے نہ نکلی کسیکی جان جسطرح مرگئی ہی مری آرزوے دل
آئے تو واہ کب کہ مین مرتا ہون اسطرف دم اوسطرف کو توڑتی ہی آرزوے دل
سینہ پہ اپنی اپنی ہی ہاتہونکا پھیرنا دیکھو اسیطرح سے بگڑتی ہی خوے دل

کیون بادہ خوار سے مین ماہر نہ مست ہون

خود روح کے بھی منہ سی لگا ہی ہے موئی دل

غزل ۳۹	ردیف المیم	شعر ۲۸

ایسی خلوت مین بھلا کسکو بلائین ہم تم
شرم آئے تو پسینے مین نہائین ہم تم

وصل کا لطف کبھی یون ہی اُٹھائین ہم تم
دل طپین غش مین اگر ہوش مین آئین ہم تم

عکس آئینہ صفت راز چھپائین ہم تم
منہ بھی کھلوانیسے دل کے نہ بتائین ہم تم

تم ہنسو پھولون سے بلبل کو مین ہنکر چھیڑون
باغ مین آکے کوئی گل تو کھلائین ہم تم

جھک کے پہلو مین یہ کہتا ہون وہم خودبینی
آئینہ مین بھی تو اک جا نظر آئین ہم تم

رشک سی بھیچین ہوتی ہین نگاہین حائل
آج سی غیر کی صحبت مین نجائین ہم تم

رنج مین رنج ہی شاید سبب تسکین ہو
آؤ روتے ہوئے دل کو تو رولائین ہم تم

یا کبھی سونگھتے ہی عطر کے شیشہ کیطرح
یا دسی دل کو کبھی منہ نہ لگائین ہم تم

شب ہجر آئے بلا نیکلے نہ دہو کے کہین
شمع کو ہاتھ سے اپنی نہ بجھائین ہم تم

آئینہ مین کوئی تمسے بھی بہتر شاید
کوئی ایسا ہو نہ آنکھونکو لڑائین ہم تم

تم سے تو اپنی اداؤنکا مزا کچھ چکھو
ناز کے ظلم کبھی ملکی اوٹھائین ہم تم

ہمکو بھی خلق خدا ایک نظر سے دیکھی
سُرمہ گر نرگس جادو مین لگائین ہم تم

دیکھو پھولی ہی شفق وقت سُرخ ہی یہ
آگ مین آگ چلو اور لگائین ہم تم

ایک مدت سے اسے چپ سی لگی رہتی ہی
چھیڑ کر آؤ زرا دلکو ہنسائین ہم تم

بوجھ اپنا کوئی اتنا نہ کسی پہ ڈالے
ناز کے ناز نکیون ملکی اوٹھائین ہم تم

یون بجھائین کہ نہ پروانی کبھی منھ دکھین
شمع کو آج نئی طرح جلائین ہم تم

کشتۂ سُرمہ کو دکھلا کے یہ کہتے ہین
یون چھپین سب سے تو آنکھونمین سمائین ہم تم

لاش اک ایسے ہی بیکس کی ہی آنیوالی
گھر سے کیونکر نہ تڑپکر نکل آئین ہم تم

جان جانے لگے لوگونکی جو نکلین گھر سی
آئین چل پھر کے تو مانند بلا آئین ہم تم

اشک آنکھون سے گلا اپنا چھڑ کنے دوڑین
غش مین اسطرح سے دلکو کبھی پائین ہم تم

ٹھوکر دو نہ مین ہی دل راہ رو کے آگے
نازسے گو دیو نہین جسکو کہلاتین ہم تم

شمع و پروانہ مین ہوتے ہین کرشمے کیا کیا
دیر سے دیکھ رہے ہین جو ادائین ہم تم

لاش کا بوجھ بھلا کس سے اوٹھیگا میرجان
پھول رو رو کے سوم مین جو اوٹھائین ہم تم

دردمین درد کے دھونیکی ہی حسرت نرہی
آو دکھی ہو دلکو تو دکھائین ہم تم

دل ہی ہاتھون سے گیا ہے یو ہین بالا بالا
دوڑ کر کیون گل بازی نہ اوٹھائین ہم تم

جسطرح آئینہ مین شکل ہی داخل خارج
آرزو ہی یو ہین جا مین سمائین ہم تم

حق ہی ہم دونونکی گردن پہ گر انصاف کرو
آؤ روٹھی ہوئی اب دلکو منائین ہم تم

دلِ ماہر تو یو ہین راہ مین پامال رہی
گل بازی ہو تو آنکھو نسے اوٹھائین ہم تم

غزل ۸۴	ردیف النون	شعر ۱۶

ناتوانی کب سقط ہی میری جسمِ زار مین
ہی سخن تکیہ پہ تکیہ بات گو گفتار مین

پرتو رخ سی صفائی ہی یہ قصر یار مین
دیکھ لیجیے آئنہ کیطرح منھ دیوار مین

خلد کیون ہمکو نظر آئے نہ قصر یار مین
دیدۂ بین ہے صفا جو روزن ہے اوس دیوار مین

رو رہا ہون مین خیال صبح روی یار مین
خط ابیض کا ہی پرتو آنسوونکے تار مین

ذکر حق نی جب جگہہ پائی دل کفار مین
بنگئی تسبیح کا دانہ گرہ زنار مین

کفر دنیا مین ہر اک کافر کی دم کے ساتھ ہے
صورت تار نفس پہر کیون ہنو زنار مین

یہ لہو پانی ہوا ہے ایک رونے سے مرا
خون دل آیا ہے ملکر آنسوونکے تار مین

رہگئی ہین کچھ اولجھکر یہ نگاہین خلق کی
کب ہین تار عنکبوت اوس روزن دیوار مین

ناتوانی مین برنگ بوی نکہت اوڑتا پہرون
ہے ہوائے برگ گل آندہی مجھے گلزار مین

ہوگئی ہین زرد اربابِ دہر مین اکثر بخیل
بند ہی غنچون کی مٹھی دیکھلی گلزار مین

ہو نہین وہ آتش قدم آیا جو گلگشت جب
شمع کا شعلہ ہر اک غنچہ بنا گلزار مین

پڑھ نہ لون باہر سے کیون مین کتبۂ ایوان یار
صورت عینک ہے جو روزن ہے اوس دیوار مین

عکس اسکا زخمیونکو چاندنی کیونکر نہو — شکل ماہِ نو کی ہی قاتل تری تلوار مین
دین مستحکم جو ہوتی بت پرستی دہر مین — اسقدر خامی نہوتی رشتۂ زنار مین
دشتِ وحشت نے بٹھایا جب در زدہ میرا کبھی — آبلے پا کے نبے چھالے زبانِ خار مین

غزل ۱۴۱

کسطرح رونے مین اے ماہر مین دیکھون روئے یار
آنسوؤن کے تار الجھے ہین نگہ کے تار مین

شعر ۲۴

سفر کے رنج کو سینہ فگار سمجھے ہین — غبارِ راہ کو دل کا غبار سمجھے ہین
عدم وجود کو عبرت شعار سمجھے ہین — خطِ جبین خطِ لوحِ مزار سمجھے ہین
جہانکہ قبر تری خواستگار سمجھے ہین — فراغتونکو یہانکی فشار سمجھے ہین
چمن جو اپنا دلِ داغدار سمجھے ہین — نفس کو موجِ نسیمِ بہار سمجھے ہین
حزین وہ ہون جسے سب عالمِ کدورت بین — غبارِ آئینۂ روزگار سمجھے ہین
وہ ناتوان چمنِ روزگار مین ہم ہین — جو تن پہ سایۂ اشجار بار سمجھے ہین

امید نیست کی آلام مین ہو گیا ہمکو ۔ ہر ایک آہ کو دم کا شمار سمجھے ہین
نگاہ جوہر لوین سے بھی ہی فزون اونکی ۔ جو اشک کو گہر آبدار سمجھے ہین
عدم سی آئے ہین جائینگے پھر عدم اکدن ۔ اس ابتدا کو ہم انجام کار سمجھے ہین
ریاض دہر مین حاصل جنہین ہے رنگ سواد ۔ خزانکو فصل کتاب بہار سمجھے ہین
جو دیکھتے ہین تامل سی ہر رگ تن کو ۔ وہ راہ معرفت کردگار سمجھے ہین
مکان دوست ہے دل حال دل ہی ہمپہ عیان ۔ نہان جو ہی وسی ہم آشکار سمجھے ہین
ریاض دہر مین جو دل گرفتہ ہین بلبل ۔ وہ ایک رنگ خزان و بہار سمجھے ہین
جہان قیام نہین گھر سمجھتی ہین اوسکو ۔ مکان اصل کو نادان مزار سمجھے ہین
وطن سی دور رہون ہم محال ہی گردون ۔ کہ دود دل کو سواد دیار سمجھے ہین
کیا ہے ضعف نے باریک مین ہین ایسا ۔ کہ آبلونکو کف پا کا خار سمجھے ہین
بڑہی تو جاتی ہین آگی یہ قافلی والے ۔ تھکے ہوؤنکا بھی کچھہ انتظار سمجھے ہین

وسیع جنکی نگاہین ہین بحرِ عالم مین
ہر اشک کو وہ یمِ بیکنار سمجھے ہین

یہ بھول ہی کہین دیکھی نہین عدم والو
تمہاری سہو کو ہم یادگار سمجھے ہین

بیان ہو ستی بنیادِ قصرِ تن کیا خاک
حباب سمجھی ہین جو استوار سمجھے ہین

نہان جو نظرون سے سمجھے ہین کہ بینا ہین
وہ کور ہین جو تجھی آشکار سمجھے ہین

وہ ناتوان ہون کہ مجھسے ٹوٹا نہ اشک کا تار
نظر جو رکھتی ہین وہ حالِ زار سمجھے ہین

جہان مین غور سے دیکھا تو ہین قوی ہی لوگ
جو ایک تنکے کی جانکو بار سمجھے ہین

عنایتین ہین یہ احباب کی فقط ماہر
کہ نام فکر کو بھی پختہ کار سمجھے ہین

غزل ۴۲ — شعر ١٦

بیخودی سا بھی کوئی دہر مین ہمساز نہین
غم نہین عشق نہین سوز نہین ساز نہین

سوزِ دل کب ہے جو فریاد کا دمساز نہین
شعلہ ہی وہ نہین جسمین کچھ آواز نہین

گردشین چشم کی کہتی ہین کہین جاگے ہو
سونیوالون کی تو آنکھون کا یہ انداز نہین

دل کو برباد کیا آرزوؤن کو ٹے گھر
تم سا عالم مین کوئی خانہ برانداز نہین

کیون نہ غنچون کی چٹک شوق سے گلشن مین سنو
ٹوٹتی قلب کی آواز تو آواز نہین

لگ کے چپ بیٹھے نئی محفل کی یہ کی ہی نوبت
دم نہین چنگ مین طنبور مین آواز نہین

ہان اسیطرح چل او راہ کے چلنے والے
دل یہ گرپاؤن نہین چال مین انداز نہین

دلبر و جان نکلے تو مجھسے نہ پوچھو کوئی بات
دل ہی سینہ مین نہین جب تو کوئی راز نہین

کان پر ہات رکھین لوگ نہ کیون نالون سے
یہ صدائین ہین مری آپکی آواز نہین

آپکی خندۂ خوشی کو کوئی کیونکر سمجھے
مسکرانیمین صدا ہنسنے مین آواز نہین

چاک پردہ کی نہ کسطرح سی آنکھین پھٹ جائین
سبکو دیکھا ہی مگر تم سا نظرباز نہین

عکس آئینہ پہ بھی طعن ہی اُف رے دیدے
اسپہ یہ بات کہ صورت پہ ہمین ناز نہین

کوئی تو باغمین دیتی مری نالونکا جواب
منھ مین کھلتی ہوی کلیونکی بھی آواز نہین

باغمین آکے اسیران قفس کیا بولین
سب ہوائین ہین ہوا پر یہ پر پرواز نہین

ہی یہی تازہ اسیری مین پھڑکنا جو مرا ۔۔۔ یا قفس آج نہین یا پر پرواز نہین

غزل ۴۳

مدح احباب جو کرتے ہین عنایت ہی فقط
نظم ماہر کی ہی جادو نہین اعجاز نہین

شعر ۱۴

کب ازل سے داغہائے غم مری تن مین نہین	ہون وہ گلچین رنگ جادۂ دشت جسکی گلشن مین نہین
لوٹ وصلت سے بری ہین جنکے دامن پاک ہین	چھینٹ بھی بلبل کے خون کی گل کے دامن مین نہین
گر طلب ہے آبرو کی تو نکل بہر سفر	دیکھ قدر گوہر نایاب معدن مین نہین
خود بخود آراستہ رہتا ہی داغون کا چمن	باغبان کا کام ہرگز میرے گلشن مین نہین
ہی تعدد بھی بتون کا اوسکی وحدت کی دلیل	کب خدائی کا سمان دیر برہمن مین نہین
آہ سوزان سے حفاظت مین ہین دل کے آبلے	برق بھی دہقان سے کچھ کم میرے خرمن مین نہین
قتل ہونیکو مراد دل سمجھتے ہین شہید	طوق منت کے ہین خط تیغ گردن مین نہین
امتلائے گنج کا باعث ہی یہان ترک وطن	دلفگاری کا الم گوہر کو معدن مین نہین

کیون غمِ دنیا مین رو کر ہی گنہ آلودہ تو — دیکھ اشکون سی تر تی کب تیری دامن مین نہین
کیون نہ حاصل ہو برنگِ گل مجھی نشو و نما — طائرِ رنگِ چمن ہی خون مری تن مین نہین
صبحِ صادق کبھی کاذب نہ ہو ای خورشید حسن — چھاؤن ہی چہرہ کی تیری روزِ روشن مین نہین
قتل ہو کر تیری کشتہ کی بر آئی ہی مراد — ہین گلِ امید خونکی داغ دامن مین نہین
گرمیِ سوزِ درون سی دم نہ اولجھی کسطرح — موئی آتش دیدہ ہی تارِ نفس تن مین نہین

غزل ۴۴

ہی عجب سرگشتگی سی اپنی ماہی بعد مرگ
گردشِ سنگِ فلاخن لوحِ مدفن مین نہین

شعر ۲۲

شمع وحدت کا مین بزمِ دہر مین پروانہ ہون — ہی جنون عینِ خرد جسکا مین وہ دیوانہ ہون
ہی مجھی پستی سی نفرت اوج کا دیوانہ ہون — خوشہ ہی عقدِ ثریا جسکا مین وہ دانہ ہون
شمع قدِ گلرخانِ دہر کا دیوانہ ہون — جسکو کہہ سکتے ہین بلبل بھی مین وہ پروانہ ہون
روح باعث ہی سیہ رہی کا میری دہر مین — شمع سی جس گھر مین ہی اندھیر مین وہ خانہ ہون

کیسی ہی اولجھی مضامین ہون سلجہہ جاتی ہین صاف
زلفِ پیچانِ سخن کیواسطی ہین شانہ ہون

در ہمو نمین داغ کی قلبِ مکدر کا ہی قفل
گنج نی پنہان کیا جسکو مین وہ ویرانہ ہون

چشمک مژگان اشک آلودہ ہی پروین سی ہے
خاک بہی تجہمین نہین مین خوشۂ پردانہ ہون

حسنِ قدرت کا تری ہے جلوہ گر تن مین مرے
ہون ترا عاشق جو اپنا آپ ہی دیوانہ ہون

قابضِ ارواح کیا آئین تنِ پر سوز تک
پر فرشتی کے جہان جلتے ہین مین وہ خانہ ہون

سوزِ غم مین مر کے نکلا مین لحد سی روزِ حشر
بعد جلنے کے ہوا پیدا جو مین وہ دانہ ہون

وہ مرا سینہ ہی دار العلم کہتی ہین جسے
قفل ابجد قفل ہی جسکا مین وہ کاشانہ ہون

زیست کے دن پورے کرکے نکلی میرے تن سی روح
جسکو بھر کے نے کیا خالی مین وہ پیمانہ ہون

ناتوانی سی تو ہی سرگشتگی پر مین رہا
آسیا کو پیس ڈالا جسنی مین وہ دانہ ہون

ہین ازل سی میری گل مین جا اشک آب روان
سیل سی جسکی بنا قایم ہی مین وہ خانہ ہون

فقر مین بھی دل ہی دولت سے توکل کے غنی
گنج ہون باطن مین ظاہر مین گو ویرانہ ہون

الفتِ دندانِ دلبر سی بھرا ہی دل مرا
آبِ گوہر جسمین مملو ہی ہین وہ پیمانہ ہون

سنگ اسود ہی سویدا دل جگہ اصنام کے
شان کعبہ کی ہی پیدا جس سے وہ بتخانہ ہون

داغِ عشقِ ساقیِ کوثر کا ایما ہے یہی
دستِ دل سی جو نہین چھٹتا مین وہ پیمانہ ہون

عشق ہی اک رکن ہی میرے مکانِ تنگ کا
جو ستونِ آہ پہ ٹھرا ہی مین وہ خانہ ہون

ضعف ہی کیونکر نہ عشقِ ساقیِ کوثر پہ دال
قد خم گشتہ سی مفہومِ خطِ پیمانہ ہون

گھر سی میرے قابضِ ارواح کیونکر خوش نجائے
جان دیدی جسنی مہمانکو وہ صاحب خانہ ہون

غزل ۴۵

سنکی ماہر تجکو جاگ اٹھتے ہین اہلِ بزم سب
جس سی نیند آئی ہوئی اڑتی ہی وہ افسانہ ہون

شعر ۱۲

کب تنفر فقط ابنائی زمان رکھتی ہین
گرد ہٹجاتی ہے ہم پاؤن جہان رکھتی ہین

بی سبب قبر پہ کب سنگ گران رکھتی ہین
سختیِ راہِ عدم کا یہ نشان رکھتی ہین

کیا کمی وہ نکی جب سوزِ نہان رکھتی ہین
اشکر یزی کے لیئے دل کا دہوان رکھتی ہین

بس وہی شستہ و رفتہ بھی بیان رکھتی ہین | موج کی طرح جو پاکیزہ زبان رکھتی ہین

بعد مردن بھی یہ حس ہی کہ سمجھ جاتا ہون | ہات تربت پہ اگر فاتحہ خوان رکھتی ہین

کام ہر ایک کا یہ خوبی تقریر نہین | جوہر حسن بیان سیف زبان رکھتی ہین

ہین جو محتاط وہ کہتی نہین خاطر کو بھی خار | ڈر یہ رہتا ہے کہ وہ بھی تو زبان رکھتی ہین

کثرت ضعف مین کرتی ہین اشارون سے کلام | بات کرنے مین بھی ہم بند زبان رکھتی ہین

مرجع آتش غم کیون نہ کہین سینے کو | کرہ نار کا ہم دل پہ گمان رکھتی ہین

چپ ہین جبتک کہ نہین اہل سخن کو کچھ کد | بات آپڑے تو کب بند زبان رکھتی ہین

نقد دل دیکی مجھی ملتی ہین داغ حسرت | پھول کیسی ہین یہ قیمت جو گران رکھتی ہین

غزل ۴۶

نظم اشعار مین بھی حسن بیان ہی ماہر
جسکو کہتے ہین زبان ہم وہ زبان رکھتی ہین

شعر ۱۲

گری ہین ضعف سے پر گرم ہین روانی مین | چلی ہین جائیگی ہم چال ناتوانی مین

ضعیف و زار ہین یہ ہم جہان فانی مین
بنی ہین تارِ نظر چشم ناتوانی مین

پھنسے ہین ضعف سے زندانِ دارِ فانی مین
عدم بھی جا نہین سکتی ہین ناتوانی مین

دہانِ یار کی ہستی کے جو ہوئے قائل
کمال تھا او نہین لوگونکو غیب دانی مین

یہ عرقِ شرم ہین اوسکی دہان و دندان سے
نہان ہی دُر تو صدف مین صدف ہی پانی مین

خزان نہو جسکی ایسی کوئی بہار نہین
لکھا ہے ہر ورقِ برگِ بوستانی مین

شفق نہین ہی نمایان نظر مین مستونکی
شرابِ سرخ ہی مینائے آسمانی مین

کبھی نہ آتشِ گُل قطرہ ہا سے شبنم سی
خدا کی شان ہی روشن ہی آگ پانی مین

ہے جسطرح سے کہ زیور عروس کی زینت
بیلنکے حسن سے یون حسن ہی معانی مین

ضعیف وہ ہون یقین ہی خیالِ منزل ہی
اوٹھین نہ پائی تصور بھی ناتوانی مین

سفر ضرور ہی جاہین جو قدر اہلِ صفا
ہزارون رہین کہ بی آبرو ہین پانی مین

وہ ناتوان تھی اگر ساتھ قافلے کے چلے
تو دب کے رہ گئے ہم گردِ کاروانی مین

۹ شعر	نہ دل لگائیو ماہر یہان کسی گل سے وفا کی بو نہین باغِ جہانِ فانی مین	غزل ۷۴

مرنے پہ ہے جو وصل تو ہو کچھ مزا نہین
پایا تو کب تجھی کہ جب اپنا پتا نہین

جو آئینہ ہی وہ ترا صورت نما نہین
یکتا وہ تو ہی جسکا کہین دوسرا نہین

فصلِ بہار آئی ہی صیاد رحم کر
قیدی کوئی قفس مین ہماری سوا نہین

ہٹ بیٹھی آپ کیون مری پہلو سی کیا ہوا
سینے سے سانس آئی نہین دل ہلا نہین

نافونکی بو دماغ مین آتی ہی زلف سے
اب منھ سی کہدون مشک تو میری خطا نہین

پیری مین کیون فلک نے دیی مجھکو داغِ دل
گھر مین چراغ دنکو کسیکے جلا نہین

صیاد نی قفس مرا رکھا ہی باغ مین
وہ عندلیب ہون جو چمن مین رہا نہین

غالب نکیون ضعف ہو زمانے مین پیر پر
پیری سی کونسا ہی جوان جو جھکا نہین

ماہر ہزار کچھ ہو مگر دل ہی اوسکی پاس

غزل ۴۸	فرقت مین بھی مین دوست سے اپنی جدا نہین	شعر

مری صفائی باطن کا ہی جواب کہین	خبر مجھی ہو جو ٹوٹے دل حباب کہین
فریب گاہ جہان کا بھی ہی جواب کہین	کسی جگہ یہ دریا اور سراب کہین
فلک نے اشکو نسی گھر ہو ترا خراب کہین	روان ہوئی تو وہ کی بھی ہی سیل آب کہین
یقین ہی جوش تحیر سی سنگ ہو وہ بھی	جو دیکھلے دل نازک مرا حباب کہین
پس فنا بھی نہین ہو وان پر یہ ڈر کہ فلک	برس پڑے نہ مری خاک پر سحاب کہین
دل شکستہ کو ناپاک کیون نہین سمجھون	کسی نے دیکھا ہی ٹوٹا ہوا حباب کہین
مقابل آکے تو ہوتا ہے دیدہ تر سے	گناہ سے نہو تر دامن سحاب کہین

غزل ۴۹	یہ لہر رونیکی کہتی ہی دل مین اے ماہر تڑپ رہی ہی تری غم مین موج آب کہین	شعر

کبھی وقت جوشش بکا چاہتے ہین	نگاہون سے آنسو گرا چاہتے ہین

مژہ سی یہ کاوشیں کیا چاہتے ہین
اب اشکون کے عقدے کھلا چاہتے ہین

نہین ہوتے تن مین نمو مجرمون کی
جو بوئے تھے کانٹے اوگا چاہتے ہین

اُمنڈ آئے ہین میری آنکھون مین آنسو
حبابون سی دریا بہا چاہتے ہین

ڈہل آئے ہین آنکھون سے مژگان پہ آنسو
جہازونکے لنگر پڑا چاہتے ہین

نظر شمع پر ہے دمِ فکر میری
مضامین روشن ڈہلا چاہتے ہین

غزل ۵۰	سمندر مین طوفان ہے آہونسے ماہر جہازونکے بیڑے گرا چاہتے ہین	شعر ۱۳

آہ کی مضمون سراسر ہین مری تحریر مین
کسنے باندھی ہی سوا تیر ہوائے نخچیر مین

حال میرے ضعف کا او سدم مصور پر کھلا
عکس بھی جب گر گئے پہونچا کاغذ تصویر مین

مجکو دینے کو دیا تہا ورنہ تو کیا مال تھا
غیر کی قسمت تھی او منعم تری تقدیر مین

ہی زمین کو سبکی جونی اختیارانہ رجوع
سرمہ تسخیر کیا یہ خاک ہی تاثیر مین

کسکو عالم مین تلاشِ منزلِ مقصد نہین　　گرد اوڑتی ہی ہوا دامنِ رہگیر مین

دستِ گلچین مین اثر مردہ ہون ایک ایک پھول　　شمع کا گل جسطرح افسردہ ہو گلگیر مین

شغلِ نالہ جنکو ہے ویرانے مین آباد ہین　　بی مکین رہتا ہی غل ہر خانۂ زنجیر مین

اہلِ غفلت کا گذر کب ہوشیارون مین ہوا　　نیند آتی ہے کسی دیکھی دیدۂ تصویر مین

ہین جو آہن دل اثر صحبت اونہین کرتی نہین　　آ گئی کس دن گداز ہی شمع کی گلگیر مین

قید مین بھی فیض بخشی کی رہی پابند ہم　　نیل پاؤن کا ہی سرمہ دیدۂ زنجیر مین

سرکشی کا عیب ہے اصلون ہی مین ہوتا نہین　　کب بگولی اوٹھتی دیکھے وادیِ تصویر مین

رہنمائی جنون سے طی ہوئی وحشت کی راہ　　تھی ہزارون پیچ ورنہ کوچۂ زنجیر مین

ہی اسیری آبروداران عالم کی محال　　موجِ دریا کب پھنسی ہی دامِ ماہی گیر مین

قبر مین پہونچی تھی میت آئے جو دزدِ کفن　　گھر پہونچنے پر تھا لٹنا قسمتِ رہگیر مین

گنبدِ افلاک سی گذری ہماری آہِ دل　　کس ستم کا توڑ تھا یارب ہوائی تیر مین

ناتوانی مین ہوئی ہین اپنی آنکھین پر آب
ڈبڈبا آئے ہین آنسو دیدۂ تصویر مین

کشت داغ دل ہری ہوتی ہی رونے سے مرے
ابر باران سے نہین کم اشک کی تاثیر مین

ہین بجو گشتہ تہی قسمت نکیون ہو ان دہر مین
ہی سوا گردش کے کیا گرداب کی تقدیر مین

روشنی شمع ہی محفل مین یار تنگ بہار ہے
پھول ہی منقار بلبل مین کہ ہین گل گلگیر مین

شیب مین ہوتا نہ انسانکو جوانی کا جو غم
آہ کیون صورت نہوتی پھر عصائے پیر مین

سخت ہے راہ جنون حد کی دلیل اسیر ہے
نقش پا ہوتی نہین مین کہ حلقۂ زنجیر مین

ضعف ہے میرا ترقی پر جو دنیا ہے تو دے
تاب بار رنگ ہی مانی ابی تصویر مین

وہ زمانہ اور تہا قبضہ مین جب ہر ملک ڈال
اب ہی خرد و گز زمین کیا ملک عالمگیر مین

خاکسارونکی روابط کا نہین ہے اعتبار
گرد کب جمکر رہی ہی دامن رہگیر مین

بی سہارے غیر کے چلتے نہین مین خاکسار
خود بخود کب ہی روانی سایۂ رہگیر مین

راہ چلتو نکو نہ ساتھی جانو اپنا دلا
راہزن ہوتے ہین اکثر پردۂ رہگیر مین

بی سکونوں سے جہاں مین خاک ہوا مید فیض | چین پایا کسنے تہکر سایۂ رہگیر مین
خاکسارونکا سلوک اعجاز سے خالی نہین | پی چلی جادہ رہا ہمراہی رہگیر مین
جان ڈالے قالب بیجان مین گر قدرت ترے | رنگ دوڑے خون بنکر پیکر تصویر مین
شکل کہنچواکر ہوا بد شکل نادم اسقدر | روغن تازہ پسینہ بن گیا تصویر مین

غزل ۱۵	فیض رحمت نے کیا آماہر عذاب دنیر حرام تھی جو داخل مجرمان واجب التعزیر مین	شعر ۱۹

مرد غیرونکی لیے دل کو جلا دیتے ہین | صاف اسپند یہ آتش پہ صدا دیتے ہین
داغ دل نزع مین کیون سیر ضیا دیتے ہین | نیند کیوقت تو شمعونکو بجھا دیتے ہین
نالے آواز کب انکو ہمین سنا دیتے ہین | قافلہ جاتا ہے جا بوش صدا دیتے ہین
قبر پر داغ دل آوارہ دکھا دیتے ہین | غول صحرا ابھی منزل کا پتا دیتے ہین
نالے کب خواب جوانی سے جگا دیتے ہین | شب ڈہراتی ہی نگہبان صدا دیتے ہین

ذرہ ذرہ مہرہلی یہ ہین ستار گنہ گار اسکے
چادر اسوسطی ہیبت کو اوڑھا دیتے ہین

قافلہ خیر سے پہونچیگا گنہ گارونکا
زنگ اشکونکی بہی صاف صدا دیتے ہین

راہ لیتی ہین یہی راہرو ملک عدم
چار ملک اونہین جب راہ لگا دیتے ہین

ساتھ آہونکے ملے کیون مجھے داغ سوزان
آندھی آتی ہی تو آتش کو بجھا دیتے ہین

کب عبث دیتی ہین آواز گدا کوچون مین
خیر جس گھر مین ہی اوس گھر کو دعا دیتے ہین

ہان چلی آؤ یہ ہین ہیامنی وہ منزل ہی
پا شکستونکو یہی زنگ صدا دیتے ہین

قلت سوز جگر مین نکرون کیون آہین
بجھنی لگتی ہی جب آتش تو ہوا دیتے ہین

دو ستو ریج کی وسعت کو نہ مجھسے پوچھو
زخم دل دامن محشر کا پتا دیتے ہین

قطع ہوگا یہ ہین اک روز کفن بہی میرا
چاک ہوئیمین بہی رخت صدا دیتے ہین

ہچکیان نزع مین آتی ہین تصور ہی ترا
تو سنے یا نہ سنے ہمتو صدا دیتے ہین

سرکشی چھوڑ سمجھکر یہی تو پیری مین
صاحب جرم وخطا سر کو جھکا دیتے ہین

زنگ کیطرح بہی دیتا نہین آواز کوئی
لاکھ ہم قافلہ والونکو صدا دیتی ہین

فاتحہ خوانون سی کیا قبر مین نالان ہون
نیند جب آتی ہی یہ لوگ جگا دیتی ہین

غزل ۵۲

نظر دوست سے بہی حفظ کر اپنا ماہر
کبھی پروانے بہی شمعونکو بجھا دیتے ہین

شعر ۷

راحت کا قبر مین بہی تو پیدا نشان نہین
جور زمین ہی گر ستم آسمان نہین

اللہ خیر کیجیو دل کی شباب مین
تاریک شب ہے اور کوئی پاسبان نہین

سوئی عدم ہی قافلہ بوئی گل روان
بانگ جرس ہی نالہ برگ خزان نہین

غزل ۵۳

اک رنگ کی سخن ہے نہ ماہر کو کیون ہنوز
یہان غنچہ سان زبان کے نیچے زبان نہین

شعر ۸

ہوتی ہین خوش ضعیف جو فرضی شباب مین
ہنستی ہین گل کی موئی محاسن خضاب مین

ہو قدر عاشقون کی جہان خراب مین
اونکا بہی دل جو آئے کسی انقلاب مین

گردش نہین حباب مئی لعل تاب مین پھرتی ہین آسمان بھی دورِ شراب مین

انسان کا اُف رے کربِ فراقِ شباب مین تھمتا نہین ہی رشِش پہ تنگ اضطراب مین

دو اشک ملگئی مری جب اضطراب مین بیٹھے ہوئے جہاز ادھر آئے آب مین

بند ہی نہین ہی رشِش پہ فصلِ خضاب مین پیری چھپی ہی ظلمِ بشر سی حجاب مین

حیران ہون جا کر دو رپھر آیا شباب مین نکلی ہوئی شمیم در آئی گلاب مین

ٹپکے جو دل کے آبلے کیفِ شراب مین انگور ٹپک گئی طپشِ آفتاب مین

کب محوِ دل کے داغ ہین کیفِ شراب مین تارے غروب ہو رہی ہین آفتاب مین

بدلا نہ رنگِ حسن کسی انقلاب مین موجین ہی صورتِ رگِ گل ہین گلاب مین

کب سُرخ می ہی ساغرِ آئینہ تاب مین روشن ہی آگ جادوِ ساقی سے آب مین

آخر کو رشش کھلگئی فصلِ خضاب مین گھل ملکی بھی نہ سنگ کی گذری شباب مین

جاگی ہین رات بھر اسی اضطراب مین وہ دیکھتا ہو مری صورت کو خواب مین

سچ ہے کہ اشکِ شورِ غضب تھے شباب مین | مٹی ہوی ملا جو نمک کچھ شراب مین

شیشے کا عکس صاف ہے پیدا شراب مین | شانِ خدا فلک ہے عیان آفتاب مین

پیرونکی بال کھلگئی ہین جب خضاب مین | بجلی تڑپ تڑپ کے ہنسی ہے سحاب مین

ساقی بھلا ہو ڈالدے انگور آب مین | شیشونمین ہو شراب تو شیشی شراب مین

کب کچھہ کھلی ہین ہوے محاسن خضاب مین | سرگوشیان سفر کی ہین شیب و شباب مین

یہ فکر ہے کے طلسمِ جہانِ خراب مین | باقی رہا نہ مغز بھی فرقِ حباب مین

پرسش سی بیگناہ پڑے ہین عذاب مین | کیا جانی کیا کہا ہے ترے رحمت کے باب مین

رہتی ہین کیون حسینونکے عشاق منتظر | کم ہین عنایتین کہ یہ آتی ہین خواب مین

اپنونکی یون رجوع ہی انسی دمِ کشش | کھنچنی سی بو پھر آتی ہی جیسی گلاب مین

مضمون تپے کے دیکھکے قاصد سے یہ کہا | کہنا ہم آپ آتے ہین خط کے جواب مین

کیون آئین جوش می سے نہ شیشونکو ہچکیان | بیٹھے ہین مست دیر سے یادِ شراب مین

کیا ہوگا آکے پاک جو کردیگی محتسب — کچہہ فرق پڑ گیا ہے خمانگے حساب مین

قاصد کے انتظار مین آخر ہوا یہ تنگ — لکھنے لگا مین آپ خط اپنی جواب مین

سپر کیے آپ سونگھ رہا ہون مین اپنی بُو — بازو پہ وہ سر رکھکی جو لیٹی تھی خواب مین

تربت مین جو سوال کرینگے ہون ہو چکین — الجھن سہی ہے طبیعت چلا منکر جواب مین

محبوب کس گناہ سی یا رب ہے عان اسقدر — رحمت کو دیکھتا ہون تو ہی اضطراب مین

کھائے کمر نہ جھونک جو کہیں تو روک لون — بل کھا رہی ہے زلف سے پیچ و تاب مین

تشریف آوری کی بس آس ہے تو ہے امید — کچھ آج کل سہی فرق ہے سا اضطراب مین

قاصد بھیجنا ہے یہ ہی بات کا نباہ — ہمزہ لکھا نہ وصل کا سارے جواب مین

مستونکی بزم گرم ہوئی میکدہ مین جب — شیشے ترق ترق گئی جو شراب مین

پور املا ہی سہم کسی باغِ دہر مین — بو تک تو منقسم ہے دماغ و گلاب مین

وہ دن خدا دکھائی کہ قاصد دے یہ خبر — لیجیے وہ آپ آتے ہین خط کی جواب مین

جب کچھ کھلا نہ حال طلسماتِ دہر کا
موجین کلید بنگئین قفلِ حباب مین

مضمون تیرے لکھکے مجھے خوب بن پڑی
غصہ نکالنے وہ خود آئے جواب مین

غش کے بہانے نے مجھے مارا ہے وصل مین
جی جاؤن گر زبان ہلا دین جواب مین

رکھے رہین نہ ہات وہ چہرے پہ کسطرح
عادت ہی پیار کی کسی خانہ خراب مین

دنیائے منقلب کا مین قائل ہون کسطرح
سیدھا ہوا افلاک نہ کسی انقلاب مین

مستی نکلے دلکو سینہ مین کیونکر نہو تکان
طاقون پہ شیشی ہلگئی ہے جوشِ شراب مین

کہتی ہین میری لاش سے بچپن تو دیکھئے
کیا ہوگا گر زبان ہلیگی جواب مین

آنکھین تھین خوب جیز مگر صاحبانِ عشق
اشکون کی لڑ لگا گئی چشمِ پر آب مین

تا حشر اہلِ قبر نے منھ سے نہ بات کی
اتنا مزا ملا تھا سوال و جواب مین

آبھی چکین لحد مین مری منکر نکیر
مین ایک ہون وہ دو ہین سوال و جواب مین

بیخوف اسلئے مین چلا ہون سوئے جحیم
رحمت نہ تیری دیکھ سکیگی عذاب مین

بیدرد اونسی کون ہی بڑھکر جو کہین
بلبل کے خون کی چھینٹ نہین ہی گلاب مین

اللہ ری شرم آئی جو تصویر بھی مری
آنکھوں پہ ہاتھ رکھدیئے فرطِ حجاب مین

کشتہ ہوئی ہی کوئی تو ایسی ہی آرزو
آنسو تڑپتی آتی ہین چشمِ پُر آب مین

بوسہ کسی نی چھینکی لیا جب تو یہ کہا
عادت ہے یہ فقط اوسی خانہ خراب مین

شاخین بلائین لیتی ہین جھک جھک کے بار بار
عالم ہے کسکی نیند کا سبزے کے خواب مین

کیونکر سنبھل سنبھل کے نہ گویا ہون قبر مین
ہوتا ہے کسکا ذکر سوال و جواب مین

برہم تو میری دیکھکے ہین آفت رکے چھپنا
آنکھوں پہ اپنی ہاتھ رکھی ہین حجاب مین

اوٹھی وہ یون کہ مڑکے بھی دیکھا نہ میری سمت
کیا جانے مین نے کہدیا کیا اضطراب مین

رو رو کے فرطِ شرم سی آنکھین سوجائی ہین
اک بد نظر نے دیکھ لیا ہی جو خواب مین

خانہ نشینیون کی منافی نہین ہی سیر
عزلت گزین نکلگی ہی بو بھی گلاب مین

دیوانہ وار پھرتی ہے غوّاص بحر مین
کشتی صدف کی بیٹھ گئی ہی جو آب مین

سوتی مین بھی خیال جو رہتا ہے آپکا — آنکھین مری کُھلی ہوئی رہتی ہین خواب مین

تڑپون مین قیمت و نزع نکیون لیکی ہچکیان — گھٹ گھٹ کے رو رہے ہین وہ مجھے حجاب مین

راضی ہوئین دیکھ میرا اثر نپا جسم مین — رحمت تری جو دیکھ سکے اضطراب مین

ہی صبح شام وصل و بیٹھی ہین اسطرح — نیچی نگہ ہے فرق جھکا ہی حجاب مین

قاصد نے بیچنا ہی یہ ہیت ہے یہ عذرِ وصل — سب حرفِ مفردات لکھی ہین جواب مین

رحمت ہے گر نہ مے کو تعلق ہو واعظو — بارش بنی نہ لفظِ شراب انقلاب مین

بخشے گئی جو لوگ تو بولا مین پُرگناہ — پروردگار حکم ہے کیا میرے باب مین

مٹی چلو کسیکو اگر دی تو کیا ہوا — تم بھی شریک ہوگئے کارِ ثواب مین

قاصد کے ٹالنے کا او نہین بسکہ ہی خیال — خط لکھکے رکھدیئی ہین بہت سے جواب مین

عالم مین کوئی ورد سی خالی نہین کہین — ہی منتشر جو درد مرا اضطراب مین

بے قصد گھومے جاتے ہین اللہ ری نازکی — بل کھا رہی لقت جو اک پیچ و تاب مین

لکھتی نہ مجھکو سخت نہوتی نمود خط
بھیجا خدا نی خط مرے بدلے جواب مین

رحمت کو اضطراب ہی نالان ہین اہل حشر
یون سر کو خم کیی مین کھڑا ہون حجاب مین

شیشی بھی کیون نہ جام پہ اب قہقہی کرین
رہتی نہین ہی پنبہ دہانی جواب مین

مستونکی یاد کرنیسے جب آئین ہچکیان
شیشے اوبل اوبل گئی جوش شراب مین

کیون گردش جہان نہین مست مضطرب
شیشی بھی غوطے الٹتی ہین انقلاب مین

جب سے پیون تو کیون نہو زخم جگر رفو
سوزن ہی میرے زخم کا کانٹا شراب مین

مستون نے میکدہ مین جو پھینکی کلاہ سر
شیشونکی ڈانٹ اڑ گئی جوش شراب مین

کہتے ہین پھر کے دانہ تسبیح وقت ذکر
کچھ ہوش نہ نکلے ہاتھ سی دل انقلاب مین

دعوی مین فسرق آیگا فرمائینگے حضور
کچھ پوچھئے نہ مجھسے جو دیکھا ہی خواب مین

قطع امید عفو نہ ہوگی ای کریم
مجرم جو کچھ کہون تری رحمت کے باب مین

عارض کے پاس لائے جو سونگھنے کو بو
ساری چمن کی بو سمٹ آئی گلاب مین

غزل ۵۴	مجمع ہی اک خدائی کا ماہر کے دفن مین تم بھی چلو شریک ہو کارِ ثواب مین	شعر ۵۷

پرتوِ حسن ہو عاشق مین بھی تو دور نہین	روی پروانہ پہ کس شمع کا کچھ نور نہین
بصر آنکھون مین نہین نورِ سرِ طور نہین	کون شی ہو مریجان پاس نہین دور نہین
کیون مصوّر کی طلب ہے جو وہ مغرور نہین	آپ اپنی سے ہی کہنچ جاینٔن تو کچھ دور نہین
عذر بیکار کے ہین قبر تو کچھ دور نہین	لاش اوٹھانا ہی مریجان تمہین منظور نہین
جلوہ اونکا سا ہی تا بندگیِ نور نہین	آپ اپنے پہ گرے برق تو کچھ دور نہین
جذبۂ دل وان ہی موثر ہو یہ مقدور نہین	نازکی ہی تو مری قبر بڑی دور نہین
قطعِ رہ مین مین دمِ ضعف بہی معذور نہین	گر کے رہجا ہے کہین سایہ کا دستور نہین
می پری کب ہے گر افشردۂ انگور نہین	اتنی آنکھین نہین رسیلی ہون تو پھر حور نہین
کسکا دل سوزِ غمِ دوست سے رنجور نہین	شمع جلتی ہی تو ٹھنڈا دلِ کافور نہین

اتنی جانین پی مئی لون مجھی منظور نہین
خون دل لونگا ہے یہ افسردہ انگور نہین

وصل کی صبح کا یہ قول ہو تو دور نہین
باتون باتون مین نہ اوڑ جاؤن تو کافور نہین

سچ ہی گم کر کے مری دل کو نکیون ہو غافل
کھونا معمول تھا اور ڈھونڈھنا دستور نہین

لاکھ کوئی کہی پتلی کی ادائین ہین گواہ
نشہ آنکھون مین جوانی کا ہی مخمور نہین

چلتی تلوار ونمین چار ابرو ونکی تھمتا ہے
مرد میدان کہو آئینہ کو گر سور نہین

کیا وہ نادان ہین حیا کرکے صفت اک کہوئین
آنکھین اولٹی ہوئی نیچی ہون تو مغرور نہین

جور گردون ستم دہر گوارا یہ سب
ناز یارون کے اوٹھانا مجھی منظور نہین

سرمگین اشک نے ڈالا ہی غضب کا لنگر
نیچی آنکھین ہین اب اولٹی ہوئی تو دور نہین

محتسب کو نکرین مست عبث بھی بدنام
کونسا شیشہ ہے نشہ مین جو خود چور نہین

دیکھیے اسکو سمجھ بوجھ کے دیجیے گا فشار
دل پر آبلہ ہے خوشہ انگور نہین

درد خود اوٹھکی اوٹھاتا ہے مری ہیت کو
بار احباب جو ہونا مجھے منظور نہین

منہ ہی پاؤنکی نہ چھوٹ جائیگی چلیئے دوگام | آپ بھی پاس ہین تربت بھی مری دور نہین

دیکھکر ساقیونکا بخل یہ مین کہتا ہون | شیشۂ مے ہی یہ کچھ دانۂ انگور نہین

گرتے پڑتے صفتِ عکس ہین آجاو کبھی | قبر بھی کاغذِ تصویر ہے کچھ دور نہین

آپ اپنے ہی سے لپٹو ہمین کیونکر شبِ ہجر | آنکھ سے دور ہے دل سے تو مرے دور نہین

کوئی ہے دل مین مرے آگ لگانے والا | آپ سے آپ جلی شمع یہ دستور نہین

نازکی نے وہی کی اک حرکت گر پڑے | عکس رہ جائے اب آئینہ مین تو دور نہین

جس سے دن وصل کا بنجائے ہے ہجر کی شب | سحر وہ نرگسِ جادو کو بھی منظور نہین

کیا فواکہ مین مزا درد کی لذت نہین گر | کیا وہ انگور کہ جو زخم کے انگور نہین

دیکھکر سلکِ گہر کیون نہو تسکین مجکو | کونسا قلب ہے جس قلب مین ناسور نہین

نامرادونکی مراد آئی تو کیونکر شبِ وصل | نعش بھی نزدیک ہی اور نیند بھی دور کچھ نہین

پتلیان گردش سے یہ قصہ کہتی ہین | آنکھ مین حسن ہے بھر گیا ہے جو مخمور نہین

بادہ نوشی سے بھرون زخم جگر مین کیونکر
خود ہی ناسور سے خالی دلِ انگور نہین

لاشِ مفلس سے کہتی ہی ہوائے عالم
بوئے کافور تو موجود ہی کافور نہین

درد کہتا ہے کہ تڑپا کے تجھے مین چھوڑونگا
مین یہ کہتا ہون کہ کروٹ بھی تو منظور نہین

کوئی خوددار مصور سے کھنچا بیٹھا ہے
اب کاغذ پہ گری عکس تو کچھ دور نہین

اونکی تصویر کو یہ چھیڑ کے کہتا ہی قلم
بیٹھنا چین سے بیچین کا دستور نہین

پاؤن یار دجو زمین پر نکل آئے پانی
ہم تو ہین قبر مین اور قبر بھی کچھ دور نہین

اگر خطا ہو گئی ہو کوئی تو بخشو اسکو
نازپروردۂ غم ہے دلِ رنجور نہین

لن ترانی ہی ہی کچھ دیکھنے والونکی لئی
ارنی گو نہین جب طور نہین نور نہین

چپکی چپکی بھی جلا عود تو یہ بو چھوٹی
دل ہوا خاک یہ کسطرح کہ مشہور نہین

یون تو کچھ نام کو سینے مین ہے لیکن ہی ہجر
کھوئے بیٹھا ہون جسے وہ دلِ رنجور نہین

رحم دل ہتی مین مفلس کو اوٹھائینگی ضرور
لاش محلی ہی کہ اوٹھنا مجھے منظور نہین

اونہی تصویر کا کیون رنگ نہ رہ رہ کے اوڑے
کہ نکلے بیٹھین کہین بیچ یہ دستور نہین

استخوانونکو مری پھینک کے کہتی ہی لحد
ایسے نا اہل کا رکھنا مجھے منظور نہین

ہم شہ کہتے تھے کہ دل لیکے کر رُگئے ہم بیعے
کھو دیا یون کہ نشان دل رنجور نہین

برق بنی ہی مرے ضعف مین سب تو وہین خوش
ورنہ دشمن کو بھی گر نامرا منظور نہین

ہر جگہ ڈھونڈھ چکا دلکو مین اب تم تو اوٹھو
زیر زانو ہی نکل آئے تو کچھ دور نہین

ضعف سے ہے دن ہم تن صورت تصویر ضعیف
رنگ کے ساتھ جو اوڑ جاؤن تو کچھ دور نہین

ناز برداریونکا بوجھ وہ کہار ہا کیا
یہ کہہ لاش اوٹھانا تمہین منظور نہین

کثرت جرم سے نظر و نہین ہی صورت میری
منہ کفن سی جو نہ چھپا ہون تو دستور نہین

مجکو تصویر جو بھیجی تو یہ ہین بولی ڈرا
وصل تو نا ق تھا اب ہجر بھی منظور نہین

جسکی تصویر مرا بس ہاسے کہہ دو نے
آپ ہی اپنی سی تم دور رہو ہم دور نہین

زخم مین گر کمین گھتی ہوئی تھی دیکھی
مین پکارا کہ مری قلب مین ناسور نہین

دیکھیئے اب گل بازی ہو یہ دل یا کیا ہو
پھیر لینا نت مجھے رکھنا او نہین منظور نہین

لوگ غیرونکی اپنی رودین تو خوش ہین ان او نشے
اپنی بھی چال پہ مین رو رون تو منظور نہین

عام ہوتی ہی خبر خلق مین جو مرتا ہے
مر گیا دل مرا کسطرح کہ مشہور نہین

غزل ۵۵

لیگئے خاک مین قارون کو فلوس یا ہی
یہ بھی مضمون ہو جو ماہر کا تو کچھ دور نہین

شعر ۲۲

نظر کی بسکہ جھک جھک کے خم آیا پشت ابرو مین
تماشا کس غضب کا تھا طلسم چشم جادو مین

یہ تڑپی ہین جب آئے ہین تیر وحشی کی قابو مین
کہ سم پھٹ پھٹ گئے ہین لب پہ شاخ آہو مین

نتھا اتنا سلیقہ مردمک کو ظلم کی خو مین
ستمگر کوئی تماشا ہی طلسم چشم جادو مین

اشارونکا اثر پہونچا ہو دنکی جیب اک مو مین
چلی تو بھی نہ اک جنبش شمشیر ابرو مین

سمجھکر دیکھیئے شانہ زر از لف سیہ مو مین
دکھا دل بھی کوئی الجھا ہوا ہے موی گیسو مین

کوئی تو سر چڑھا دل تڑپ زلف سیہ مو مین
کہ شانہ خندہ دندان نما کرتا ہے گیسو مین

بسایا تھا جسے وصل نے اونکی بوئی گیسو مین
وہی تکیہ ہی سینہ پر وہی تکیہ ہی پہلو مین

خوشی ہو عیش سے سیج تو فلک اب کس جگہ ٹھہرین
ادہر دل بیٹھتا ہے درد ہوہو کر اٹھتا ہے پہلو مین

دل جانباز کو کیونکر نہ اب شوق شہادت ہو
نہین ہین پسلیان تیغین کھنچی ہین دونو پہلو مین

تمہاری مردمک کی گردشون سے ہے نمایان پیدا
پری کوئی ٹہلتی ہی طلسم چشم جادو مین

نکالین گر تکلف سے نہ وہ سرمے کا دنبالہ
نیا اک پیلپہ کیونکر بنے شمشیر ابرو مین

نہین ہے مردمک دیکھی جو ہین آئینہ مین سیرین
وہ خود جا بیٹھتے ہین اپنی طلسم چشم جادو مین

وہی نکلی ہین بنکر اشکہائی سرمہ آلودہ
بکھری تھی کہ گو بنکر موتی جو اونکی چشم جادو مین

ہر اک زخم نہان دامن کو منہ پر رکھکے روتا ہے
پڑی ہی لاش لاعین سے میرے جگر کی دل کے پہلو مین

تری مژگان نے کچھ ڈہلکا کی اشک سرمہ آلودہ
لگایا قفل ہی طرفہ طلسم چشم جادو مین

سنا ہے منہ آئینہ مین بیٹھکر دیکھینگے وہ سیرین
تماشا پتلیون کا ہی طلسم چشم جادو مین

نگاہ مردمک تک اونکی جانا دیکھکر اے دل
ظفر تکیہ لئے بیٹھا ہی کوئی چشم جادو مین

خدا ہی رکھے اس لالے سے دیکھیے اس پیٹ مین کیا ہو ... اولجھتا ہی یہان دل وہان گرہ پڑتی ہی گیسو مین
یہان مقصد اوٹھکر ہاتھ دلگیر ہمیں سے آتا ہے ... وہان چلنے مین رکتا ہے جو شانہ اونکی گیسو مین
معاذ اللہ اب مین کسطرح زلفین چھوون اونکی ... بلائین شانہ لیتا ہے تو بل پڑ پڑ گئے گیسو مین
ذرا دیکھے کوئی اس ضد کو دیدے کی صفائی کو ... لگاتا ہو مگن جب سرمہ بہا دیتی ہین آنسو مین

غزل ٥٦ — شعر ٢

خدا بخشے کہا اور دل کا اپنے خاتمہ سمجھا
لہو سا کچھ نظر آیا جو باہر مجھکو آنسو مین

کی نظر بازی سبب وصلت کی راہین ملگئین ... ملگئے دل بہی جو دم بھر کو نگاہین ملگئین
تیری نظارہ مین عالم کی نگاہین ملگئین ... یون الگ تھین جا سب منزل پہ راہین ملگئین

غزل ٥٧ — ولہ — شعر ١٧

جنبش ہی عرش رشک سے آہ مین ... سچ ہی بڑا اثر ہی یتیمون کی آہ مین
بیکل ہے جان دل جو ہی راہ گناہ مین ... مضطر ہی نا خدا بھی جہاز تباہ مین

کیونکر پھرا دن آنکھ محبت کی راہ مین
برچھی گڑی ہی اونکی نظر کی نگاہ مین

آتا ہے محو ناز کوئی سیر گاہ مین
آنکھین بچھاے ہین نقش قدم کیون نہ راہ مین

اُف رے تباہیان مری الفت مین چاہ مین
صورت جو دل کی تھی وہی ہی دُود آہ مین

کہدو مسافرون سے نہ آئے کوئی ادہر
رہزن بھی لٹ چکی ہین محبت کی راہ مین

کافی ہی مجکو ضعف ہی قطع طریق کو
اوٹھتے ہین پاؤن گرد کے اوٹھنے سے راہ مین

ہیکن مجھ غریب کی سے لے آگے جو جسم
پھیلا کے پاؤن سوتے ہین جادی بھی راہ مین

دیکھو نگاہ خلق سے ٹیڑھی نہو نیمہ و
دنیا اولٹ ہی جائیگی ترچھی نگاہ مین

کیون جان بھی بدن سے نکلتی نہ حسن سے
پامال مین ہوا تھا حسینونکی راہ مین

پلکین بلائین لیتی ہین کس چاہ پیار سے
صورت وہ پھر رہی ہی جو میری نگاہ مین

سیراب آبلون سے نہ کسطرح مین کرون
جادے زبان خشک دکھاتی ہین راہ مین

آئینہ دیکھنے سی ہو خود بھی سبزہ رنگ
زہر اسقدر بھرا تھا بتونکی نگاہ مین

گر حسن ہو تو آئین خریدار غیب سے	یوسف کو ایک رات بھی گذرے نہ چاہ مین
ہر روز سر فراز تو کرنا محال ہے	اوسکو بھی کہیں عذر جو ہو گاہ گاہ مین
تھکتے ہین جب قریب وطن جا کے ناتوان	آتی ہی بو دیار کی لینے کو راہ مین

غزل ۵۸	ماہر وہ تیرہ بخت نہین خوش نصیب ہی سرمہ نظر سی جسکی ہی چشم سیاہ مین	شعر ۱۵

تاثیر درد ہجر ہے پچھلا پہر نہین	دلکی مری چمک ہی طلوع سحر نہین
کتنی شب فراق کٹی ہی خبر نہین	بگڑی ہوئی گھڑی ہی فلک کی مگر نہین
وہ ناز کی نہین کہ جو غفلت اثر نہین	کیا ہوش مین وہ آئین کہ اذن کمر نہین
جوہر کا وصف جسمین نہین نیشتر نہین	کسکی زبان پہ قصۂ درد جگر نہین
تاثیر اشک شور ہے پچھلا پہر نہین	کچھ رنگ شب گیا ہے بیاض سحر نہین
بیدار دو آنکھین کھول کے دیکھین تو کچھ کھلے	قسمت ہی گم جدا ابھی جہاز تباہ مین

آکر سیاہ خانہ مین میرے ذرا نہ کون
شب کا بھی رنگ اوڑا ہے طلوع سحر نہین

معشوق مین کمی کسی شی کی محال ہے
کیا جھمک کے زلف دکھتی ہی گر کمر نہین

اُف ری درازیان کہ جوانی گذار کے
آئی ہی شام ہجر کی پیری سحر نہین

ہون شکل مرغ قبلہ نما قید بی جہان
ٹکراؤن کیون نہ سر کہ مری گھر مین در نہین

زلفین بنا نکے دوش پہ کیون پھر ہٹا نکا مین
جس سی تھمی یہ جھونک وہ نازک کمر نہین

دنیا طلسم حسن حسینان دہر کا
گردش ہی چشم مست کی شام و سحر نہین

ہی کم مراک آئینہ کسکا نہین گذر
مسدود ہی نہین ہی اگہ باز و در نہین

نادم وہ اگر [illegible]

غ

آئینہ دیکھتی ہی ہو خود بھی سنورِ رہنے [illegible]

بچپن کی ہی جو چال ردا پر نظر نہین ۔ کسکی خبر او نہین ہو جب اپنی خبر نہین

سمجھا نکوئی دہر مین برق و شرر نہین ۔ سچ ہے تڑپتے دلکی کسیکو خبر نہین

پھیلائے پاؤن سوتے ہین تکیہ پہ سر نہین ۔ کیا کر رہی ہی کسکی نظر کچھ خبر نہین

سینہ کھلا ہوا ہے ردا پر نظر نہین ۔ کیا جانے دل پہ کسکی ہین جنکی خبر نہین

سانس اولٹی پاؤن پھرتی ہے تابِ نظر نہین ۔ کیا ہے جو غیر حالتِ قلب و جگر نہین

وہان اپنی اپنی کام مین کسکی نظر نہین ۔ وہ سو رہی ہین یون کہ کچھ اپنی خبر نہین

اپنی تو ہی یہ رائی تمہاری خبر نہین ۔ انگڑائیون مین جو نہ کھنچی وہ جگر نہین

آنکھون مین پھر رہے ہو جو دل مین گذر نہین ۔ کس سمت ہو کہان ہو کدھر ہو کدھر نہین

مژگان پہ اشکِ چشم بھی ہین لختِ دل بھی ہین ۔ اک از نصیب ہم ہین کہ زانو پہ سر نہین

تصویر کو بھی اہلِ دل دیکھتے نہین ۔ کتنا کھنچے ہین خلق ہی اتنی خبر نہین

کہتے ہین یہ روندے ہوئے دل شامِ ہجر کے ۔ نیلی ہی چاند نی ... قد نہین

... تر مین رنگ دوڑا ہی طلوع سحر نہین

مژگان کی صف مین دل ہی لڑائی ہی حسن سے
افسر ملا ہوا ہے امید ظفر نہین

جلتا ہے خود اگر کا بھی دل میرے حال پر
کھولے ہے بال قبر پہ کوئی چنور نہین

جاگے ہوؤنکی چشم کا ہی عکس چرخ پر
آنکھین جھپکتے ہی ہین نجوم سحر نہین

پلکونکی بھی بلا وہ آتی نہین کبھی
جس نیند کا حضور کی آنکھونمین گھر نہین

تصویر کھینچ رہی ہی نزاکت مین ہین
کھنچکر چلے کہانسے کہان کچھ خبر نہین

کیون نیند بند کرنمین کرتی ہی اہتمام
وہ چشم نیم باز اگر باب شہر نہین

کرتا ہون چین پا کے جو آنکھونکو بند مین
کہتی ہے موت اب تو وہ درد جگر نہین

کیونکر تڑپ تڑپ کے نہ رہجاؤن ہجر مین
جسکو مین ڈھونڈھتا ہون وہ درد جگر نہین

کی وحشی بھی نہ آکے عیادت مری کبھی
کیا نیند کو بھی میرے مرض کی خبر نہین

کاندھا بدلتی آتی ہین آنسو بھی سوئے چشم
جاتی ہی لاش قبر مین لخت جگر نہین

مثل حباب شیشہ ہون کبھی تو روؤن لب
آنسو بھرے ہوئے ہین مگر چشم تر نہین

حرفون مین بھی نشان ہے کیون نیز شگاف کا — زخم زبان کلک ہے زخم جگر نہین

کیون بیچ مین نہ بیٹھکے دونون کے رو دو نین — وہ لا شین دونون سمت ہین قلب و جگر نہین

عکس میان آئنہ کیون سبزہ رنگ ہی — گر زہر کا تمھاری نگہ مین اثر نہین

معدوم ہی دہن کی تو خیر ایک بات تھی — کس پر کمر کھڑی ہین ہات رکھے گر کمر نہین

ہی آج مجھسی اوصف مژگان سی سامنا — انجام کیا ہو دیکھیے دل بھی ادھر نہین

کیا کس سی پوچھون ایک سفر ہی عدم کو گ — سب جاتے ہین کیکو کسیکی خبر نہین

لب بند کیون کیی ہون گلہ کیون نہین مجھے — کچھ میٹھے میٹھے درد مین لذت اگر نہین

دل جسکی جسکی چاہ مین دیتا ہے ہچکیان — یون دم نکل رہا ہی کہ مجھکو خبر نہین

کچھ حال تب چھپا ہی تو ہین لب پہ زخم کیا — پہنچی نگہ جو کہتی ہے اوسکی خبر نہین

کیون ہو گئی ہین تن سی نکل آئی ہین مر کے — ٹوٹی ہوئی رگو نین اگر نیشتر نہین

کیون سانس چڑھتی ہی عرق آیا ہی کیسلی — بھاری جو رات آپکی بیمار پر نہین

جراح بھی چھوے تو مین کیونکر تڑپ نجاؤن
اونکی امانتین ہین یہ زخم جگر نہین

آئی ہی ڈھونڈھتی ہوئی اٹری اٹک اونکی زلف
سچ کہتی ہین کہ جسم مین اونکی کمر نہین

صیاد چھٹتی چھٹتی چھٹینگی وہ عادتین
کے دن ابھی ہوے کہ مرے بال و پر نہین

وہ محو خواب ناز ہین نکلا ہی آفتاب
دکھلا رہا ہے آئنہ گردون سحر نہین

اچھا نہ آئے تھے تو سمجھتے ہی میری قدر
کیا آپ مین ہی آنیکو اذن کمر نہین

نازک رگین تڑپ ہی ہین برق کیطرح
تعویذ کا تو آپکے بازو پہ سر نہین

سچ ہی کہ سب ہین صاحب خانہ کے دم تلک
گر دل نہین تو جان نہین ہی جگر نہین

کچھ ایسا پڑگیا ہے محبت مین تفرقہ
دلکی ہمین تو دلکو ہماری خبر نہین

کچھ حسن اتفاق سے یون لگ گئی ہی آنکھ
آئینہ منھ پہ منھ کو رکھے ہے خبر نہین

سنکر صدا گدا کی نرکھ ہاتھ کان پر
سو در کھلے ہین باز اگر ایک در نہین

زلفین دبانے آئی ہین کیون اتنی دور سے
گر دشمنون کو آپکے درد کمر نہین

سوز و گداز شمع مین گر کچھ بھی ہی اثر
کافور کا بھی خلق مین ٹھنڈا جگر نہین

تھمتی نہین نظر دل مضطر پہ کیون حضور
پارہ نہین ہے برق نہین ہی شرر نہین

وہ اور کسیکی سامنی سر شرم سی جھکائین
ہی کل کا ہے یہ بوجھ کہ اونچی نظر نہین

اینٹھی ہین ہاتھ پاؤن تشنج کا حال ہی
تعویذ کا جو آپ کے بازو پہ سر نہین

کیون نیم باز رہگئی ہین خواب ناز مین
آنکھون مین میری نیند کا بھی گر گذر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین گھرتے ہین منھ کی بل
اس نازنین پہ خچہ داونکی نظر نہین

آنکھین اولٹگئی ہین جوانی کے نشہ مین
ای شرم یہ سبب ہے کہ نیچی نظر نہین

اعضا چلے جو کھنچکے تو بولا مین نزع مین
جاتے ہو تم کہان ابھی میرا سفر نہین

کیون چنٹین پڑی ہین دوپٹے مین آپکے
ملی دل کے بیچکے پت نگہ کی اگر نہین

دوڑی ہی ہتوا ادہر ادہر سے چلی ہین فوج
سچ ہے کہ دلکی آہ مین کیونکر اثر نہین

کیون آگئی روشنی مین نکلی پرن سے دم
اتنی ہی گو چمک نہین درد جگر نہین

معشوق بیحجاب کو آڑا تنی ہی بہت
یہ شمع کے ہین اوٹ پتنگو نکے پر نہین

بیدردیون سے پہنچتی ہو کیون اوتار کے
ہیکل کی تختیان ہین یہ لخت جگر نہین

شکنین مٹی ہوئی ہین ڈوپٹہ مین کیون وہان
کھنچتی ہوئی رگو نمین مری گر اثر نہین

اک آئینہ مین عکس ہی اک چشم صاف مین
حیران بیٹھی ہین کیے کدھر ہین کدھر نہین

اپنی چھپر کھٹ کو دلکی غریبی کو دیکھیے
دعوہ بھیر اوسپہ کہ مین بیداد گر نہین

ایڑی کی نیچی لاتی ہین چلنی مین کس لیئ
گر ہو نمین آنچلو نکی جو لخت جگر نہین

تربت پہ بھی سکوت شب وصل یاد ہے
اب تم پکارتے ہو ہمین کچھ خبر نہین

آئینہ لیکے ہاتھ مین غیرو نپہ طعن ہے
خود گر پڑی جو حسن پہ اوسکی خبر نہین

نازک جو تجھے قلم کے اشارے مین کھنچ گئے
تصویر کا تو نام ہے اپنی خبر نہین

لڑ بھڑ کے کس سے سوتی ہین کس سے بگاڑ ہی
کون اونکی لے رہا ہے بلائین خبر نہین

مجھ بگڑے دل کی ہو گئی جب سے ہین نام ہے
بن بن گئے لٹنے کی کسیکو خبر نہین

دل سے لگے کے جھوٹ موٹ کا سونا جو سوتے ہین
یون مسکرا رہے ہین کہ جیسے خبر نہین

ایسے بھی اب نہین کہ سنین نزع اور آہین
کچھ دل پکارتا ہے کہ اونکو خبر نہین

غزل ٦	کٹنا شب فراق کا ماہر محال ہے کچھ کھیت چاندنی نے کیا ہی سحر نہین	شعر ٢٥

غضب ہے سبزۂ رخ کہکی سب اوسکو ہٹاتے ہین
نگاہونکی جو پڑتے نشان کچھ پائے جاتے ہین

کوئی اونسی کہی جو ساتھ پھر دفن جاتے ہین
مبارک ہو زمین عشق ہوتی ہے عاشق بیٹھتے ہین

عبث کیون ہستے ہو مجکو بار احسان دباتے ہین
جو خود اوٹھی جہان اونسی اوسکا لاشہ کیون اوٹھاتے ہین

ہزارون حسن سے آپ اوسکی جامے مین سماتے ہین
اوسی بالیدگی بھی آئینہ مین بال آتے ہین

نہین حاجت اونہین کچھ شمع کی جو دل جلاتے ہین
خود اپنی روشنی ہین تا عدم پروانے جاتے ہین

نزاکت اون تبونکی کیا مصور آزماتے ہین
قلم کے اک اشارے مین جو کاغذ تک کھنچ آتے ہین

بشریت کو بھی تا نست رسن اپنی سجاتے ہین
بگڑ جاتی ہی جب صورت ہم آئینہ دکھاتے ہین

وفا پر پروانونکی دیکھو عبث کب لپٹی جاتے ہین
سیاہی صبح والی شمع کے منھ کی چھڑاتے ہین

دہن مین وہ زبان دیتی ہے جب یہ پاس آتے ہین
نجانے کیا پتنگے شمع سی باتین بناتے ہین

قیامت ہے غضب ہے بیٹھے آنچل سی مٹاتے ہین
نشان آئینہ مین کسکی نفس کے پائے جاتے ہین

رہین آباد و شاد ان حرم جو شمعو نپہ کھاتے ہین
وہی ٹھنڈا ابھی کر دیتی ہین آخر جو جلاتے ہین

نہین معلوم جلنی مین وفا کیسی دکھاتے ہین
زبان شمع پر کچھ نام پروانونکی آتے ہین

جلانیوالے تو تم ہی تھے ذکر اونکا جانیدو
دل اونکی موم کب ہین شمع روشن جو بجھاتے ہین

نزاکت اونکی کام آتی ہے ہر مثل آئینہ
ذرا ہی جنبش ہوتی ہے وہ دلمین در آتے ہین

لگا ہونٹونکو بچا کر شمع بھی لے لیتی ہے بوسہ
پتنگے جب جلنے مین کچھ منھ یون کو ملاتے ہین

ہماری اضطراب دل کی اب حالت یہ پہونچی ہے
نہین جمتی ہزار اپنی قدم آنسو جماتے ہین

رگین کیونکر نہ مثل موئے آئینہ مری ابھرین
کہ جو ہر سے لگر دل ٹوٹے ہوئے نشتر دکھاتے ہین

مثال عکس آئینہ تمہاری ساتھ ہم بھی ہین
چلو تم جاتے ہو تو گھر سے ہم بھی نکلی جاتے ہین

ہماری ناتوانی کام آتی ہی تو منزل مین
غبار دشت اوٹھا وٹھکر قدم اپنی اوٹھاتے ہین

برنگ بوے غنچہ کیون نقاہت مین نہ ہوش اوڑتے
نسیم صبح کی جھونکے مری دلکو ہلاتے ہین

ذرا آنسو مژہ سے پونچھتے ہین کچھ تسکین ہوتی ہے
تڑپکر جیب تنگی شمع کے دلکو ہلاتے ہین

قیامت ہے کہ جب آنکھین نظر آتی ہی دیر اونکو
زمین ہے چلنے مین کھنچتا ہوا دامن وہ اوٹھاتے ہین

گلہ ہو آبکی بیرخی کا نزع مین کیونکر
ہماری ہاتھ پاؤن جب ہمین سے اینٹھے جاتے ہین

ٹپک کر یہ صدا دیتے ہین اشک شمع کافوری
جلین دل اونکے جو ٹھنڈے کلیجے کو جلاتے ہین

غزل ۱۶۱

سلیقہ مثل ما ہم بات کرنیکا نہین جنکو
مثال عکس آئینہ وہ خالی لب ہلاتے ہین

شعر ۹

یہ حباب آکے سر آب خبر دیتے ہین
دم جو لیتی ہین زمانہ مین وہ سر دیتے ہین

سچ ہے سختی سے دنی خلق مین زر دیتے ہین
چوٹ جب کھاتی ہین تب سنگ شرر دیتے ہین

شمع کہتی ہی کہ پروانونکا احسان کیا ہے
جان لیتے ہین تو ہم خود بھی تو سر دیتے ہین

اونکو گلہای سپر جانکی منظور کرو
ہاتہ پر رکھکے تمہین نذر جو سر دیتے ہین

ہین بخیلان جہان بہی کوئی غنچہ شاید
ٹکڑے دل ہوتے ہین مٹھی سی جو زر دیتے ہین

زحم کیطرح کبھی ہنس کے کبھی رو دہو کر
ہم خوشی آپکا یہ کام بے کر دیتے ہین

وہ سلامت رہین یارب کہ اگر کیصورت
دفن جو مجکو مری خاک مین کر دیتے ہین

کوئی تو نکتہ ہے جانباز یو تمہین خاموشی
لوگ لکھ لیتے ہین جسوقت یہ سر دیتے ہین

غزل ٦۲ — شور شکو نکا مین کیونکر نہ ستون کے آماہنر — کچھ خبر دلکی مجھے دین تو تر دیتے ہین — شعر ۲۸

ہم اون گلون کا قفس مین خیال کرتے ہین
ہوائی ترہم سی جو منھ کو لال کرتے ہین

قدم کے نقش یہ کیون اپنا حال کرتے ہین
وہ ترتبین بہی تو ہین پائمال کرتے ہین

چھری کو روک کے بیجا ملال کرتے ہین
یہ معنی ذبح کے ہین یون حلال کرتے ہین

اونہین کے عشق مین ہم انتقال کرتے ہین
ہٹا ہٹا کے جو زلفین حلال کرتے ہین

نہ خوش ہون وہ کہ جو دید ہلال کرتے ہین
فلک کسیکو چھری سے حلال کرتے ہین

ہر اک سی رنج ہر اک سی ملال کرتے ہین
وہ اپنی شان کا کچھ بھی خیال کرتے ہین

عدم نہ منھ کو کہو تمسے ہلال کرتے ہین
کہانکی بات کہانکا خیال کرتے ہین

لباس خون کی چھینٹون سی لال کرتے ہین
حلال کر نہین آتا حلال کرتے ہین

کسی طریق سی بی سخن ہین وہ مشہور
زبان پان ہی کھا کھا کے لال کرتے ہین

اب آفتاب بھی پانی مین کیون نہ ڈوب مرے
وہ آج آئنہ مین دیکھ بھال کرتے ہین

بلائین لیتی ہی بار زلف چہرے کی
کچھ اس ادا سے وہ مجکو حلال کرتے ہین

کوی ڈرے ہوی لوگو نسی کہدے ذبح کے وقت
یہی جھپکتے ہے تو پھر کیون حلال کرتے ہین

قفس کی خیر منا مثلِ غنچہ اے صیاد
اسیرِ صحنِ چمن کا خیال کرتے ہین

یہ کیسی لوگ ہین یارب فرشتگانِ لحد
کہ جانکر ہمین بیجان سوال کرتے ہین

زبان انکی ہزارون دعائین دیتا ہے
کچھ اس ادا سے وہ دل پایمال کرتے ہین

ہماری ذبح مین منہ کا بھی پھیرنا تہا ضرور
جہانئین یون بہی کسیکو حلال کرتے ہین

فرشتگان لحد چھیڑنے سے کیا حاصل
جواب دو ہمین ہم بہی سوال کرتے ہین

کشیدہ کون ہو تیر افگنان عالم سے
کھنچی کمانکی یہ گوشمال کرتے ہین

خیال خاطرِ نازک تہا عفو ہو تقصیر
جگر کو تہام ہی اب عرض حال کرتے ہین

شرہ کی ہاتھ بہی کہتی ہین اوٹہکے اسکی طرف
فقیر اوسکے وہین سے سوال کرتے ہین

وہ لوگ بہی ہین جو ہین دورِ چشم کے کشتہ
تہری سی ہمکو تو ڈورے حلال کرتے ہین

کسے نہ تم نظر آئے پناہ موسی سے
کہ دیکھکر ارنی کا سوال کرتے ہین

جو شامت آتی ہی پہولونکی اونکی ہاتھونمین
وہی ہمارے کلیجے کا حال کرتے ہین

عوض جواب کے دیتے ہی تجکو بنتا ہے
ترے فقیر غضب کا سوال کرتے ہین

ہوئی ہی باغ کی پہولون سے جب کچھ چشمک
وہ جاگ جاگ کی آنکھونکو لال کرتے ہین

نہ جا صدا سے فقیرانِ آسیا خو بہ
یہ جتنا سیر ہون اوتنا سوال کرتے ہین

جناب موسی عمران پناہ دیدے سے — یہ عشق کی دید کا حضرت سوال کرتے ہین

غزل ۶۳	اونہین کے عشق مین ماہر کی جان جاتی ہے بچے ہوئے جو لہو سی حلال کرتے ہین	شعر ۴۴

جراح درد زخم سے روؤن یہ خو نہین — دل ہنس رہا ہے بخیۂ تار رفو نہین

اب کیون ترے گدا کا سفر شل بو نہین — حسرت نہین مراد نہین آرزو نہین

اب کیا کہون کسی سی کوئی آرزو نہین — حسرت ٹپک رہی ہی جگر کا لہو نہین

نا قدر درد غم کے نہو نیسے شاد ہین — مین یہ تڑپ رہا ہون کہ دل کیون لہو نہین

یون حبس دم کیے ہین قفس مین اسیر باغ — شاخونمین پھول اک نہین پھولونمین بو نہین

پروانونکو جلاکے دکھا شمع کا نہ دل — اب بھی کہو سفید جہان کا لہو نہین

سینہ پہ ہاتھ رکھکی کبھی پڑھ دو فاتحہ — میت ہے یہ بھی ایک مری آرزو نہین

دہبا لگا یا آپ مین کس احتیاط پر — اتنا بھی ہو نہ شوخ تو دل کا لہو نہین

آرام پاکے کہتے ہین دل سی مری دعا ہے
ناحق گلہ تھا ہمین بُری کوئی خو نہین

مستون بغیر بزم مین کیا دل لگی مرا
شیشہ نہین ہی جام نہین ہی سبو نہین

رُوٹھی جو دل مرا تو کوئی اُونسی یہ کہے
پھر کیون خفا کرو جو منانیکی خو نہین

کہتے ہین رنگ اوڑا کے حنائی کسیکے ہاتھ
جو چُلپو ون نہ روز گھٹے وہ لہو نہین

ذرہ ہے میری خاک کا دامن پہ جا پڑی
اے دوست میری اور کوئی آرزو نہین

شاید کہ مر گیا دلِ نالان مرا کہین
چپ چپ سی شہر مین ہے وہ غل کو بکو نہین

مجھتک تو عادتین تہین جگانیکی رات بھر
سونے نہ دے اونہین یہ مگر دلکی خو نہین

پر تو پڑا ہے دلکی چمک کا مرے ضرور
بجلی مین بے سبب یہ تڑپنے کی خو نہین

کمسن ہین گر نہ چال مین الجھین تو کیا کرین
گر نیکی عادتین ہین سنبھلنی کی خو نہین

اب کس امید پر مجھے ناوک لگائین وہ
رنگت پکارتی ہی کہ دل مین لہو نہین

کہتی ہے دل مین ڈال کے روزن مراد دل
اس در کی جز فقیر نہین آرزو نہین

دہارونکا زور دیکھ کے ناوک لگائیے
اولٹی پھرین نہ تیر تو دل کا لہو نہین

کہتا ہون تجھے مرد دیکھ کے حسرت زدونکو مین
سن رکھین سب کہ مجھکو کوئی آرزو نہین

دم ہو خفا تو ہجر مین دل بہی تنگ ہو
معشوق کب ہے جسمین بگڑنیکی خو نہین

کیون مست خونِ دلکو نہ سمجھین شراب سرخ
مے کی نہ چھینٹ ہو تو لہو بہی لہو نہین

کہتا ہے دل جلا کے مرے درد کا مزا
وہ دل نہین کباب کی کچھ جسمین بو نہین

دل ہی بساط ہو تو ڈرو اور ظلم سے
پھٹکی سا ہو جو خون وہ لہو کیا لہو نہین

ہستونکو کیون نہ درد ہو ٹوٹین جو ایسے دل
ہی کون جسمین شرکتِ خون سبو نہین

خنجر کا منہ بہی رنگ کے پردہ مین ہے نہان
دیکھو سمجھکے تم بہی تماشا لہو نہین

دل مین ہی سمجھکے وہ رہنے دین اپنے تیر
غیرونکی آرزو ہی مری آرزو نہین

ٹپکا نمین رنگ پا کے مکدر نہ اتنے ہو
جو خشک ہو گیا وہ لہو کیا لہو نہین

وہ تیر پر لگا رہے ہین تیر اسلیئے
کہتا ہے جوشِ خون کہ ابھی دل لہو نہین

دنیا مین اتنی عمر یہ ہی ای شفق یہ حال
مین بھی تو ایک ہون کچ مرادل لہو نہین

گر درد زخمِ دل کا سنو گے تو ہوگا کیا
چھوٹی سی منہ کی بات بڑی گفتگو نہین

ظلم ہوا گلو نپہ ہی بلبل اسیر ہے
کیا ہو رہا ہے اب خبرِ رنگ و بو نہین

تولیدِ خون کی مردہ دلی ہین عبث ہے فکر
جو دلکی جان تہا وہ لہو اب لہو نہین

ایسے غریب دلکو نہ چہاتی سی کیون لگاؤن
خصلت یہ نہین ضدونکی مچلنی کی خو نہین

جلاد روئینگے دلِ زخمی کے حال پر
باتین شکست بخیہ تارِ رفو نہین

زخمیِ دل سیئے ہوئے لب کی صدا سنین
ٹانکونکا ٹوٹنا ہے مری گفتگو نہین

جلاد جلتے خون کا ادنی یہ حال ہی
بجلی زمین پہ لوٹ رہی ہے لہو نہین

برعکس یون ہے عکس کے الٹی ہین کیا نصیب
آئینہ اونکے آگے ہے پھر روبرو نہین

تفریح اوس سے ہو یہ روائے جہان کو
غنچے کے دلمین بھی مری حسرت کی بو نہین

رنگت تو کہہ رہی ہی مرا طور ہی برا
ہمت پکارتی ہی ابھی دل لہو نہین

اتنا تو کھوئے دل کا نشان مجکو یاد ہی یہ کیا کہ میرے پاس تھین سو دلین حسرتین	غش کی سی عادتین ہین تڑپنے کی خو نہین اب اونکی پاس ہے تو کوئی آرزو نہین

غزل ۶۴	گُل دیکھی کیون خموش ہو ماہر شمع بزم پُھٹن جائے مُنھ کی بات تو کچھ گفتگو نہین	شعر ۳۴

مجھے اس شہر سی وہی جگہہ گردون نے گلشن مین
گرے بجلی تڑپکر گر سہلے تنکا نشیمن مین
رگِ جان مین سوزِ غم نہ کیونکر ہو مرے تن مین
گُلِ آتش ہو وہ بھی خس جو ہو شعلہ کے دامن مین
نہیب طبع کی تاثیر یون ہے شعر کے فن مین
عوض شیر دنکے جیسے بُو ہے شیر ونکے مسکن مین
قدم ڈالے نکیون دل ہر طریقِ صاحبِ فن مین

اسد جاتے ہین ہمیشہ کی طرح غیرون کے مسکن مین

کوئی دم دے رہی ہے تیغ دست ترک پرفن مین
رگون کو اپنی کچھ بھڑ کا ہوا پاتا ہون گردن مین

کوئی تو پوچھ دے یہ باغبان سے مجھکو گلشن مین
وہ کھٹکے آنکھ مین کیونکر جو تنکے تھے نشیمن مین

معاذ اللہ کیسی منتین بانکی لڑکین مین
غضب ہو جائے نیچا سر ہو پہنین طوق گردن مین

پھر آمد غم کی ہے دلین آگئی خبر امید ونکی
اسد مایوس ہو کر صید سے آتا ہے مسکن مین

بند ہین باندہی کسیکی اہل وحشت غیر ممکن ہے
ہوا کیا گر پڑی زنجیر رشتہ پائے سوزن مین

ترس کھا ہمصفیرون پر بھی جو ساتھ آئے ہین
مین جس مٹھی مین ہون گلچین چھپا لے اوسکو دامن مین
ہوا کے دم سے اتنا بھی اگر ہے تو غنیمت ہے
مرے بدلے مرے پر آتے جاتے ہین نشیمن مین
اگر ہے طالبِ قطعِ سفر رہبر کے پیچھے آ
اولجھکر رہگیا رشتہ بڑھا جب راہِ سوزن مین
کر یکا راز افشا کر نہ اپنی بیحجابی سے
کہ عریانی پہ عادت پردہ پوشی کی ہے سوزن مین
خبر اونکو نہین باتون مین یون بیٹھے ہین تربت پر
بلائین سر سے پا تک لے رہا ہے کوئی مدفن مین
یہی تو ہین ادائین قتل کرتے ہین جو محفل کو

کہ خود بیٹھے ہین اور تصویر پوشیدہ ہے دامن مین

زبان سے کام کم لے گر بقائے دم کا خواہان ہے

کہ عمرِ رشتہ گھٹتی جاتی ہے رفتارِ سوزن مین

سمجھ کر مال اپنا لیگئین اشکونکو بھی نظرین

وہ ذوقِ برق تھا دانہ جو کچھ تھا میرے خرمن مین

کبھی اونکی لحد کی سمت بھی ہو کر نکلجاؤ

نگاہین جنکی جالا بنگئی ہین چشمِ روزن مین

کبھی گرتے ہین جب دشمن تو مین سنکر یہ کہتا ہون

انیلی چال چلتے ہین اولجھ جاتے ہین دامن مین

مری اک قید نے حالت یہ کی ہے ہمصفیرون کی

بھرا ہے خانۂ صیاد سنّاٹا ہے گلشن مین

تعجب کیا جو پھالے کی طرح دل بھی نکل آئے
لیئے بیٹھے ہین وہ مٹھی چھپائے ہین جو دامن مین

نظر مین کون نہ اونکی نشہ آتا اونکی آنکھون کا
کرے مستون کے ہاتھون سی ہی گرپڑتی ہی دامن مین

عجب کیا اس بلانے سے چلا آئے اگر قاتل
اشارون کی ہے صورت جنبش رگھائے گردن مین

بدی غیرون کے آگے ہو رہی ہے کب سے تربت پر
ہمین دیکھو کہ ہم چپکے پڑے سنتے ہین مدفن مین

رہے قطرہ نہ باقی ہان دم شوق شہادت ہان
بدن بھر کا لہو کھچتا چلا آتا ہے گردن مین

دوبارہ ہون نکیو تکر قتل یہ کہکر جو وہ روئین

بدن پر سر نہین ہم ہاتھ ڈالین کسکی گردن مین

جدائی انمین بہی کیا تیغ سے ہونے کو ہے قاتل
گلے ملتی ہین آپس مین رگین جتنی ہین گردن مین

اب اس سے بڑہ کے کیا شوقِ شہادت ہوگا ای قاتل
رگین کہنچتی ہوئی ساری سمٹ آئی ہین گردن مین

فلک کے دور مین انسان رہے ثابت قدم کیونکر
دمِ گردش تو پتھر بھی نہین تھمتا فلاخن مین

خبر پائی ہے شاید قتل کی اے بیخودی کوئی
بدن سے خون جو دوڑا ہوا آتا ہے گردن مین

اوترکر زلف نے اوسکی جگہہ روکی ہے شانہ پر
کبھی مین نے جو بانہین ڈالدی تہین اونکی گردن مین

محبت مین بھی اونکے قتل کا ہے اک نہ اک مطلب

جھکا کر سر دیا مین نے تو ڈالا ہاتھ گردن مین

کوئی اس سن کو تو دیکھے عوض مین کچھ چڑھانیکے

لحد کے پھول بھی چنکر لیئے جاتے ہین دامن مین

غزل ۱۵۵	بشر ہوکر فلک کی گردشین ہا ہر سہے کیونکر کہ چکر آتا ہے پتھر بھی جب آتا ہے فلاخن مین	شعر ۱۶

گہر صفت اضطراب مین ہون جہان ہون اک انقلاب مین ہون

میان خشکی بھی آب مین ہون مین آبرو سے عذاب مین ہون

نکیون مین ساکت حساب مین ہو تری ہی داب و دواب مین ہون

خموش بس اس حجاب مین ہون مین آور گویا جواب مین ہون

عدے اوٹھکر عذاب مین ہون محاسبہ کے خطاب مین ہون

مین خاک گویا جواب مین ہون کہ اونکے سن کے حساب مین ہون

مگر مین سبزہ خطاب مین ہون کہ رہرؤونکے عذاب مین ہون

کہون تو کیا کس حساب مین ہون زمانہ روندے مین خواب مین ہون

لگی عجب اضطراب مین ہون صدا ہے آ اونکی عذاب مین ہون

مین اپنی فکر عقاب مین ہون وہ جانتے ہین کہ خواب مین ہون

گناہ پر بھی ثواب مین ہون خموش رحمت کے باب مین ہون

کفن کے اس پیچ وتاب مین ہون مین بحجاب اور حجاب مین ہون

ہمیشہ آباد ساقیا تو نہ کیون ہو مینا کی طرح اچھو

اودھر ہون تا حلق اپنی ملو ادھر گلے تک شراب مین ہون

برنگ بوئے چمن جو کھویا مین بیٹھ کر دلکو خوب رویا

ہوا بس آہین کوئی گویا کہ کسیکے رخ یا گلاب مین ہون

نکیون لگی آگ جسم و جانمین سیہ زکھتا ہے استخوان مین
کبھی ہو نمین نبضِ عاشقان مین کبھی مین سیخِ کباب مین ہون

نہ ڈوبنے مجھسا بھی کوئی ہیکل کہ سارے دریا مین اک ہی ہلچل
او بھر رہی ہے زمین سے رتیل غضب کے مین اضطراب مین ہون

بیان ہو کیا حالِ قلبِ مضطر پٹک رہا ہے اوٹھا اوٹھا کر
جہان مین تھیلے نہ درد کیونکر شبِ فراق اضطراب مین ہون

سقر مین کیا جی یوہین مین ہارا کیا تھا شعلون نے کچھ اشارا
مین دستگیر ونکو یون پکارا چلو چلو مین عذاب مین ہون

لحد کے دکھ تو فلک نے ڈالے نہ منھ سے پر یہ سخن نکالے
چلین نہ اسطرح چلنے والے قدم کے نیچے مین خواب مین ہون

اثر دکھائے جو قلبِ مضطر تو سر بہری صورتِ مقدر

نکیون ہون غلطان مثال گوہر غرق خود اپنے آب مین ہون

سُنا دے حکم ای حساب والے سقر مین جائین عذاب والے

جواب دینگے جواب والے کریم مین کس حساب مین ہون

غزل ٦٦	نہ خوش ہون ما مہر ستا کے دشمن جو ہون مین گردش سے خشت آہن زمانہ بھی تو بنے فلاخن جو دم کو مین انقلاب مین ہون	شعر ٦٩

صاحب بساط قدر سی خالی کہین نہین
تکیہ وہ کونسا ہے جو مسند نشین نہین

ہی دُور کون دست وہ جو میرے قرین نہین
سینہ مین ہی وہ دل جو کم از دُوربین نہین

احسان لے نہ تو مثل ترا بھی کہین نہین
اکسیر ہے وہ خاک جو دامن نشین نہین

کس سے ہے نام عشق کوئی نازنین نہین
مجنون تو ہین بھی لیلی محمل نشین نہین

ای چرخ کاملونکی جگہ کیون کہین نہین
تکیہ سی بھی یہ کم ہین جو مسند نشین نہین

کیا آنکھ مڑکے دیکھتی ہی کیا کہین نہین
دنبالہ سُرمہ کا ہی کوئی دُوربین نہین

مٹجائی شکلِ حزن تو جا تو حزین نہین
تقدیر کا لکھا ہی یہ چینِ جبین نہین

عاشق تنونکی شکل تو خود نازنین نہین
عکس انکا جسکے رخ مین نہین وہ حسین نہین

پینے مین محتسب کو یہ کیون ہی نہین نہین
شیشون کا ہی خمیر یہ مئی آتشین نہین

کیونکر مکان بھی باعثِ زیبِ مکین نہین
بیحسن ہین وہ حرف جو کرسی نشین نہین

نے روئے کیون نہ روؤن کہ مجھسا حزین نہین
آنکھون پہ آستین ہے چینِ جبین نہین

سچ ہے پناہ سبزِ خطون سے کہین نہین
یہ آبِ زیرِ کاہ ہین حسنِ حسین نہین

کیا اہلِ نام چین سے اپنے گھرون مین سوئین
جب آشنا زمین سے پشتِ نگین نہین

ہو لامکان تو اہلِ فنا سے کرو نہ ناز
گر تم کہین نہین ہو تو یہ بھی کہین نہین

جامہ ہین مار کے ہون جو زہرِ جنون سے ہین
افعی کے تن کا پوست یہ ہے آستین نہین

گر ہون نہ وصفِ ذات تو شہرت سے کیا حصول
اک نام ہے چراغِ مکانِ نگین نہین

بوسے کہین نشان یہ کیون نازنین خفا
شاید لیا ہو خواب مین مجکو نہین نہین

نامی جہان مین گر ہے تو کسب حیا ہی کی ۔۔۔ گر آنکھ ہی مین آب نہین تو نگین نہین

مین اک فشار قبر کا شکوہ کرون تو کیا ۔۔۔ دنیا مین کسکی خونکی پیاسی زمین نہین

زور جنون مین قید ہی جامہ ہو نمین کیا ۔۔۔ ہاتھونکی ہتکڑی شکن آستین نہین

ہے صاحب وقار تو کر ترک بانکپن ۔۔۔ گر کج کلاہیان ہون تو حسن نگین نہین

کبتک چھپے رہوگے دکھا ہی چکو جمال ۔۔۔ کیا خوب سب تو سا ہین اک تمہین نہین

کر صاحب وقار پہ تہمت نہ ظفر کی ۔۔۔ چشمک زنی پہ میل مزاج نگین نہین

طبع نفیس مائل مال جہان ہو کیا ۔۔۔ فاسد غذا صدف کی ہی در ثمین نہین

اسی چرخ خانہ زادونکی اور اتنی آبرو ۔۔۔ قابل صدف کے گوش کے در ثمین نہین

تکرار نفی وصل مین اتنا رہے خیال ۔۔۔ اقرار ہو نجائے تمہاری نہین نہین

پرتو دکھا دیا تو سراپا دکھا چلے ۔۔۔ اب تم مری نگاہ مین پردہ نشین نہین

کھو جاتی ہو تم آنکھون ہی آنکھونمین کسطرح ۔۔۔ آنسو نہین ہو سرمۂ چشم حسین نہین

جلتی زمین پہ کیا مرے وادی کی آئین وہ / ہین ہوم خام چشم غزالان چین نہین

ہون آتشین لباس گل شمع کی طرح / شعلہ نہین اگر تو مری آستین نہین

ہون عکس آئنہ تو نہ کھلواؤ منھ مرا / گر مین حسین نہین ہون تو تم بھی حسین نہین

ہے غرق مالدار کا باعث جہان مین مال / کشتی صدف کی کون ہے جو تہ نشین نہین

اولٹی نہ باتین ہون جو زمانہ کی طرح سب / ہان ہی بھلی لگے نہ تمھاری نہین نہین

ایسا برا ہو نہین کہ ہی چہرے مین جسکا عکس / صورت نما مرے نہین تو خود حسین نہین

کہتی ہی ہر کلی کی قبا چاک کرکے بو / جسمین نہ دست غیب ہو وہ آستین نہین

پروانی پوچھتی ہین اشارون مین کچھ جواب / کہتی ہے شمع سر کو ہلا کر نہین نہین

نامی ہی انتظار اجل مین مرینہ کیون / پتھرائی جسکی آنکھ نہین وہ نگین نہین

ای ضعف درد ہجر مین رونے کا کام ہی / ابرو تو آنکھ پر ہی اگر آستین نہین

ڈھونڈھ آیا ہر طرف دل بیتاب ہی مرا / ای دوست تیرے درد کا درمان کہین نہین

پروانونکو قرین نظر آتا ہی کیون عدم / شعلہ جو شمع کا صفتِ دُور بین نہین

یون گر نہ آئے دیکھلے ارمانون ہی کو آؤ / یہ کیا یہ سب تو دلمین بسی ہین تمہین نہین

لاکھون ہی حسرتین ہین تمنائین سیکڑون / بستی جو میرے دلمین بسی ہی کہین نہین

دیکھو خرامِ ناز سے دیتا ہی دل مرا / پھر یہ کہوگے ہمسا کوئی نازنین نہین

رسوائے خلق ہی ہوئے منہ پر بھی آئی بات / وصلت مین اور کیجئے مجھسی نہین نہین

کھوئی ہی خلق آپ کا اکسطرح ملے / گر تم کہین نہین ہو تو کوئی کہین نہین

نامی جہانکی دور مین محتاج کیون نہون / دیکھے ہر اک کا ہاتھ نہ جو وہ نگین نہین

پرتو سے شکل دیکھنی والون نے دیکھ لی / سمجھے تھے تم کہ یہان کوئی باریک بین نہین

بیہوش لوگ دلکی نگہ نسی ہون کیا نہان / یون چھپکے آج بیٹھے ہین چھپی کہین نہین

ظاہر کے خاکسار ونمین عیب ہین بھی ضرور / پانی مرے نہ جسمین وہ کوئی زمین نہین

آنسو پونچھینگے کا ہکشان شبِ فراق / عُریان تنونکی آنکھ پہ گر آستین نہین

سایہ بھی ہو نہ پاس تو کسکا کرون گلہ
مین اپنا آپ ہجر کی شب ہمنشین نہین

جو چاہو اپنی منھ سی کہو مین نمانونگا
ہر جا ہو میرے جان تو کیونکر کہین نہین

آوارگی کے لطف کو سورن سے پوچھیے
لاکھون بنائے گھر مگر اک مین مکین نہین

پھر پھر کے میری نیند کو ڈھونڈین پتلیان
گر آنکھ مین نہین تو جہان مین کہین نہین

جلوے سے یہ بھی دیکھنے والے سمجھ گئے
ظاہر کے سب حجاب ہین پردہ نشین نہین

اولٹی ہوئی نہ آنکھ ہی نیچی تو کیا کرین
بیکار کی ہی بات کہ وہ شرمگین نہین

کی تھی نہ لیکے قدر تو یہ کیا ضرور تھا
یون کھو دیا کہ دل کا ٹھکانا کہین نہین

کہتے ہین جاگے آنکھ کے پردے پڑے ہوے
یہ آنکھ وہ ہے اسپہ بھی جو شرمگین نہین

اولٹو نقاب منھ سی دکھا بھی چکو جمال
ایسا نہو کہ لوگ کہین تم حسین نہین

آنکھونکی آگے لاؤ تو دیکھو جہانکا حال
دنبالۂ نظر کا بھی کم از دوربین نہین

غائب جو آنکھون مین میری ہوے ہین لوگ
ای نیند تیری طرح سے وہ بھی کہین نہین

تو یہ ہین کہین چھپی بیٹھی ہو میری جان — یہ بہی کہین ہوا ہے کہ ہو اور کہین نہین

کر خاک نفس کو تو ہو عاشق تری بہی خلق — جسپر مرین سب کوئی ایسی زمین نہین

صاحب ہنر ہو ہمین تو قدم سے لگا ہی نام — حسن خرام کلک سے نقش نگین نہین

کیا چلتے پھرتے لوگونکا شکوہ ہو اے فراق — بیٹھا ہوا جو دل تہا وہی ہمنشین نہین

ای بیخودی کر امنے کا آج کیا سبب — سینے مین دیکھون درد تو میرے کہین نہین

ای کھوئے دل یہ سینے مین کیا ہو رہا ہے اب — کیا چیز کسکو ڈھونڈھتی ہین کیا کہین نہین

بیمار پڑ کے لوگ تو اوٹھ بہی کھڑے ہوئے — اللہ میری درد کا درمان کہین نہین

غزل ۶۷

بیٹھو گے لاکھ ہٹ کے جو ماہر سی ہو گا کیا
مژگان پہ اسکی اشک کم از دوربین نہین

شعر ۱۱

ردیف الواو

رلوا دیا ملائک عرش آلہ کو — کیا دل دوکھا نہین یہ طولانی آہ کو

عمر رواں سی دور رکھ ای دل گناہ کو | ہے قہر قرب کوہ جہازِ تباہ کو
اشکوں سی کچھ سکون ہے مجھ پر گناہ کو | تھا بنا ہے لنگروں نے جہازِ تباہ کو
کہتی نہی جھوکی آہ یہ عرشِ الہٰ کو | دکھیں ملک بھی آج مری دستگاہ کو
دیکھا فلک کو توڑ کے عرشِ الہٰ کو | کیونکر کہوں نہیں تیرِ ہوائی اب آہ کو
کیوں اشک ہوں ضرور نہ مجھ پر گناہ کو | لنگر سے روکتے ہیں جہازِ تباہ کو
دیکھیں بشر جو چشمِ بصیرت سے اگنہ را | ہر رگ دکھائے معرفتِ حق کی راہ کو
درویش طبع جو ہیں گزرگاہ دہر میں | چلنے میں چھوڑ دیتے ہیں وہ شاہراہ کو
ای آہ دلکو پھینک تنِ بے سکون سی تو | لنگر سے کام کیا ہے جہازِ تباہ کو
کیوں دم و دلِ ستم نہ دل مضطرب کو ہو | سہے بادبان قہر جہازِ تباہ کو

غزل ٦٨	ماہر یہ غفلت کفن و قبر تا بہ کے اب چھوڑ بھی جہانکے سفید و سیاہ کو	شعر ٢٣

سوزِ غم آہون سی میرا تیز تر کیونکر نہو
آتشِ سوزان ہوا سی شعلہ ور کیونکر نہو

اشک سی زیبِ مژہ لختِ جگر کیونکر نہو
آب دین حسن نخل کو وہ بار ور کیونکر نہو

داغِ غم پیری مین میرا جامہ در کیونکر نہو
چاک دستِ مہر سے جیبِ سحر کیونکر نہو

سخت جانی مین مجھی سوزِ جگر کیونکر نہو
سنگ خلقت ہون تو باطن مین شرر کیونکر نہو

شیب مین سینے نورِ مہر داغِ جگر کیونکر نہو
گل چراغِ ماہ ہنگامِ سحر کیونکر نہو

داغِ دل وقتِ جوانی جلوہ گر کیونکر نہو
ضو فشان ہنگامِ شب نورِ قمر کیونکر نہو

دل سی پایا پھل نہ مین نے گر تو اسکا کیا عجب
جو شجر اک سرو ہو وہ بی ثمر کیونکر نہو

ہی شبِ کوتاہ وصلت مین گذشتہ کا بیان
ذکرِ طولِ شامِ فرقت مختصر کیونکر نہو

عکسِ داغِ سینہ سے پکّی نہ کیونکر دل مرا
تابشِ خورشید سی پختہ ثمر کیونکر نہو

اوّل و آخر عدم ہے بیچ واحد ہو گئین
مبتدا ہے جو وہی تیری خبر کیونکر نہو

تن کی تاریکی سی گھبراتی ہی روح اے فرطِ غم
داغ قندیلِ درِ زخمِ جگر کیونکر نہو

پڑھ چکا ہو جو کتاب قصۂ زلف دراز
پھر مطول اوسکی آگے مختصر کیونکر نہو

مجھپہ تنہا کٹ رہی تھین ہجر کی راتین فلک
گرم پہلو کرنیکو داغ جگر کیونکر نہو

جب کمال اوج سوز آتش فرقت کو ہو
شعلۂ سرکش نگاہو نمین قمر کیونکر نہو

ختم کردی عشق جب مجھپر جہانکی انقلاب
دوست دلسا دشمن بیداد گر کیونکر نہو

جب قیامت کا ہویدا وا عمر غمکا حصول
دشت محشر دامن زخم جگر کیونکر نہو

وار ہیم جب چلین گردنکی مجھپر زیست مین
پھر مری تیغ اجل آخر سپر کیونکر نہو

خانمان برباد ہو کر مجکو مرنا ہی فلک
تیر بجانب سے زمین کے دلمین گھر کیونکر نہو

داغ فرقت جا ہین دلچسپ ایسے سوز جگر
یاد لطف وصل کا آخر اثر کیونکر نہو

بسمل شمشیر طول شام فرقت ہون فلک
میری نظرو نمین شفق خون سحر کیونکر نہو

جز وآفات سماوی کی نہ بدلون گل کبھی کیون
شاق تر مجکو یہ درد نیم سر کیونکر نہو

فتح باب شوق صحرا مجھپہ جب ہووے جنون
آہنی دیوار زندان ہو تو در کیونکر نہو

غزل ۶۹	یاد مین آہوئی چشم یار کی نکلا ہے دم مرگ ماہر کی خبر وحشت اثر کیونکر نہو	شعر ۱۹

کہان تاب کسافت صاحب طبع مصفا کو
کہ دست صاف ساقی سی بہی تی آتی ہی مینا کو

کیا ہی یاد کن مستون نے ساقی آج صہبا کو
کہ ہنگر شور قلقل ہچکیان آتی ہین مینا کو

لگا اتنی تو آگ اے داغ آتش فرقت سراپا کو
سپند آسا اوڑادون مجمر دل سے سویدا کو

پلادون کیون نہ آب آبلہ وحشت مین صحرا کو
زبان خشک سمجھا ہو نہین ہر نقش کف پا کو

ملا خلقت سی خونکی لطف وہ قلب مصفا کو
مئی گلرنگ سی حاصل ہو کیفیت جو مینا کو

بصیرت سے کبہی دیکہی جو مجنون دل کی صحرا کو
نہ سمجھے خیمۂ لیلےٰ سی کم داغ سویدا کو

یہی حسرت ہے اے دست جنون مجہ وحشت پیما کو
مثال گرد پہٹتے دیکہ لون دامان صحرا کو

طمانچہ موج کا آخر پڑا موںہ پر حباب ہو نکلے
گرہ مین اور باندہین ضمیمہ ہائے آب دریا کو

سوئی گردون نظر پڑتی جو میر نشۂ مین ہے
سمجھتا خوشۂ انگور مین عقد ثریا کو

فلک اوسکی ہین شمع بزم الفت کا ہون پروانہ
کیا ہے سیر فرش ارض جسنی کوہ صحرا کو

کمی سہی گر دعملی آنسو بہائین کیون ہو قلت
کہ ساحل کا تو گھٹنا بڑھا دیتا ہے دریا کو

اگر انکا بہی تو طیران چاہے صورت سیمرغ
پر پرواز پر کاہ ہون ہر کوہ صحرا کو

پیادہ چلتی اولیلی تو رتبہ اور بڑھجاتا
سمجھتا سجدہ گہ مجنون ترے نقش کف پا کو

بہس بکس نے وقت غرق آہ سرد کہینچی تہی
حباب اوٹھے ہین سر سے آب بردارئے دریا کو

نکیونکر یہ حجابہ دامن یوسف پکڑ لیتی
گریبان اپنا اکدن چاک کرتا تہا زلیخا کو

ترقی خواہ نور حسن اتنی ہی تہون عاشق
اندھیرے سے نکلجہ کم تہی تجلی چشم موسی کو

تری بیمار کو دم توڑتی گر دیکھ لیتی وہ
مثال نبض تڑپن عمر بھر تہی مسیحا کو

تڑپکر ہجر کی راتین کٹین جب قید یوسف مین
ہنسی آئی ہی کیا کیا اپنی رونے پر زلیخا کو

غزل

سکیے ناخن نازک جو یاد آہین اے ماہ
گرہ ہر اشک کی کہل کر خجل کرتی ہی دریا کو

شعر ١٤

اچھا یوہین سہی شبِ فرقت بسر تو ہو — یون رنگ ہو سفید کہ طالع سحر تو ہو

مانندِ شمع خلق مین سودائے سر تو ہو — سر جسم پر رہے نہ رہے تاجِ زر تو ہو

کم ٹرھکے آبرو ہو تو خیر اسقدر تو ہو — دریا سہی شہی گھٹی تو بقدرِ گہر تو ہو

ای چشم اونکی عکس کا پتلی مین گھر تو ہو — پھر دیکھین باہر آنکھ کی تل بھر نظر تو ہو

اشکون سی کچھ نہ اور رہو حفظِ نظر تو ہو — جب گھر لٹی صدف کا گہر قفلِ در تو ہو

ای عشق دل مین آرزوون کا گذر تو ہو — سچ ہے کسیطرح مرا آباد گھر تو ہو

مر جائی دل جو سینہ مین نالان جگر تو ہو — جب لاش گھر مین ہو تو کوئی نوحہ گر تو ہو

وحشت کا عکس قیس مین پیدا اثر تو ہو — پھر دیکھین آینہ کی نہ دیوار و در تو ہو

گردون نے یہ سمجھکے دئیے مجکو اشکِ چشم — لنگر سفینۂ صدفی کا گہر تو ہو

کام آئے دل نہ جنبشِ ابرو مین کسطرح — تلوار جب چلے کوئی سینہ سپر تو ہو

ہین سخت جان قریب آسیا سی کیا — کوئی مرض نہین ہی تو دورانِ سر تو ہو

گر ہمنشین کوئی نہین واقف نہین سہی	آگاہ دردِ دل سی ہماری جگر تو ہو
گویا اگر نہین تو ہنون یہ بہی اک ہی بات	سب کچھ سہی تبونکی خدایا کمر تو ہو
دلکی جلا دکھاتی ہی ماہر جمال دوست	مجھسا کوئی سکندرِ آئینہ گر تو ہو

غزل ۷۱	ولہ	شعر ۲۰

تیغِ جفائی چرخ کا کوئی اثر تو ہو	چھوٹا بھی داغ ہو تو بقدر سپر تو ہو
آئینہ لیکے جاؤن نکیونکر مین سامنے	اونکی کسیطرح سے اِدھر کو نظر تو ہو
اب دلمین گڑ گئی ہی مثالِ سنانِ تیر	وہ دن تھے اور آج سی ترچھی نظر تو ہو
باغِ جہان مین اہلِ ہوس ہین برنگِ گل	ہون داغ دل مین پاس نہون مٹھی مین زر تو ہو
بنتِ عنب کے عشق مین اتنا تو ہو اثر	شیشہ جو ٹھیس کھائے تو دل کو خبر تو ہو
بوی اثر تو کچھ ہو محبت کے رنگ مین	بلبل فغان کرے تو گلون کو خبر تو ہو
کتنا ہی پھیل پھیل گئے یہ دودِ دل مرا	اتنا فلک گھٹے کہ گلِ نیلوفر تو ہو

صیاد ہوش بھی اوڑین گر تو کیا عجب
مجھسا ریاضِ دہر مین بال و پر تو ہو

بلبل کو اسقدر تو ہو صیادِ عشقِ گل
چٹکی کلی چمن مین تو دلکو خبر تو ہو

غش آگیا کلیم کو یا دیکھ ہی لیا
کھلجائیگا وہ نور کہین جلوہ گر تو ہو

کٹتی نہین جو یون شبِ فرقت مری فلک
کافورِ زخم اوڑ کے طلوعِ سحر تو ہو

رنگین خیالیان نکرون کیون مین قید مین
آخر کسی طرح سی قفس مین بسر تو ہو

سب چل بسین گے دل سی بڑھاپے مین حسرتین
نکلیگا قافلہ بھی سر اسی سحر تو ہو

عشاق کو ہو صحبتِ معراج کیا پسند
پردہ کی گر ادھر نہین کوئی ادھر تو ہو

سچ ہی شہ بدلین بزم مین پہلو وہ کسطرح
دنیا کسی طرح سی ادھر کی ادھر تو ہو

جاگا ہوا تھا ہجر کا آتا ہون تھم ذرا
ای حشر قبر مین مری سیدھی کمر تو ہو

یہ بات اور ہی ہے قبول نہ بزم مین
کچھ دل کے کھوئے جانسے تم باخبر تو ہو

چھاتی سی اوسکو بھی مین اسطرح سی لگاؤن
دلکی طرح کوئی مزا سینہ سپر تو ہو

اورون سے عرضِ حال کا تو امتناع ہے — ای دوست میرے درد کی تجھکو خبر تو ہو

غزل ۷۲

ماہر امیدِ عفوِ گنہ عشق مین کہان
تر دامن اور ہوگا ذرا چشم تر تو ہو

شعر ۱۳

مسکن کسیکا مثلِ حبابِ روان نہو — نکلے بدن سے سانس تو گھر کا نشان نہو
یون کہنہ گھر کسیکا میانِ جہان نہو — لو شمع کی ہلے تو ہمارا مکان نہو
طے کرکے راہِ سخت قدم کیون روان نہو — تلوار کیا ہو تیز جو سنگِ فسان نہو
مجھسا نحیف و زار کوئی ناتوان نہو — مین بھی نہ ہل سکون جو کوئی رگ طپان نہو
وہ ناتوان ہون سینے سے منہ تک نہ آسکی — لیکر عصا آہ جو نالہ روان نہو
یابس مزاج سے تو تواضع کی رکھ امید — جان اونکو خشک چوب جو جھک کر کمان نہو
بحرِ جہان مین ہو نمین ہوئے آہستہ حباب — گر مین نہون تو گھر کا بھی میرے نشان نہو
اسطرح اشک سینے سے آنکھونمین میرے آئین — پستی سے سوے اوج جو پانی روان نہو

خدمت سے باغِ دہر مین شے ہر کی ہی بہار
صحرا ہی پھر چمن بھی اگر باغبان نہو

کہتا ہی سرکو کھینچکے میرا غبارِ دل
یا مین نہون زمین پہ یا آسمان نہو

دی ہی فلک نے بار غمین مجکو جگہ تو یون
تنکا بھی گر ہلے تو مرا آشیان نہو

کینہ سہی ستم ہو نہ نکلے جو دل سی بات
سب عیب ہون بشر مین مگر ناتوان نہو

غزل ۲۲

چلتے ہوئے جو قافلے رُک گئے ہین راہ مین
ماہر سا پا شکستہ پسِ کاروان نہو

شعر ۱۴

دل مرا اب نگہِ تند کو بر مایندو
تیر خالی جو گیا دُور کرو جایندو

رنگِ اُلفت جو کوئی چیز نہین جانیندو
اک کلی دل بھی ہی مرجھا کے تو مرجھایندو

ذکرِ بحرین تو کہتا ہی سنا کر مجھکو
خیر آنکھون سے بھی دو اشک نکلجانیندو

اوبھر سینہ پہ شکنجا سا یہ کیا کھینچا ہی
ولولے دلکے جو نکلین تو نکلجایندو

شاید اونکو مری رونگی آئین سہی ہو خبر
ٹوٹے تارونکو کسی گھر کیطرف جایندو

نزع میں بھر وہی باتیں وہی جھوٹے وعدے
دل کو تم آج تو جی کھول کے گھبرا نیدو

ہو یہ خلوت تو بھلا کونسا انصاف ہی یہ
غش کو میں آنے نہ دوں شرم کو تم آنیدو

نزع میں روتے ہو کیون یاد کرو ہجر کے دن
دل مرا آج ہی گھبرائے تو گھبرا نیدو

تھامنے والو قسم نزع کی اُلجھن کی مجھی
تا لحد جاؤں تڑپتا یوہیں گر جانیدو

مجھ پہ تو طعن بھی آیا ہے اب آئنہ کیون
دل جو تنہائی میں گھبرائے تو گھبرانیدو

پیچ عشاق کی قسمت کی بڑہینگے ابھی اور
کچھ دنوں گیسونکو اور بھی بل کھانیدو

چاند سی مُنھ کو نہ دیکھونگا ابھی نزع میں
رُوح کو جسم سی آنکھوں میں سمٹ آنیدو

غزل ۷۴

نرگس مست میں باہر ہیں کہ اشک شادی
نظر آتے ہیں چھلکتے ہوئی پیمانی دو

شعر ۲۵

انسان کا دل بھی دوست کی دُکھ سی حزیں نہو
ضرب قلم جو باعث زخم نگیں نہو

رونے سے ہو سکون تو کیون دل حزیں نہو
آنسو پُچھیں تو چشم پہ کیون آستین نہو

گر میری حالِ دل پہ زمانہ حزین نہو — چشمِ فلک پہ کاہکشان آستین نہو

صاحب وقار ہی کہین کالک نگین نہو — رکھدی یہ جس جگہ قدم اوتنی زمین نہو

غلطان زمین آپ گرکے ہون کیون مثلِ اہلِ نزع — رشتہ جو گوہرون کا دمِ واپسین نہو

روکے ہون اپنی امنڈے ہوئی اشک اسلیے — بچپن کی روئی آنکھ کہین شرمگین نہو

چہرے پہ زلف آئے تو کہیے نہ منھ سے کچھ — یہ عاشقونکی آہ کی شوخی کہین نہو

اک تھی ہوا کی جسکی ہوس دلمین رہگئی — مین خاک اوڑاؤن گرتہ جہانمین زمین نہو

کھائی ہین ٹھوکرین مرے وادی کی سالہا — کیونکر دو نیم سُمِ غزالانِ چین نہو

دامن سی پونچھتی ہین جو ہوتی ہین گوشہ نشین — وہ چشم دُودِ دل سی مری شرمگین نہو

کیون دل کا حال کہنی مین کاٹین نہ میری بات — منظور ہے شکایتِ قلبِ حزین نہو

دل کا حجاب حال ہی باطن کا جانی کون — سب ہو کسی ہی آنکھ مگر شرمگین نہو

اتنی ہین لامکانیان جاتی رہینگی کیا — دلمین تو ہو مکین مزیجان گر کہین نہو

ہتی ہی پھر کے لاش مری اونکی دوش سے
معشوق بیوفا ہو مگر نازنین نہو

آنکھونکو بند کرکے جو لیٹو تو سب سنو
دل اسکے کر اپنے کا جو میرے یقین نہو

گر ہون بادشاہِ اولوالعزمِ ملکِ نظم
قرطاس کی زمین مرے زیرِ نگین نہو

یہ کیا کہ پھر فقیر سے بدتر ہون بادشاہ
قبضہ مین گر ذرا سی زمینِ نگین نہو

بند آنکھین لوگ کرتی ہین میت کی اسلیئے
حسرت بھری نگاہ مری شرمگین نہو

کہدو یہ نامیون سی گری جب زمین پہ عکس
سب وصف ہون نگین کے پہ ظرف نگین نہو

نہ تم ادا سکھاؤ نہ قاتل بنے کوئی
تلوار اوگلی کیون جو چڑہی آستین نہو

گر دفن اہلِ درد ہون گرم و شتمین
تکمیہِ موم سُستم غزالان چین نہو

گوہر کو پاکے آب مین کہتی ہین ناتوان
یہ کوئی ڈوبتا ہوا دل تو کہین نہو

پاتا ہون کچھ فرار کی صورت سموم مین
پیچھے مرا کہین نفسِ آتشین نہو

روکے ہو نمین تڑپتے ہوے دلکو اسلیئے
وہ ہاتھ آئے گر تو کہین کا کہین نہو

ماہر مرے سے درد کی ہمّت بڑھی ہے یہ
ہر عضوِ تن جو دل ہو تو مجھکو نہین نہو

غزل ۷۵ | ردیف الہاء | شعر ۱۸

محشر بپا ہے نالۂ آتش فشان کے ساتھ
پھنکتا ہے صنوبر بھی مری شورِ فغانکے ساتھ

دیکھا غبارِ دل کو نہ اشکِ روان کے ساتھ
کیا دخل گرد ہو جو مری کاروانکے ساتھ

تھم کر چل اے نسیمِ چمن ناتوان ہون مین
اوڑ جاؤنگا شمیمِ گلِ بوستانکے ساتھ

اللہ آج خیر کرے عندلیب کی
صیّاد بھی چلا ہے کہین باغبانکے ساتھ

ساقی مجھے بھی جام دے تائب کبھی تھا مین
لہرائی اب تو موج مئے ارغوانکے ساتھ

ہی مستقل مزاج کو تحریک بھی فضول
آبِ گہر بہیگی نہ آبِ روانکے ساتھ

واماندہ وہ ہون راہ مین اک ایک گام پر
تھمتا ہے قافلہ مری بانگِ فغانکے ساتھ

گلشن کے بندوبست سے نالان ہے عندلیب
اور رہتے ہین ہوش بوئے گلِ بوستانکے ساتھ

تاثیرِ جذبِ شوقِ شہادت کو دیکھنا
ہر تیر اپنی تن میں ہا استخوانکی ساتھ

اوجھل جو تو نگاہ سے او ماہِ حسن ہو
یوسف تری تلاش کرے کاروانکے ساتھ

سالک ہوں اوس طریق پر آشوبِ عشق کا
رہزن بھی لٹ چکی ہیں جہاں کاروانکے ساتھ

آتا خیال قافلے والو ضرور تھا
کوئی شکستہ پا بھی ہے اس کاروانکے ساتھ

تحریرِ خطِ شوق میں طاری ہے طرفہ ضعف
چلتا ہے ہاتھ جنبشِ نبضِ روانکے ساتھ

وہ سخت راہِ عشق تھی پہونچی نہ حد تلک
رہبر بھی خاک اوڑاتے رہے کاروانکے ساتھ

زخمی ترے جو پیاس میں دریا سے منہ لگائیں
کھنچ آئے دُر کی آب بھی آبِ روانکے ساتھ

واعظ کے ہوش اوڑ گئے محشر میں غل ہوا
مستوں کے غول آئے جو پیرِ مغانکے ساتھ

تکلیفِ نغمہ قید میں صیاد کیا ضرور
ان چہچہوں کا لطف گیا بوستانکے ساتھ

غزل ٧٦	ہے ظالموں سے دہر میں ماہر کیسے نجات ہر شاخ چمن میں ہے خارِ گلِ بوستانکے ساتھ	شعر ٦

ردیف الیاء

یہ کسکو بزم مین نازِ معشوقانہ آتا ہے | کہ جان اپنی ہتیلی پر لیئے پیمانہ آتا ہے

پھرین ہمراہِ چشمِ مست کیون نظرین نہ محفل کی | ہزارون ہاتھ بڑھتی ہین جدھر پیمانہ آتا ہے

بگاڑی چال کہتی ہی تم منھ سی کہو اپنی | تمھین طرزِ خرامِ نازِ معشوقانہ آتا ہے

مژہ کو طی کرے کیونکر نہ گردش اونکی آنکھون کی | کہ ہاتھون ہاتھ محفل مین یہین پیمانہ آتا ہے

جو ہو محتاج اپنا اوس سے تو کھینچنا قیامت ہے | کہ شیشہ بھی تو جھکجاتا ہے جب پیمانہ آتا ہے

غزل

صفین اولٹین نہ کیونکر مثل مژگان بزم مین ماہر
ادہر پھرتی ہی چشمِ مست اودہر پیمانہ آتا ہے

شعر

حنا کے نازک ہو سہارا تو ہو چلنی کے لیئے | دل مرا تھام لو اپنے ہی سنبھلنی کے لیئے

اوڑتی منہدی کا اشارہ ہی یہی گر سمجھو | آگ دو ہاتھ سی اپنی مری جلنی کے لیئے

نذر مین پائے جگر اونسی پسینے نے کہا | پنکھیا لیجیئے یہ ہاتھ مین جھلنی کے لیئے

نزع ہی مین رہی ہین دلکی مرادین دل مین
بھیڑ ٹھٹھتی ہی سر دم کی نکلنے کے لیے

خدمت صاحب جوہر مین ہین اعلیٰ ادنیٰ
ہاتھہ بھی پاؤن مین تلوار کے چلنے کے لیے

ابر مین برق کی یہ جلوہ گری کہتی ہے
کوئی بے چین ہی پردیسی کے نکلنے کے لیے

غزل ۷۸

لکھتی ہے ہاتھہ مین اونکی یہ حنا اے ماہر
مہندی ملتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

شعر ۲

ملگئے ہین آج بی قابو جو وہ تقدیر سے
رنگ کیا کیا کر رہی شوخیان تصویر سے

تم وہی بے چین کے بے چین ہر صورت رہے
نکلے نت بیٹھے گر کبھی تو رنگ اوڑا تصویر سے

غزل ۷۹

طبع نازک کیون نہ کرے داور رہی صورت کا حال
رنگ کچھہ اوڑنے لگا ہی آپکی تصویر سے

شعر ۶

فشار کیا کہ جو سر سے ہر استخوان نکری
زمین نے ظلم کیا وہ جو آسمان نکری

وہ کون ہی کہ شہیدین اور فغان نکری
مری تو درد کو کوئی کہین بیان نکری

مزا تھا نالون کا بھی باغ ہی تک اے صیاد
قفس نصیب کو ئی ہو تو پھر فغان نکرے

نہ آب خشک زمین نے بھی خاک مین پایا
خدا کسیکو مری طرح بی نشان نکرے

کہان وہ چال کہان خفتگان خاک کے دل
خدا کسیکو تمہاری طرح جوان نکرے

غزل ۸۰
مسافران عدم یاد آتے ہین ماہر
اوتر پڑے تو کبھی کوچ کاروان نکرے
شعر ۱۱

آلودہ ہون کیا اہل صفا گرد سفر سے
ہم صورت آئینہ نکلتی نہین گھر سے

ظاہر ہو پس مرگ کہ تھی حسرت دیدار
سلوائین کفن دوست مرا تار نظر سے

کیون ضعف سے ہمعون رہ عشق مین پامال
ہین نقش قدم خاک اوٹھین راہگذر سے

میخانہ ہین بھی جا ئی تو مسجد کیطرف سے
دنیا مین گرے عیب بھی کوئی تو ہنر سے

گل سیکڑون کھائی ہین تلون پہ تمہارے
نسبت تن داغی کو ہی طاؤس کے پر سے

برباد ہوئی بادیہ گردی مین مری عمر
کیا حق نے بنایا تھا مجھے گرد سفر سے

دیکھی لب و دندان جو ترے ملگئی دولت
دامان نظر بھر گیا یاقوت و گہر سی

کیا دید سی دانتونکی ہو سوز جگری کم
بجھتی ہے کہین آگ بھلا آب گہر سی

زینت کے سبب ہوتے ہین اسباب امارت
بی روپ ہے وہ تنگ جو گرا خانہ زر سی

بل سیکڑون کیونکر نہ وہ رفتار مین کھائین
الجھی ہین مری تار نظر موئی کمر سی

غزل ۸۱

کسطرح ہون ماہر ترے اشعار نہ رنگین
سینچا ہوا یہ باغ ہی خونناب جگر سے

شعر ۱۱

جو شوق قتل مین دم تیغ یار سی نکلے
تو مرحبا کی صدا خونکی دہار سی نکلے

کبھی جو کوچہ گیسوی یار سی نکلے
تو بھیس نسیم ہو کر تتار سی نکلے

وہ دل جلا ہون جو پیش قبر بعد فنا
دہوان غبار کی بدلے مزار سی نکلے

گھلے کسی پہ مرا تا نہ راز سوز درون
کبھی شرارہ نہ سنگ مزار سی نکلے

جلا یہ خاک نی دی ہی ہمیں صفا طبعون کی
کہ بنکے آئینہ تختی مزار سی نکلے

اثر بھی جسم کا باقی نہین وہ لاغر ہون
یقین ہے خاک نہ میری مزار سے نکلے

عجب نہین جو گلِ روے یار کی تعریف
زبانِ طایرِ رنگِ بہار سے نکلے

صفائے طبع کی تاکید ہی بس مردن
ذرا بھی دود نہ شمع مزار سے نکلے

ہمارے وادیِ پرہول سے ذرا ایسا
قدم نہ آہوؤن کی بھی قطار سے نکلے

وہ محوِ رخ ہون عجب کیا ہے خاک کے بدلے
تتق جو نور کا میرے مزار سے نکلے

غزل ٨٢

کسی پہ بار نہ صد شکر تم ہوئے ماہر
بسانِ بوے چمن روزگار سے نکلے

شعر ١٣

جہان سے حسرتِ زلف و عذار لیکے چلے
مزار مین بھی لیل و نہار لیکے چلے

پس فنا بھی ہے دلکو رخِ صبیح کی یاد
یہ صبح ہم سوے شام مزار لیکے چلے

خزان ہوے پہ نہ دیکھا ترا رخِ رنگین
چمن کے پھول دلو مین یہ خار لیکے چلے

وہ صید گیر ہے تو گر چمن سے ہو نکلے
شکارِ طایرِ رنگِ بہار لیکے چلے

وہ ناتوان ہین گرے لڑکھڑا کے لاکھ جگہ
صبا جو وو قدم اپنا غبار لیکے چلے

ہزارون بلبلین ہون سیکڑون ہون پروانے
چراغِ حسن جو وہ گلعذار لیکے چلے

شکستِ رنگ سے گل دیتے ہین صبا صدا
خزان نصیبِ چمن ہم بہار لیکے چلے

وہ زار تھا مین کہ جب آئے قابضِ ارواح
سمجھکے روح مرا جسمِ زار لیکے چلے

جو قصدِ باغ کرے شکوہ وہ قمر اندام
چراغِ لالہ چمن سے بہار لیکے چلے

جلا ہی دیکھ کے کیا چرخِ تفرقہ پرداز
کبھی جو ہاتھ مین ہم دستِ یار لیکے چلے

اوتار کر جو وہ گل پھول کان کے جھمکے
صبا وہ بہرِ عروسِ بہار لیکے چلے

لطیف مثل ہوا ہمکو لاغری نے کیا
گرا نہ سایہ جدا ہم جسمِ زار لیکے چلے

وہ عندلیب ہین تھا جنکی دم سے لطفِ چمن
چلی جو اوڑ کے تو رنگ بہار لیکے چلے

غزل ۸۳

جہان مین آئے تھے ماہر تو تھے سبکدوشی
چلی تو سر پہ گناہونکا بار لیکے چلے

شعر ۲۷

آج میخانہ مین یہ جوشش صہبائی ہی
مے گلگون شفق گنبد مینائی ہی

کسکو تقدیر پے عیش یہان لائی ہی
صبح بھی خون شفق تھوکنی کو آئی ہی

دل تو پہلو مین انیس شب تنہائی ہی
ورنہ ہر داغ الم چشم تماشائی ہی

کم یہ کچھ شوخی چشم بت ہرجائی ہی
سرمہ تک گرد رم آہوی صحرائی ہی

ابھی ساقی نی مے تازہ جو بھروائی ہی
مثل پنبہ سر شیشہ کف صہبائی ہی

نزع مین آمد عیسی کی خبر پائی ہی
دور بالین سی ہو کیا موت کی شامت آئی ہی

سیر کب سے اوٹھین صحرا کیطرف لائی ہی
میل سرمہ مجھی ہر جادۂ صحرائی ہی

میری تیغ نظر قہر سی یہ ہی ٹکڑے
دود پر موج سواد شب تنہائی ہی

آنکھین عینک سے مین کیون مانگون ترا فضل ہو جب
خود مری گرد نگہ سرمہ بینائی ہی

صبح مستونکو نکیون یاد صبوحی دلوائے
صاف خورشید فلک پنبہ مینائی ہی

دشمن زار کو کم زور نہ غافل سمجھین
خار کانٹا ہے مگر تن مین توانائی ہی

جو ہین تن پرور و مسرف وہ سخی مین مشہور
نیکنامی کی عجب خلق مین رسوائی ہی

آنکھ کیا واقعی لڑتی مژہ قاتل سی
نظرِ شوق ہی مرد صفت ہیجائی ہی

کیون رہے اسمین نہ پھر یاد بتانِ عالم
واعظو شکل ہر اک دل کی کلیسائی ہی

ہر جگہ جلوہ حسینونکا ہے گر کچھ ہو نظر
محملِ چشم مین یہی لیلئ بینائی ہی

کیون نہ مجرم کیطرح دل سی فراری ہو خوشی
خانۂ تن پہ مرے اشکونکی دوڑ آئی ہی

منتظر رہ کے ہوئی ہین مری آنکھین وہ سفید
چشم ہر روزنِ در جسکی تماشائی ہی

جبتک انسان ہے نظر کردۂ خلاق حکیم
پردۂ چشم ہی خود عینک بینائی ہی

ہاتھ ہٹتے نہین چہرے سی شیشہ خانہ مین
آنکھ یہ روزنِ در نے مجھے دکھلائی ہی

کیون نہ چھاتی سی لگائے رہون داغ دمِ شیب
خلق مین سبکو عزیز آتش سرمائی ہی

تیری بیمار بھی ہین رشکِ مسیحا شاید
جان بری کے لیئے اونتک جو اجل آئی ہی

کیا دکھائیگی مجھے بی نگہ لطف کریم
کور چشم آپ ہر اک عینک بینائی ہی

ربط دیرینہ خلقت نے کشش جب کی ہی
خاک دم بھر کو مری قبر پہ بیٹھہ آئی ہی

خاک اوڑ نیکی سوا کیا ہو مری تربت پر
گرد برخواستہ نے چھاؤنی وہان چھائی ہی

پیش رو راہ عدم مین ہین جوانون سی مسن
یہان ضعیفی حسبی کہتی ہین توانائی ہی

پُتلیون نے مری پھر پھر کے یہ ڈھونڈہا ہی تجھی
کہ نظر آنکھون مین جالے کی طرح چھائی ہی

غزل ۸۴

روح کو مین نہ کیون سوز الم ہو ماہر
شمع ہر بزم مین جلنی کی لئی آئی ہی

شعر ۱۱

ذات انسان جہان ثانی ہے
روز و شب پیری و جوانی ہے

گرم اشکونکی گر روانی ہے
سب کہین گے کہ آگ پانی ہے

فصل پیری مین کیون نہو دھڑکن
دلمین یہہ ماتم جوانی ہے

اب زمین پر قدم وہ کیا رکھین
بر زمین پوشاک آسمانی ہے

رو رہا ہون جو مین خجالت سے
اشک ہر ایک پانی پانی ہے

سوزِ دل کا سبب جو ہی گردون
رنگِ دود دل آسمانی ہے

سنتے ہوا ے کلیم اونکی صدا
جنکو دعواے لن ترانی ہے

جا ئے کسطرح طنطنہ اونکا
ابھی اوٹھتی ہوئی جوانی ہے

تن مین قوّت بھی آ نہین سکتی
کسقدر زور ناتوانی ہے

جوشِ حیرت یہ کیون نہ حیران ہون
آبِ آئینہ مین روانی ہے

غزل ۸۵ — کسی دریا مین بھی نہین ماہر / جو تری طبع مین روانی ہے — شعر ۳۶

مجھسا بھی کوئی زار جہانکی چمن مین ہے
یہ رنگ جسم کا ہی کہ بو پیرہن مین ہے

مجھسا ہی نالہ کش کوئی دارِ محن مین ہے
دل منھ کو آگیا ہے زبان کب دہن مین ہے

عالم مین روشنی ہی وہ تن پیرہن مین ہے
فانوس مین بھی شمع ضیاء انجمن مین ہے

سوزشِ فراقِ دختر رز سی یہ تن مین ہے
اشک کباب ہے جو پسینہ بدن مین ہے

کب مجھسا ناتوان کوئی دارِ محن مین ہے — رعشہ عروق کی حرکت سے بدن مین ہے

غم دوست اسقدر کوئی دارِ محن مین ہے — تعویذِ دل ہی داغ جو اپنی بدن مین ہے

یہان فقر مین بھی رختِ تکلف بدن مین ہے — اُتو سی کم نہین جو شکن پیرہن مین ہے

اسطرح یادِ زلف دلِ پر محن مین ہے — بُو جسطرح سی نافہ مشکِ ختن مین ہے

امیدوار ضعف سے اب کس ہنر کا ہون — کیا کم یہ بات ہی کہ تکلف سخن مین ہے

کیون فکرِ رختِ تن ہو انسان کو دہر مین — بی جسم ہو کے روح لباس بدن مین ہے

دستِ جنون سے کسنے مرُوڑا ہی دشت مین — پیچ آجتک جو شاخ غزالِ ختن مین ہے

مین اب وہ ہون چشم تصور مین بھی جہان — انداز مردمک کا سوادِ وطن مین ہے

شبنم کے ساتھ گرتے ہین دیوار و بام و در — بوسیدگی وہ اپنی مکان کہن مین ہے

سوزِ الم کا کر نہین سکتا بیان جو مین — شاید زبانِ شمع کا کام اس سخن مین ہے

اخفائی عشق سی ہی فغان اپنی بی صدا — سینہ دریدہ ہی کہ نالہ پر خون دہن مین ہے

خشکی میں مثلِ قطرۂ آبِ رواں ہیں ہم
غربت میں ہی قیام سفر یہاں وطن میں ہے

کتنا خجل گہر کو کرینگے تمہارے دانت
جاری ہی یہ پسینہ کہ دریا عدن میں ہے

ہی شمع اشک ریز تو شعلہ ہی بیقرار
کیا میرے سوزِ غم کا بیان انجمن میں ہے

ہی اہتمامِ پردۂ لیلی جو قیس کو
ہاتھ آہوؤنکی آنکھ پہ دشتِ ختن میں ہے

شبنم کے بھی عرق نکل آتا ہے جسم میں
گرمی وہ اے ہوا مری بیت الحزن میں ہے

کوچون سے نابلد ہیں وہ خانہ نشین ہیں ہم
درکار راہبر ہمیں اپنی وطن میں ہے

کیونکر نہ وقتِ نالہ کشتی دل ہو بیقرار
جنبش دمِ کلام زبانکو دہن میں ہے

اچھی کمی یہ خلعتِ آخر میں کی فلک
ہاتھ آستین کی جا مرا بند کفن میں ہے

جانا مرا محال ہی مالوف ہوں کمال
زنجیر پاؤنکی ہی جو کوچہ وطن میں ہے

محفل کے انتظام کا کثرت میں کب نہ دھیان
حلقہ نجوم چرخ کی کب انجمن میں ہے

غربت ہماری ہی صفتِ جادۂ طریق
صحرا میں جاکے بھی قدم اپنا وطن میں ہے

یہ حولناک ہی مری وادی کی سمت بھی
منہہ پھیرے ہے اودہر سے ہرن جو ختن مین ہے

جوشش بہار کی یہ ہی باغِ دہر مین
پھولونکا رنگ خونِ جہندہ چمن مین ہے

دندان یار سی ہوئی ہین عرق عرق
اک قطرہ آب کا ہی گہر جو عدن مین ہے

نا آشنائے خلق جہان مین ہون اے فلک
رنجِ سفر ندے مجھی غربت وطن مین ہے

دیوِ سفیدِ روز سی کہدو مجھکی آئے
کالی بلا ہی رات جو بیت الحزن مین ہے

مین تو کرون نہ دردِ دل اپنا کبھی بیان
ہر آہ کو مگر یدِ طولا سخن مین ہے

بنتی ہی آگ آکے وہان صورتِ غال
گرمی کے ساتھ حبس وہ بیت الحزن مین ہے

باندہا ہے دوستون نے یہ کس کر ہر ایک بند
ایذا فشارِ قبر کی مجکو کفن مین ہے

ای یار تجھسی بزم ہو خالی محال ہے
گر تو نہین تو ذکر ترا انجمن مین ہے

غزل ۸۶	تصور پر گھر مین چھوڑ کے نکلا ہے شہر سی ماہر سفر مین یون ہی کہ گویا وطن مین ہے	شعر ۱۷

کیون نہ توصیف لب لعل دہن سے نکلے
بات کوئی تو بھلا اپنی سخن سے نکلے

دل بھلا کیا تری گیسو کے شکن سے نکلے
مشک نافہ کی خطا ہی جو ختن سے نکلے

شکر ہی گردش گردون کہن سے نکلے
جی گئی مر کے جب اس دام محن سے نکلے

کیون نہو قدر سخن کی جو دہن سے نکلے
آبرو پائے گہر بھی جو عدن سے نکلے

باغ عالم سی گل دور خزان کا نہ اوٹھا
موسم گل مین بہی کانٹے نہ چمن سے نکلے

تو عطا نطق کرے گر تو غنا دل کیا مین
بات ہر رنگ کی غنچو نکی دہن سے نکلے

پانی پانی ہوئے ہم ضبط بکا سی کیا کیا
اشک جب بنکی عرق اپنے بدن سے نکلے

باغ عالم مین ہے ذلت کا سبب ترک وطن
گل رسن بستہ ہوئے جبکہ چمن سے نکلے

صورت دانہ تسبیح رہی گردش مین
گو سفر ہمنے کیا پر نہ وطن سے نکلے

غیر پھر غیر ہین اپنی جو ہین بچھڑے ہین
سایہ بہی ساتھ ہوا ہم جو وطن سے نکلے

آبرو تو جو بڑھائے تو بھلا مین کیا ہون
سیل آب در نایاب عدن سے نکلے

تنگ ہون زیست سے ای وحشت یکجائی کر
جان آجائی اگر روح بدن سے نکلے

چار ناچار چلین کیون نہ پی سیر وہ اب
بوئے گل اونکی جو لینے کو چمن سے نکلے

مین فی وہ کہنہ کفن بخت کے ہاتھون پایا
چاک ہو نکہت کافور جو تن سے نکلے

تھا قیام اپنا بہار چمن تا انکی طرح
وہ وطن ہی نہ رہا ہم جو وطن سے نکلے

ہی غربت وہ بلا رہ گئے عاشق جسمین
ساتھ بلبل نہ ہوئی گل جو چمن سے نکلے

غزل ۸

وصفِ خالِ رُخِ جانان جو بیان ہو ماہر
ایک نکتہ ہو وہ جو بات دہن سے نکلے

شعر ۱۱

غبارِ قلب کا اشکو نہین کہین نشان نہ ملے
یہ بحر وہ نہین ساحل حباب روان نہ ملے

حیات مین نہین ممکن ملین عدم والے
نشان اونکا ملے گر مرا نشان نہ ملے

اسیکی جور و ستم سے جلا تھا دل میرا
فلک سے رنگ مین کیون آہ کا دہوان نہ ملے

کھلی جو آنکھ تو تنہا تھے بند مرقد مین
عدم مین بھی ہمین یاران رفتگان نہ ملے

فروغ دو دن جو بیانکو مین بزم عالم مین
ہوا ای شمع کوئی میرا ہمزبان نہ ملے

مین انقلاب جہانکا ہون دوستو کشتہ
تہہ زمین بہی کہین مجکو آسمان نہ ملے

نہو جو چرخ خمیدہ تو جائے عرش پہ آہ
یہ تیر آور کرے پلہ گر کمان نہ ملے

کلام سخت سے رکھے نہ تا بشر کچھ کام
یہ بات تہی کہ زبانکو جو استخوان نہ ملے

تلاش ہی پس مردن بہی ایک یوسف کی
مری غبار سے کیون گرد کاروان نہ ملے

نگری ہین چاہ ذقن مین تری ہزارون دل
یہ چاہ وہ نہین یوسف ہو کاروان نہ ملے

غزل ۸۸	فلک سے کوئی یہ کہدے ہٹا دے اسکو بہی کہین مزار سے ماہر کا بہی نشان نہ ملے	شعر ۲۳

جبکہ قطع منزل مقصد مین قسمت رہگئی
ہر قدم پر نقش پا کیطرح طاقت رہگئی

گل ہوئے پژمردہ بسکہ خاک تربت رہگئی
ہوگیا گلشن خزان حیران ہون نکہت رہگئی

سن ہی لینا گر یہ پہونچین ہمنکی شہرت رہگئی
تیر کے پرتاب سے آکر قیامت رہگئی

خود صبا کو لاغری پر میری حیرت رہگئی
یون اوڑا صحنِ گلستان سے کہ نکہت رہگئی

دیکھلینا سر درآہونکی جو عادت رہگئی
استخوانِ سخت نبکر شمعِ تربت رہگئی

کچھ ہوا احسان نہ مانگے سی ندامت رہگئی
مطلبِ گردون بر آیا میری حاجت رہگئی

محنتِ غم سی ہوے آراستہ داغِ الم
اس چمن مین باغبان نبکر ریاضت رہگئی

شل شعلِ سوزِ غم سی استخوان جلنی لگی
جب ہوا سی بجھگلے اپنی شمعِ تربت رہگئی

داغِ غم مرجھا گئی جب بہی پہکا جاتا ہون مین
کیا یہ آتش تہی کہ بجھنے پر بہی حدت رہگئی

تب مین سمجھا سعی سی نکلیگی بیشک شکلِ رزق
گردۂ نانِ غنی جب گردش کیصورت رہگئی

منعمونکی گھر بنانے کا نتیجہ یہ ہوا
آپ سوئے کنجِ مرقد مین عمارت رہگئی

جسکو ہنگامِ دعا شغلِ نظربازی رہا
چشم نبکر قفلِ درہائی اجابت ر

فاش پایا جبکہ رازِ عسرتِ اربابِ فقر
پردہ رکھلینکو دنیا مین قناعت رہگئی

سوزِ غم نے ایک شب مین ڈہایان یون کین تمام
صبح کو جسطرح گلکی شمعِ تربت رہگئی

گھر سے ہم نکلیں کبھی تو ہی اک امر محال
یہ بھی وہ ضعف ہے دلمین جو حسرت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آئے فاتحہ پڑہنی کو دوست
بہر تعظیم اوٹھکے میری خاک تربت رہگئی

دن آئین قربت پڑہتی ہی کلیم اللہ ہوئے
بن پڑہے پائین تین زبان مین جبکہ لکنت رہگئی

بیخبر پاکر ہمین گھر سی نکالا بیقصور
یہ عزیزون سی ہمین مرکر شکایت رہگئی

ناتوان وہ ہون جب آیا دل سی چہرے تک ملال
وہ چین پیشانی پہ مثل خط قسمت رہگئی

جب مزاج ناتوانکی صحبتونکا پڑگیا
اوٹھکے سو سو بار میری خاک تربت رہگئی

جب ہوا قائم مزاجی پر مجھے اپنی سرور
رنگ بنکر میری چہرے پہ بشاشت رہگئی

ہو وہ زار و ناتوان نکلی نکلنی کی جو شکل
آئنہ مین بال بنکر میری صورت رہگئی

غزل ٨٩	کونسا ماہر گلہ مرکر عزیزون سی رہا خاکمین ملنیکی شکایت رہگئی	شعر

مجھسا بہی غریب کم اس بوستان مین ہے
تنکے کیطرح جسم نزار آشیان مین ہے

بیتا نہیں سکوت ہی جو زندان میں ہے
چھالا لا ہر ایک مُہرِ خموشی زبان میں ہے

گرمِ سفر یہ کو نسا رہرو جہان میں ہے
صورت دھوئین کی گردِ رہِ کاروان میں ہے

غم دوست ہو وان خوشی سی یہ کینہ جہان میں ہے
دل کیا گرہ کی شکل ہر اشکِ روان میں ہے

تاثیر کس کے ضعف کی یہ کاروان میں ہے
بانگِ شکستِ رنگ جرس کی فغان میں ہے

راہِ درازِ مُلکِ عدم طی کرینگے ہم
مر کر بھی اتنی جان تنِ ناتوان میں ہے

سینے سی کیون نہ قافلۂ لختِ دل چلے
اشکون کا کاروان بھی کسی کاروان میں ہے

نا مستقل مزاج سے کامل نہ ہوگا تو
ناقص ہی نقشِ پا بھی جو ریگِ روان میں ہے

سوزِ الم سے کیون گھلا ہے مری طرح
یہان تارِ اشکِ شمع کی شکلِ استخوان میں ہے

سینے مین دل کی ساتھ ہین داغِ الم مرے
یوسف کنوئین مین بھی ہے تو اک کاروان میں ہے

جاتا ہی باغِ دہر سے کیا کاروانِ گل
آوازِ کوس نالۂ برگِ خزان میں ہے

سوزِ الم مین بات تو او لٹی نہین ہی شکر
زخمِ زبان سے غنچۂ دہن یہان زبان میں ہے

باساز و برگ کیون ہون قائم ہین جہان
ہو خاک دانہ سبز کہ ریگ روان مین ہے

کیون ہو دل پسند خم ابروان یار
وہ عین راستی ہی کجی جو کمان مین ہے

اپنا ثبات بحر جہان مین نہ جان تو
مٹتا ہے جلد نقش جو آب روان مین ہے

مجھ ناتوان کی منھ سی نکلتی ہی اس سی بات
شکل عصا ہے صاف الف جو بیان مین ہے

پر سوز عشق چشم بتان سے مین زار ہون
انداز میل سرمہ ہر ایک استخوان مین ہے

بحر جہان سے پار اوترنیکی کیا ہو فکر
تابوت مجکو صورت کشتی جہان مین ہے

معجز بیان نکیون دہن تنگ یار ہو
اعجاز سی کلام کا دخل دہان مین ہے

سمجھون یگانہ کسکو مین باغ جہان مین سے
بیگانہ مجھسے سبزۂ ہر بوستان مین ہے

کیونکر پڑی نہ آنکھ ہر اک کی لباس پر
اشکون سی جسم جامۂ آب روان مین ہے

آہون سے جب ہوئی ہی مشبک تمام سقف
تب فرش دہوپ چھاؤن کا اپنی مکان مین ہے

معنی نکین ہین لفظ ہین مجھ سے ستون ہین رکن
انداز بیت شعر ہماری مکان مین ہے

وہ اس چمن مین بلبلِ رنگین مزاج ہون
تنکا بھی صورتِ گُلِ آشیان مین ہے

روزن کی روشنی کا گذر تک محال ہی
وہ تیرگی بھری ہوئی اپنی مکان مین ہے

آندھی کی طرح آتا ہے سینے سی تا دہن
شامل جو آہ دُودِ دلِ ناتوان مین ہے

کیون لاغری سی ہو نہ خلش جسمِ زار مین
کانٹونکا طور اپنی ہر اک استخوان مین ہے

ایسا ہے تنگ اپنا سیہ خانہ ہمدمو
وہ بھی گھٹا ہوا ہے دھوان جو مکان مین ہے

کیا منھ کھلی مراتبِ غم مین پئی کلام
چھالا ہے جو وہ قفل کی صورت دہان مین ہے

۹۰ غزل

شاگردیِ اسیر سے مضمونکی قید ہے
ماہر وگرنہ رنگ بھی اپنی زبان مین ہی

۹۳ شعر

حیرت مجھے روانیِ عمرِ بشر مین ہے
لنگر پڑا ہوا ہی سفینہ سفر مین ہے

کیا محوِ طیِ ارض کوئی رہگذر مین ہے
پیچیدہ گی غبارِ طریقِ سفر مین ہے

فصلِ بہار اوج پہ اپنی نظر مین ہے
کب برق ہی یہ خونِ رگِ ابرِ تر مین ہے

پیری مین بهی چمک ہے مرے داغِ جگر مین ہے — حیران ہون دن کو شب کیطرح ضو قمر مین ہے

پرتو جو اُنکے رخ کا مری چشمِ تر مین ہے — روشن چراغ کوچۂ مدِ نظر مین ہے

نالی نہ کر زبانِ دلِ پُر درد بر مین ہے — اچھا نہین ہے شور کہ بیمار گھر مین ہے

اوس مہ کا عکسِ رخ جو مری چشمِ تر مین ہے — ایک ایک اشک آنکھ کا تارا نظر مین ہے

کیون سوزِ عشق سے نہو شغلِ جانِ عزیز — ٹھنڈا ہے جس سے قلب وہ آتش جگر مین ہے

ہی دل مین یادِ قامتِ موزون یار کی — دیکھو نئی بہارِ شجر ہی یان ثمر مین ہے

ٹھنڈک ہے زخمِ دلمین مہِ رخ کی یاد سی — یہ چاندنی ہی مرہم کافور اثر مین ہے

تصویرِ انقلابِ زمانہ ہون شیب مین — پاؤن مین ہی کہان حرکت جب سے سر مین ہے

ہوتا نہین ہی آتشِ غم سی جو کچھ ضرر — رخصتِ حریرِ شعلہ مگر میرے بر مین ہے

ہر روز تیری نذر کو ائی بادشاہِ حسن — دینار آفتاب کا دستِ سحر مین ہے

سوزِ دل و جگر سے گلا ہے رخ جانبِ دماغ — اس آگ کا گرہ ہی کہ مغز اپنی سر مین ہے

عالی اونکی طبع ہی عالی ہی جنکی قدر　　مضمون بلند مطلع شمس و قمر مین ہے
دن زندگی کی کاٹ کے پہونچونگا تا عدم　　راہی یہ مین ہون عمر رواں کب سفر مین ہے
کیا جوش فصل گل کہی دریا ہے صحن باغ　　کشتی کا طور موج نسیم سحر مین ہے
تپ مین ہی اہل فقر کی تبرید خون دل　　تعویذ ابروؤنکی گرہ دردسر مین ہے
آئین فقیر خانہ مین سبکی نہ کیون قدم　　گھر نقش پا کیطرح مرا رہگذر مین ہے
یارب ہوا ہی کونسا یہ سوختہ جگر　　رخت سیہ دھوین کا جو شعلہ کے بر مین ہے
پڑ جائے جسطرح کوئی تا بو میان بحر　　اشکونسی یون کدورت دل چشم تر مین ہے
روشن ہی آگ شعلۂ دل کی دماغ مین　　یہ پیچ ہی جو دل مری ہر موئی سر مین ہے
کاہم آئے فرد ضعف مین کیا اور کوئی ستی　　منھ دیکھنی کو آئینہ جب اپنے گھر مین ہے
تیغ قدم سی کاٹونگا وہ تیز رو ہو نمین　　گو دوع نقش پا رہ صحرا کے بر مین ہے
رونے مین دیکھتا ہون بخوبی کتاب غم　　عینک ہی آب اشک یہ کب چشم تر مین ہے

دل ساجری کمی ہی سپر انداختہ بیان
کیا آنچ تیغ کی مری سوز جگر مین ہے

نالان جو شام سے ہے موذن شب وصال
کیا چاندنی سی رات لباس سحر مین ہے

محتاج دستگیر عصا بھی ہی راہ مین
سختی نئی طریق کی پیری سفر مین ہے

کیونکر نہ شمع عقل فروزان رہی سدا
کم موم سے نہین ہے جو مغز اپنے سر مین ہے

ساری کرامتین یہ پریشانیونکی ہین
مین ہون حضر مین اور دل محزون سفر مین ہے

اپنی جگہ سی ہل نہین سکتا یہ ضعف سے
مین ہون مکان مین یا کوئی تصویر گھر مین ہے

بھرتا ہے دفن ہونے سے زخم دل لحد
انسان کا جسم کیا کوئی مرہم اثر مین ہے

بریان ہین سیخ آہ پہ نالے کباب وار
حدت یہ اپنی آتش سوز جگر مین ہے

پیری مین بھی ہین داغ مری جسم زار پر
فصل خزان مین کثرت گل اس شجر مین ہے

جامع مقام و کوچ کا پرکار وار ہون
اک پاؤن ہے حضر مین مرا اک سفر مین ہے

کیا آگئی تھی فکر مین ماہر خزانکی یاد

مصرع جو شاخ خشک ہر اک شعر تر مین ہے

حسرت و اندوہ غم کا گھر ہمارے دل مین ہے
دیکھیے جسکو وہ ضنا خانہ اس محفل مین ہے

ہاتھ پھیلانے سے واضح ہی جو مضمون دل مین ہے
ہین لکیرین یا خط مطلب کف سائل مین ہے

کون ہے زیر زمین مضطر کشش کس دل مین ہے
نبض وہ چلتی ہوی ہے جادہ جو منزل مین ہے

کب فقط اک راہ غربت ہے ہمارے دل مین ہے
گرد بہی خواستہ خاطر اسی منزل مین ہے

سوز غم سے سلک گریہ فرقت قاتل مین ہے
آبلہ کہیے اوسے جو اشک اپنے دل مین ہے

راہی ملک عدم ہر ہر مین دھڑکا دل مین ہے
قافلہ خاموش جاتا ہے خطر منزل مین ہے

کب شرر کا گذر اہل الم کے دل مین ہے
شمع اشک افشان شب شادی بہی ہر محفل مین ہے

ناز کیا کینہ اگر مجھسے دل قاتل مین ہے
اوس گرہ کی کھلگئی قسمت جو اوسکے دل مین ہے

ہاتھ شل موج لرزان ہے نقاہت دل مین ہے
کس تلاطم مین ہی کشتی کف سائل مین ہے

کسقدر سختی طریق الفت قاتل مین ہے
سر بال وحشی ہر رہ رو کو اس منزل مین ہے

ہے بجا راہِ عدم سے خوف اگر ہر دل میں ہے
رہ گئے ہیں خضر بھی سختی وہ اُس منزل میں ہے

دیکھیے جسکو اسیرِ لطفِ صحبت ہی وہی ہے
طوقِ گردن سبکا ہی حلقہ جو اُس محفل میں ہے

عشقِ گیسو میں کشودِ کار ہے امرِ محال
ہی گرہ وہ بال کی عقدہ جو اپنے دل میں ہے

دل میں مجھ غمکش کے ہی دیدوں کوئی دلبر چھولے
داغ جسمیں لگ گیا پھر لطف کیا اُس دل میں ہے

باطن باطن سی کھلتا ہو نہیں عشقِ یار دوست
راہ یہ وہ ہے جو نہاں اپنے دلکی دل میں ہے

اب تو آکر دیکھ جا قاتل دلِ بیتاب کو
دم کو اُمیدِ کرم ہے لیے مہمان تنِ بسمل میں ہے

گر نہیں ہے ارتباطِ دوستان تازہ طلسم
کسلیے پھر دردِ دل یارونکا میرے دل میں ہے

گردشِ قسمت کا نکتہ تاکہ ہو سب پر عیان
اس سبب ہے دورِ خط کاسہ سائل میں ہے

طی عدم کی راہ کرنی میں مسافر کیوں ہو شاد
ہی وہی سنگِ نشان سختی جو اس منزل میں ہے

شاخِ ناقہ قیس بلبل نجد ہی صحنِ چمن
غنچے میں نگہت کہ لیلی گوشۂ محمل میں ہے

دیکھکر شاید لسی کو ہو مکدر دل کوئی
یہ سبب ہے جو گلی کا نشہ کفِ سائل میں ہے

رنج دیگر آشنا سب چل بسی سُوی عدم
ہے غبارِ کاروانے گردِ غم کب دل مین ہے

ساتھیون سے کہدو لین اوسکی خبر ٹک ہو ذرا
کوئی واماندہ ہی نالانِ جرس منزل مین ہے

کیون نہ روشن طبع پائین آ کی صحبت مین جگہ
کیسی ہی کثرت ہو جا شمع ہر محفل مین ہے

بحرِ عالم مین نہ پہونچی کیون ہر اک کے در تلک
بادبان حرص ہوا کا کشتی سایل مین ہے

خون کی دھارین نکلکر دیتی ہین اوسکو صدا
ادنے بھی اک ہاتھ او قاتل کہ دم بسمل مین ہے

موت ہے انسان کی دنیا مین ہو خشکی یا تری
یہ وہ دریا ہے کہ خوفِ غرق بہی ساحل مین ہے

عشق لیلی مین جو سودائی ہوا دیوانہ تھا
مین تو مجنون ہو سکا ہون محمل کی جا جو دل مین ہے

ساکنانِ قبر سی اتنا تو کوئی پوچھیدی
گھر بھی یاد آتا نہین کیا چین اس منزل مین ہے

حسن کی گرمی سی اونکی سب کے سب بیتاب ہین
شعلہ جوّالہ ہے حلقہ جو اوس محفل مین ہے

ناخنِ تدبیر کے بھی کھلگئی عقدے تمام
عقدہ لاحل ہی وہ عقدہ جو میرے دل مین ہے

کیون نہ مجنون صورت بلبل نظر بازی کرے
بنکھڑی غنچی کی ہی پردہ اک اوس محمل مین ہے

کیون نہ بھاگین عالم پیری مین مجھسی دوست
شکل دیوار خمیدہ یہان قد مائل مین ہے

کونسی صحبت زمانہ مین ہے بےمثل و نظیر
دیکھیے جسکو مثال آئینہ محفل مین ہے

بارش اشکونکی ہوئی خاطر مکدر جب ہوئی
خاصہ ابر بہاری کا غبار دل مین ہے

ناتوان وہ ہون کہ جبتک بزم مین بیٹھا ہون مین
فرش ہی صاحب فراش دسوقت تک محفل مین ہے

کرتی ہی صحبت اثر ظاہر ہو یا باطن مین ہو
کب ہی نے لے آواز جو کاسہ کف سائل مین ہے

ہمنشینونکے کلیجونمین بہی پنکھے لگ گئے
کسقدر گرمی الہی اپنے سوز دل مین ہے

قلب باہیبت کا باعث ہے بشر کی فرط فقر
ڈوب مرنیکے لیی کشتی کف سائل مین ہے

کسنے تھک کے راہ کو دیکھا تھا چشم یاس سے
صورت تدنگہ ہر جادۂ منزل مین ہے

بعد رحلت بہی چھوٹیگی یہ عادت رنج کی
داغ فرقت جو ہی وہ شکل سویدا دل مین ہے

ہاتھ دکھلا کر اونھون نے قتل کر ڈالا مجھی
کیا دم خنجر لکیر ایک اک کف قاتل مین ہے

دیکھکر حال شکستہ اوسکا یہ کہتا ہی دل
بال کہتی ہے دسکو جو خط کاسہ سائل مین ہے

کسطرح اوس قد کا یون نقشہ مجھے اوتر گیا
سرو کی جسطرح صورت قمریونکی دل مین ہے

بحر دیتے کوئی دست موج سی جام حباب
تشنگی کے جوش سی خشکی لب ساحل مین ہے

ہی مزید فقر سے بحر جہانمین خوفِ غرق
کیا تعجب ہے اگر کشتی کفِ سائل مین ہے

آرہاہی رنگ ہمدردی کا یہ اس عہد مین
زخم سب ہنستی ہین اورا نداز دلِ بسمل مین ہے

روح اپنے جسم مین کیونکر رہے بعدِ شباب
شمع کو دیکھا تو شب بھر کے لئے محفل مین ہے

کب کثیف الطبع لوث عیب سے ہین پاک صاف
دیکھ لے مٹی کا دہبہ دامن ساحل مین ہے

تیرے اوٹھ جانے سے یہ صحبت منغص ہوگئی
لوگ کیسے فرش ہی ہین پر جبین محفل مین ہے

سوکھ کر کانٹا نکیون ہوجاؤن باغِ دہر مین
تلتی ہین پھولونمین جو اونکی محبت دل مین ہے

کیا مسافر اب نکھینگے وطن والونکو پھر
صورت پردہ یہ کیون گردِ رہ منزل مین ہے

دیکے کچھ اس پیشکش کو کرلے او منعم قبول
آبرو سی چیز کشتی کف سائل مین ہے

کونسے بیکس کی ہے تاراج کشت آرزو
جسکی غم سی دانہ ہر اک خاک بسر گل مین ہے

گر یہ ہون کانٹے کہ رکے ڈر تو سمجھے مسافر راہ کو ۔ ابھی جو جادہ وہ کھینچا یگا جو منزل مین ہے

غزل ۱۹۱

غیب دان ماہر کہان انکو جو ہین تیری رازدار
بات وہ کہدیتے ہین منھ پر جو نہان دل مین ہے

شعر ۱۳

فلک سے سمجھا یہ کیا بر ہم جو دم بھر صحبت غم کی ۔ او داسی ہی تو رونق تھی ہمارے بزم ماتم کی

دکھاؤن گر روانی بحرِ اشکِ چشم پُر نم کی ۔ بہی مثلِ کفِ دریا سفیدی صبح ماتم کی

مقابل وس سے کیا دیکھی جو طینت سیر عالم کی ۔ مگر ہان کاسہ گر سے کم نہین تھی آبرو جم کی

بیان قدرت ہو کیا اوس نخل بندِ باغِ عالم کی ۔ ثمر بخشی وہ لذت جسپہ ٹپکے رال شبنم کی

نہ بوئین داغ حسرت سے کہین یون قبر پر غم کی ۔ نگین سے خوشنمائی جسطرح ہوتی ہی خاتم کی

تجھی بہی ہان و لازم اس چمن مین شادی و غم کی ۔ فراموشی نہین ہر آتی ہین یہان انگار توام کی

کھلا جب یہ کہ دنیا ہے جگہ ہر حصہ بہ غم کی ۔ تو دریا بھی و ستِ عروج سی کی مشق ماتم کی

گرانقدری کھوئی کیا اوس سلیمان کرم کی ۔ کہ بارِ نام نے جسکے کمر خم کی ہی خاتم کی

مجھے ہو وے آگے قدر کیونکر ساغر جم کی
کہ اک جام اسکا دکھلاتا ہے کیفیت دو عالم کی

شکایت پھر نہ ہوتی محنت گلزار عالم کی
نظر گر باغبان کرتا عرق ریزی پہ شبنم کی

ازل سے گوش زد ہے بے ثباتی باغ عالم کی
برنگ گل مری تن پر قبا کیون ہو نہ شبنم کی

دکھایا ساقی مجھے اوسن جام مین سیر عالم کی
کہ ٹپکی رال شیشہ کیطرح حسن جام پر جم کی

بہار اے باغبان جوبن پہ ہے یہ باغ عالم کی
کہ گلشن برگ گل سے نظر ٹرپتی ہے شبنم کی

حباب آسا ہون نازک مین بھی فرط ضعف خلقت سے
بہر وسا کیا ہے مٹ جاؤنگا تحریک سے یکدم کی

یہ بیدردی کہ اس گلشن مین شبنم اوسکو سب سمجھے
چمن مین اشک غم سے آنکھ نرگس نے جو پر نم کی

مین ہی وہ آہوئے رم کردۂ وحشت ہون اے صحرا
کہ جسکے سایہ کی تصویر مین ہے طاقت رم کی

روا رو رہگذار دہر کی ہی رہنما رہرو دیکھو
ملی فرصت نہ چلنے سے کبھی دم کو بھی اکدم کی

جھکے کیونکر برنگ چوب خشکیدہ ہے ہر سرکش
کمر ٹوٹیگی پشت اسنے تواضع مین اگر خم کی

الٰہی بس کہ خوبیکی فرقتمین یہ حالت ہے
لگی ہین چھت پہ کو آنکھین ہم حباب بحر عالم کی

نفس بے شغلی پیری مین دل بہلاتی ہین میرا
ہوا ایسی ہے کہ فرحت بخش ہوتی ہی سحر دم کی

برنگِ بوی گل نازک مزاجی مین مین بیٹھا تھا
کہان ہے آگے صرصر نے طبیعت میری برہم کی

شریکِ حالِ اہلِ غم نہ مین کیونکر ہوا ے گلشن
جب آنسو دیدۂ نرگس مین ہون ہر وقت یہ شبنم کی

نہ دیکھو گر تو ہون کم ظرف مثلِ جامِ جم بیشک
اگر دیکھو تو گنجایش ہی مجھ مین ایک عالم کی

بجز اعجازِ حسنِ دست اسکو اور کیا کہیئے
ثنا مین نے زیادہ بہی جو کی تو بہی بہت کم کی

تناسب کی رعایت مجکو ای افسانہ گو یہ ہے
حکایت گر سنون بہی تو لبِ جامِ جم کی

سیہ روزی سی اے گردون سوادِ آخرِ شب ہون
فنا ہو جاؤنگا دیکھی ضیا گر صبحِ ماتم کی

عرق کی قطرون سے اوس گل کے ہیں دعوے ہم چشمی
یہ پانی ڈہل گیا ہی حرم پن آنکھون کا شبنم کی

یہ بہیم پھوٹکر روئے ہین کسکی آشنائی مین
کہ سوج آئی ہین آنکھین ہر حبابِ بحرِ عالم کی

مین وہ ہون حرمِ دل ہی کعبہ حق دارِ فانی مین
نہین ہی تاب جسکو دید غور علین زمزم کی

بناہون قدر سوزِ دل سی عکسِ برق اے گردون
تڑپ جاؤنگا مین بہی ساتھ ہی تجلی اگر چمکی

وفورِ ضعف مین اتنا حرج بھی دلکو آفت ہے
ڈبوئیگی مری کشتی کو گردش چشمِ پرنم کی

ندامت کچھ تو اسنے ساقیا اوس سے اوٹھائی ہے
جب آیا سامنے پیمانہ گردن شیشہ نے خم کی

نہ کیونکر ای اجل پھر آنکھ میری بند ہو جاتی
دمِ پیری لگی آہین بھی ہوائین تھین سحر دم کی

یہ ادنی سی صفت ہے اوس طلائی رنگ کی اونکے
پڑا جب عکسِ رخ چاندی ہے کندنکی طرح دمکی

کسی رشکِ چمن کے انتظارِ آمد مین
سفید آنکھین ہوئی ہین قطرہ ہائے آب شبنم کی

مین ہی تو موجدِ بیتابیِ سوزِ جدائی تھا
زمین پر مین جو تڑپا آسمان پر برق بھی چمکی

دکھادے اب تو اسکو ای صنم خوبی جمال اپنا
کہ جان آنکھونمین آئی ہی حبابِ بحرِ عالم کی

بجا یارو وہ دستے ٹھوکرون سے جب تو ٹوٹے ماتا
یہ نوبت ہو گئی مرنی پہ خود جامِ سرِ جم کی

کٹیگی عمر ہی بھر مین یہ حالت اپنی وہ سمجھے ہے
مثالِ تارِ گوہی آمد و شد سینہ مین دم کی

کرین کسوقت کارِ دین و دنیا کاہلِ عالم
نہین ملتی ہی فرصت سانس لینے سے کوئی دم کی

دکھائیگا مجھے کوئی نہ کوئی سانحہ گردون
کہ آنکھین تک جھپک کر رہی ہین عشق ماتم کی

کیئی سجدے یہ طماعون نے زر کو دار دنیا مین
کہ آخر آگئی داغ جبین مین شکل درہم کی

غزل ۹۲

بنی ہین دیدہا منتظر نقش قدم ماہر
زمین بھی ہی یہ شائق مہدیٔ ہادی کے مقدم کی

شعر ۱۱

نقش قدم بنا نہ کہین پر جہان سے چلے
سایہ چلا زمین پہ کہ ہم ناتوان سے چلے

گھسٹ پڑ ہکی یون زمین پہ ترے خستہ جان چلے
سینے مین جسطرح نفس ناتوان سے چلے

یون مجھہ بلا نصیب کے اشک روان سے چلے
جسطرح خوف کی جا کار روان جلد سے چلے

گر کچھہ چلی بھی چال تو یون ناتوان سے چلے
اپنی جگہ پہ صورت نبض روان سے چلے

رفتار گر قلم کی ترا ناتوان سے چلے
ہو طرفہ سیر ساتھہ قدم کا نشان سے چلے

مجھسا کوئی رفیق طریق آپ کو ملا
سایہ صفت قدم بہ قدم ہم جہان سے چلے

مستی کے شغول آئین تو جاے ملال زر
ساغر چلین تو پیر مغان کی دوکان سے چلے

ہاتھا دس سے سپہر جدا ہو اشام کی طرح
الدن عصا جو لیکے تری ناتوان سے چلے

کیونکر نہ بات باتمین کاٹو ہر ایک بات
قینچی کیطرح سی جو تمہاری زبان سے چلے

یون گردِ غم مین پہر گیا ہی ہمارا دل
رتی مین جیسی ماہی ریگِ روان سے چلے

وہ مست ہون جو ٹہیس شیشہ ہی مین لگ گئی
فریاد کرتے ہم سوئے پیرِ مغان سے چلے

فرقت کی شب مین یون ہے رواں کہکشانِ چرخ
جسطرح سی کہ اژدر آتش فشان سے چلے

آئینہ سان سفر مین بہی نکلین نہ گھر سی ہم
گر ہم چلین تو ساتھ ہمارا مکان سے چلے

بلبل وہ ہون پھڑک کی دکہاؤن جو زورِ عشق
اوڑتا ہوا قفس کیطرف بوستان سے چلے

دامن سی خار اولجھ گئے گل پاؤن پر گرے
صیاد اوجاڑنے جو مرا آشیان سے چلے

بھولا ہون گر ستارون سے بہری مانگ کو تری
آرے کیطرح سر پہ مرے کہکشان سے چلے

اندہیر اہلِ بزم کی آنکھون مین ہو گیا
محفل سے میری آپ اگر شمع سان سے چلے

ہون دفن بسملِ تپِ ہجران جو دشت مین
جادہ ہر ایک صورتِ نبضِ روان سے چلے

مارا جواب دینے پہ اوسنے رقیب کو
سچ ہے کسیکا ہاتہ کسیکی زبان سے چلے

اولٹی چلی خزان مین ہوا جب تو باغ سی — مثل طیور اوڑتے ہوئے آشیان پہ چلے

لپٹین جو بو کی باغ سی نکلین ہوا سبی — بن آئی راہزن کی جہان کاروان پہ چلے

ای داغ دل جنون نہین بند ہی یار کی دہن — اوس ملک مین چلو نہین سکہ جہان پہ چلے

بدگوئی رقیب سیہ رو کو کیا کرون — گر قطع ہو تو اوس قلم کی زبان پہ چلے

ہم وہ حزین ہین یون تو نجانا ہوا کبہی — پہولو نہین بلبلون کے سوی بوستان پہ چلے

دانہ جو تیرے خال کا بہولا ہون مین کبہی — چکی کیطرح سر پہ مرے آسمان پہ چلے

یاد آئی گل کو آمد و شد عندلیب کی — پہر کر جو آشیانکو پریشان پہ چلے

مثل نسیم صبح مگر آپکی ہی چال — غنچونکے پاش پاش ہوئے دل جہان پہ چلے

وہ گل چلا جو باغ کی نظارے کے لیے — طایر بمست سب طرف بوستان پہ چلے

رکہدون کبہی جو بار غم اپنا اوتار کے — جہک کر جہان مین پیر کیصورت جوان پہ چلے

کی بعد مرگ جوشش وحشت نے کشش — صحرا کو ٹہوکرون سی مری استخوان پہ چلے

بلبل وہ ہون بھرو جو قفس مین گلونکا دم ‌‌‌ اڑ کر شمیم گل کیطرح بوستان سے چلے

یون باتین کرتے ہین ترے دیوانے ہجر مین ‌‌‌ جسطرح سے کہ گنگ کے منہ مین زبان چلے

وحشی وہ ہون کہ تھک کے گرے سایہ کیطرح ‌‌‌ جن بھی جو میرے ساتھ دم امتحان سے چلے

تاثیر ضعف عالم پیری کو دیکھنا ‌‌‌ سایہ بھی بی عصا نہ چلا ہم جہان سے چلے

خالی کمان جو رکھی قاتل کے ہاتھ مین ‌‌‌ تن سے نکل کے صورت تیر استخوان سے چلے

بلبل وہ ہون کہ قتل کو صیاد جب بڑھا ‌‌‌ باہر چمن کے روتے ہوے باغبان سے چلے

پچھلے سے مست بیٹھے ہین اس انتظار مین ‌‌‌ پھولے شفق تو جام ارغوان سے چلے

یون شوق مین ہے غم مرے دلکی طرف روان ‌‌‌ جسطرح سے کہ طیر سوے آشیان سے چلے

دیکھا یہ انقلاب ترے لطف و قہر سے ‌‌‌ تنکر چلے جو پیر تو جھک کر جوان سے چلے

صیاد کی تسلیون کا اعتبار کیا ‌‌‌ کھڑکی کھلے قفس کی تو پھر کہان سے چلے

ماہر کو قہر پیستی ہی یا ابو تراب

غزل ۹۳۰	چلد آئیے فشار ہوا استخوان پہ چلے	بشعر ۳۴

بہر طور اچھی بسر ہوگئی ۔ کبھی آبرو تو گہر ہوگئی
خجل جب نہ حرص بشر ہوگئی ۔ ہوا خود پسینے مین تر ہوگئی
مرے اشک شور آئے فرقت مین کام ۔ کٹا رنگ شب جب سحر ہوگئی
یہ اونکی پھری وصل مین سب مجھسے آنکھ ۔ کہ شب بھی ادھر کی ودھر ہوگئی
فقیری قناعت کا باعث ہوئی ۔ بری بھی تو اچھی بسر ہوگئی
بڑھاپے مین تختہ ہی تن قبر کا ۔ مری جھکتے سیدھی کمر ہوگئی
مرا دل وہ لیکر یہہ کہنے لگے ۔ کوئی شئی ادہر کی اودہر ہوگئی
قدم رک گئے جب سر خوش ہوئے پر ۔ مہم تھی جو یا اونکی سر ہوگئی
سب اچھے رہے مر گئے جب فقیر ۔ گدائی فقط در بدر ہوگئی
عجب رنگ مین رنگ الفت کھلا ۔ شب وصل گھٹ کر جگر ہوگئی

سیہ خانہ میرا وہ تاریک ہی ‌ شب ہجر جس مین سحر ہو گئی

مرے خشک تن بہی ہوئی یہ خجل ‌ یبُوست پسینے مین تر ہو گئی

نہ ٹھہر یگی بو غنچۂ گُل مین پہر ‌ خبر اوسکی گر مشتہر ہو گئی

وہی میری پیری ہی ای آسمان ‌ سحر مین جو شیر و شکر ہو گئی

یہ دیوانے بہی کیا تھے غُنچہ کی بُو ‌ چلے جب تو دیوار در ہو گئی

مجھے خوفِ تیغِ ہوس کچہ نہین ‌ یہی نانِ جو گر سپر ہو گئی

بلا گردِ سر میرے پیا تنک پھری ‌ کہ آخر کو دستارِ سر ہو گئی

تری مردمک کا پڑا جسپہ عکس ‌ وہی دیکھنے کی سپر ہو گئی

یہ سمٹی دمِ ضبطِ سوزِ درون ‌ گھٹا دُود دلکی جگر ہو گئی

جوانی سے بہتر وہ پیری ہی چرخ ‌ جو کافورِ زخمِ جگر ہو گئی

تمھین بہی رہا تیغ ابرو کا ڈر ‌ جبھی مردمک بہی سپر ہو گئی

سوکھا یا کسی گل کی فرقت نی یہ — کہ کانٹا ہر اک شاخ تر ہو گئی
بتون نے کرم کی جو پھیری نظر — خدائی ادھر کی ادھر ہو گئی
اوڑا شب یہہ کافور زخم جگر — کہ بیدرد سمجھے سحر ہو گئی
نہ کہنا مجھے صاحب راز عشق — جگر کو جو دلکی خبر ہو گئی
پڑی بحث جب کفر و اسلام مین — ادھر بت خدائی ادھر ہو گئی
مجسم گنہ نے یہ آخر کیا — کہ دلکی سیاہی جگر ہو گئی
بدلتے ہی کروٹ کے اے آسمان — شب وصل دھر کی ادھر ہو گئی
دیا ساتھ مشکل مین فورًا امرا — اگر بیکسی کو خبر ہو گئی
مجھے خوف طول شب ہجر کیا — اوڑا رنگ رخ جب سحر ہو گئی
نہ او تری فقیری کے اعجاز سے — کلاہ گدا تن پہ سر ہو گئی
مقدر کی گردش سے آخر بلا — یہ لپٹی کہ شال کمر ہو گئی

سخن سی نکیون ہوئین راس الرئیس	زبان شمع کے تن پہ سر ہو گئی

غزل ۹۴

بڑھاپے مین ماہر نہ چل راہِ جرم
ٹھہر جا کہ اب دوپہر ہو گئی

شعر ٣٦

مجکو مہمان سی مروت بھی حیا بھی آئی — جان لیکر گئی گھر مین جو قضا بھی آئی

جان لینی کا جو تھا کام قضا بھی آئی — بی ہوس پاس ہمارے نہ ہوا بھی آئی

میرے کہنے پہ ہوس کیا کہ ہوا بھی آئی — دم ذرا سا جو دیا مین نے قضا بھی آئی

وای غفلت کہ نہ کچھ اونکو صدا بھی آئی — در کی زنجیر مری آہ ہلا بھی آئی

آج کچھ نکہت گیسوے رسا بھی آئی — مرض عشق بڑھا جب تو دوا بھی آئی

مین جو آیا تو زمانے مین بلا بھی آئی — بزم مین شمع کی آتے ہی ہوا بھی آئی

مجکو اوس وادیِ پرہول مین لایا ہے جنون — قافلہ کیا نہ جہان بانگِ درا بھی آئی

ہاتھ مین آئنہ و شانہ وہ لیتی ہی رہے — بگڑی زلفونکو مری آہ بنا بھی آئی

عذر ہر وکر کے مرا غیظ مین وہ لیتے ہین
مجکو بگڑی ہوئی بات اپنی بنا بھی آئی

مجکو تھی بوالہوسی سے یہ جہان مین نفرت
حرص سمجھا اوسی گر پاس ہوا بھی آئی

رنگ سیوم مین کھلا اسکی محبت کا مجھی
رہ گئے دستِ صبا پھول اوٹھا بھی آئی

بیتحدار ایسے ہین کوچے ترے گھر کے ادب
ٹھوکرین کھائین جو فکرِ شعر ابھی آئی

خلوتِ یار مین بیگانونکا آنا کیسا
سر دھنا شمع نے گریا بن ہوا بھی آئی

اب تن زرد مین کس منہ سے دکھاؤن اونکو
زعفرانکو جو ہنساتا تھا ہنسا بھی آئی

یہان نسیم سحری ٹھوکرین کھاتی ہی رہی
تیز دست آہ مری ونکو جگا بھی آئی

اپنی تنہائی سی مضطر یہ دم نزع تھا مین
تھم گیا دل مرا جسوقت قضا بھی آئی

مین نہین اک تری گھر دور کے سب آتے ہین
سانس بھولی ہوئی تھی جبکہ ہوا بھی آئی

طاعت حق پہ نہ بگڑین یہ سمجھکر اصنام
مجکو بھولے سے کبھی یاد خدا بھی آئی

مجکو تعجیل اوسی جان کے لینے مین ہے دیر
لو ادا کرتی ہوئی مجھسے قضا بھی آئی

تنکے چننے لگا مین زردیِ تن ہے اپنی .. عشق مین کوشش کاہ ربا بھی آئی

قتل تم نے جو کیا قتل کے مشتاقونکو ان جفا سی ہین کچھ بو ئی وفا بھی آئی

مجکو بیخود یہ خطِ شوق کے آنے نے کیا نامہ برکا ہوا دھوکا جو صبا بھی آئی

تازہ غمزہ ہی کو دنیا مین غنیمت سمجھون سامنا ہے مجھے قضا کا جو ادا بھی آئی

مرسلونکو ہو نکیون خوفِ دمِ روزِ حساب سب تو تھے امتِ محبوبِ خدا بھی آئی

ضد تری کو نسی دنیا کی نہ شی نی رکھ لی پاؤن پھیلائے جو تونے تو حنا بھی آئی

مثلِ شبنم چمنِ دہر مین رو ئی ہر شے : ایک کرنیکو لہو پانی حنا بھی آئی

رنگِ حاجت چمنِ دہر مین پھیلا تا یو ہین سب تو سب دیکھنے کو ہاتھہ حنا بھی آئی

جا کے اب دیکھ لنی ہی پردہ اونھین جو جا ہے آہ آنکھونکا حجاب اونکی اوٹھا بھی آئی

اب مری لغزشِ پا کا ہے مزا ہے ساقی دیکھ لے جھومتی گردون پہ گھٹا بھی آئی

اب سکندر رہی کیو صنعتین سب ہین بیکار میری حیرت اونھین آئینہ دکھا بھی آئی

یون ہی کیا کم تھی وہا تھہ رنگ دنیا گل پھولا
شاخ مین شاخ لگانیکو حنا بھی آئی

تھا یوہین رنگ اسیری کا جہانمین کیا کم
ہاتھ بندھوانیکو دنیامین حنا بھی آئی

تیز دستی یہ ہی چہکی تھی نہ وہان آنکھ ابھی
آہ پر دود مری سُرمہ لگا بھی آئی

رغبت دل سی مری نزع مین آیا نکوئی
فرضا داکرنیکو آئے جو قضا بھی آئی

باغ عالم یوہین جلتا تھا تو نکے ہاتھون
آگ مین آگ لگانیکو حنا بھی آئی

اسقدر بہی کوئی تربت پہ نہ ٹھہرا ماہر
کچھہ اگرہی سے ہمین بوے وفا بھی آئی

غزل ۹۵

شعر ۲۱

عبث جہانمین کب زلزلے ہین آئے ہوئے
تڑپ رہے ہین لحد مین ترستا ہوئے

نہ پوچھو کچھ کہ یہ کون آتے ہین نہائے ہوئے
یہی ہین جنکی ہین یا ہم خاک مین ملائے ہوئے

عوض مین آہ کے ہنستے ہین منہ پھرائے ہوئے
نئی ہین لوگ جنازے پہ ہیر کے آئے ہوئے

تم اہل بزم مین سے ایک کو تو دو بوسہ
فقیر بیٹھے ہین سب آسرا لگا ہوئے

طریق عشق میں آتی ہی یہ صدا مجکو | خطر کی راہ ہے رہرو قدم اوٹہائے ہوئے
عصائے شیشہ وہ ہے ساقیا کہ زاہد کیا | سنبھل گئی ہین شرابی بھی لڑکھڑائے ہوئے
رقیب رستم دستان ہو گر تو کیا ہوگا | تری بھبکیتیونکے ہم ہین مار کھائے ہوئے
ندا ہی حشر مین دستار قاضیونکی بچائے | مغانکے ساتھ ہین مستونکے غول آئے ہوئے
نہ اوگلی ہیان ہے کسطرح تیغ او قاتل | ہماری قتل پہ ہے آستین چڑہائے ہوئے
یہ کون لیگیا پہلو سی کیا ہوا یا رب | ابھی تو دیر ہوئی تھی نہ دلکو آئے ہوئے
مین ہی نہین ہون تن ہی شمع رخ کا پروانہ | چراغ شام ہی ہے تجھسے لو لگائے ہوئے
ہیں مشکل اونکی دم صبح شام ملتے ہے | نگاہ نیچی ہی بیٹھی ہین سر جھکائے ہوئے
صدا یہ ہچکیون ہے دیکے مر گئے عاشق | جنازہ لاؤ وہ گھبرا رہے ہین آئے ہوئے
وصال کا تو بہلا ذکر کیا ہے فرقت کا | وہ داغ ہے جسے چہپاتی سی ہون ہو لگائے ہوئے
بہے وہی مری آنکھون سے اشک بن بنکر | جگر کے زخم تھے پانی جو کچھ چرائے ہوئے

دلونکو عاشقونکی سچ تو ہی وہ کیا جانین
کہین پڑے ہوے ہونگے جلے جلاے ہوئے

اوتر رہی ہے گلی مین مثال آب چہری
کچھ اس ادا سے وہ سینہ کو ہین دباے ہوے

نشان وحشیو منزل کامل ہی جاے گا
چلے پہلو کسی جانب کو منہ اوٹھاے ہوے

نہ پوچھو عشق نظر مین کہ کیا گذرتی ہے
تڑپ رہا ہون کلیجے پہ تیر کہاے ہوے

اونہین کا بوجھ نہ اوٹھے گا یہ ڈرتا ہون
وہ لاش اوٹھاتے ہین اور لاش ناز اوٹھاے ہوے

غزل ۹۶

مثال دون رخ روشن سے کسکو ای ماہر
چراغ شمس و قمر بہی ہین جہلملاے ہوئے

شعر ۲۵

طپان ہون یون تمہی مژگان سے دل لگاے ہوے
شکار جیسے تڑپتا ہے تیر کھاے ہوے

وہی ہین پہر جنازے پہ آج آئے ہوئے
ادہر جو دیکھتے ہین منہ ادہر پھراے ہوے

ادہر ہے ایک دل زار دیکھیے کیا ہو
مژہ کی صف ہی پرا وسطرف جماے ہوے

تمہاری زلف کو دل دیکھکر یہ کہتا ہے
یہ ابر آیا ہے بجلی کہین گراے ہوئے

گھر اونکے جا کے سنا یہہ عوض ہین خط کے
سراتھی کیا جو چلی آئی منہ اوٹھائے ہوئے

عقب مین اشکونکے یون دل کا زور آتا ہے
کہ جیسے فوج کو آئے کوئی دبائے ہوئے

پتا یہ کوچہ دلدار کا ہے سا لے قاصد
ہزارون بیٹھی ہین یان وہان دنیا سے رہا ہوئے

عبث گمان بد اونپر نہین ہی اے قمر وقت
کہین وہ یا نہ کہین بال ہین بنائے ہوئے

مناسب آپکو بھی وزر حشر ہے آنا
اوٹھی ہین آپ کے سب خاک مین ملائے ہوئے

نصیب اتنو نمین کہلتی ہین دیکھی کسکے
بڑھے ہین قتل کو وہ آستین چڑھائے ہوئے

ہزار حیف کہ مردہ کہین اونھین بیدرد
کبھی جو سوئین تر ہجر کے جگائے ہوئے

گناہگار ونکو دیتی ہین غسل کہولے پس مرگ
یہ آپ ہین عرق شرم مین نہائے ہوئے

دل وجگر کی تمنائین قتل ہوتی ہین
اوجڑ رہے ہین مری گھر نسے بسائے ہوئے

اوبال اوبل کے دعا دے رہے ہین شیشے بھی
مغان چلی ہین جو ہر مست کو چھکائے ہوئے

وہم وخیال کچھ آیا جو ہے خیال ونکو
بدن ہی سرد پسینے مین ہین نہائے ہوئے

دلون مین بعد فنا بہی نگہون سے ہے کشورش
چراغ شعلہ رخونکی ہین یہ بجہائی ہوئے

نہ دل ہین حسرتین اب ہین نہ دل ہی سینے مین
بتونکی راہ مین بیٹھے ہین گہر لٹائی ہوئے

یہ گرم صحبت پیر مغان ہی مستون سی
شراب خانہ مین شیشی ہین جوش کہائی ہوئے

انھین سے کوئی ہماری فنا کا پوچھی حال
جو ذبح کر رہے ہین آستین چڑہائی ہوئے

تقاضہ سن کا ہے اڑو سپنے سی راہ چلو
ادا یہ کہتی ہی چال اور بہی بنائی ہوئے

علاقہ قطع نہین گو لیی وہ جاتے ہین
چلا ہے دل بہی تو پہلو مرا دبائی ہوئے

دلونکو دیکہ کے ناوک فگن سے کہتے ہین
اوٹھا لو انکو نشانے یہ ہین اوڑائی ہوئے

شب وصال وہ سر رکھ کے جیب پہ سوتی
تڑپ رہا ہون وہ تکیہ گلی لگائی ہوئے

امید اب تری دیدار کی ہو کب قاتل
گلے پہ تیغ بہی رکھی تو منہ پہرائی ہوئے

غزل ۹۷	حنا اوکھون نے ملی گر تو خوب ای ماہر ٹے شہید دکہین خود ہی لہو لگائی ہوئے	شبیر ۲۲

وحشی حجل ہین پاؤن جو گھر سے نکال کے | شیشے ہین آبلے عرقِ انفعال کے
بیٹھے ہین دلکو پھینک کے مشتاق چال کے | گھر سے قدم نکالیے گا دیکھ بھال کے
ہنگام حشر سامنے ہون ذوالجلال کے | پہونچا کہان ہین پاؤن لحد سے نکال کے
وحشت مین کیا مین چال چلے دیکھ بھال کے | پردے پڑے ہین آنکھ پہ چشمِ غزال کے
اوس قبرِ تار مین ترے وحشی چشم ہین | جب سے چراغ بنتے ہین دیدے غزال کے
وحشتِ جنون مین ہے ترے وحشی کا یہ جلوس | شیرونکے غول پیچھے ہین آگے غزال کے
سو دردِ سر اوٹھین ہوے بوسہ دیکی ایک | سچ ہے بلا مین پڑتی ہین صید قفس کو ٹال کے
مجرم وہ تھا کہ خوف سے تاثیرِ جرم کے | بھاگے ملائکہ مجھے دوزخ مین ڈال کے
اون مدفنون مین ہے ترے وحشی کا پس فنا | گنبد بنے ہین جن پہ تنِ غزال کے
یہ نزعِ جان وہ شے ہے کہ انسان کا ذکر کیا | مر مر گئے ہین شیر زبانین نکال کے
خالق جزائے خیر دے مردانِ عشق کو | دیدی ہے تیغ میان سے اونکو نکال کے

کیون دامِ آسمان مین نہ عالم اسیر ہو
جنکو نجوم کہتی ہین حلقی ہین جال کے

جادے نہین ہین وادیِ بے آب مین عمر کے
دکھلا رہے ہین کوہ زبانین نکال کے

وحشت مین تیری چشم کا جب آگیا خیال
مژگان نے اپنی پاؤن سے کانٹے نکال کے

انجم ہین کب عیان شبِ فرقت مین افلاک سے
ذرّے بلند ہین مری گردِ ملال کے

وصلت تو درکنار رہی جی سے جا قیس ابھی
محمل سے کوئی منہ جو دکھادی نکال کے

نافے نہین ہین جانکی وحشیِ چشمِ یار
دل رکھ گئے ہین قبر پہ آہو نکال کے

بی جسمیونکا جب ترے ہی آیا مجھی خیال
بن بنکے سب بگڑ گئی نقشِ خیال کے

احباب بھی گئی ہین لحد بھی ہوئی ہی بند
ای دوست اب مزے ہین جواب سوال کے

انجام کیون نہ وحشیونکی غم کا ہو خوشی
بنتی ہین خون خشک سے نافے غزال کے

کھائی ہین میرے دشتِ جنون نے جو ٹھوکرین
دو ہو گئی ہین پیچ سے سم ہر غزال کے

اشکون سے دل جو سر ہو ما ہر سمجھ یہ تو

غزل ۹۵	دی ہی صراحی چرخ نے شوری مین جھالکی	شعر ۱۰

یوسف سے گھر چھوڑاتی ہین شہر جمال کے	بو لیچلی ہی گل کو چمن سی نکال کے
وحشت مین کیون نہ چال چلون دیکھ بھال کے	ہین آبلے بھی پاؤنکے دیدے غزال کے
کیونکر نہ زلزلے مین ہلین دل جہال کے	زیر زمین تڑپتی ہین طالب وصال کے
ایسے ہین قدردان بھی ہر اک کمال کے	خود اونگلیان اوٹھاتی ہین شاید ہلال کے
آیا نہ کام مین جو کسی خوش جمال کے	پہلو سی ہمنی پھینکدیا دل نکال کے
میکش شہید می سی خجل ہین یہ ساقیا	انگور شیشے ہین عرق انفعال کے
گم تھے نہ وحشیون سے تری حشم مین یہ	کیون گرد باد رہ گئے خیمے نکال کے
گذری ہی آج دلپہ کچھ اے تیغ غم ضرور	انداز آنسو ونمین ہین بسمل کی چال کے
کیا نیرے رند قہقہہ زن ہین بروز حشر	دستار گرد باد قیامت اوچھال کے
عشاق کے سکوت یہ کہتی ہین اے بتو	دیگا خدا جواب تمہاری سوال کے

وحشی وہ ہون کہ جسکی درازیِ دست سی
گوش آستین کے بنگئے دامن جبال کے

رحمت خدا کی صورتِ سیل تر پڑگئی
کچھہ یون کھپے ہے سلکت مجھسے دوزخمین ڈال کے

کیون ضبط سوزِ دل نکرون صورت سپند
معدوم ہونگا منہہ سے نہین نالہ نکال کے

ذکرِ غزال کیا تری وحشی کے دشت مین
جا دیکھی رہگئے ہین زبانین نکال کے

مجھہ دل دکھے کے دفن مین اتنا وہ بول اوٹھے
کوئی اسی لحد مین اوتارے سنبھال کے

ہوگا ضرور قتل کوئی آج بیگناہ
خنجر وہ دیکھتے ہین کمر سے نکال کے

دیوانی کیون خزانہ وحشت نہ لوٹ لین
ہین قفل سب کھلے ہوے سم غزال کے

مشہور ہین وہ جادہ صحرا کے نام سی
پھاڑے ہین وحشیون نے جو دامن جبال کے

دنبالہ سرمہ کا ہو جو منظورِ چشم یار
رکھدین غزال منہہ سی زبانین نکال کے

آیا مزہ کا وادیِ وحشت مین جب خیال
تلوؤن مین پھر چبھوے کانٹے نکال کے

یہ عشق چشم یار سی وحشت مین ہین غزال
پاؤن سی داب لی ہین زبانین نکال کے

کیون ہر قدم زغند نہ وحشی ہی اب ہرن
دینے کو غول بائین کو دیے غزال کے

طالب زمین سی شوق مین آیا ہی تابہ عرش
منہ سے پردسی کوئی تو دیکھا دی نکال کے

پوچھی جو مجہسی قیس نی سختی راہ عشق
پاؤن کے خار رکھدیئی سر سے نکال کے

چھوڑا ہے دلکو لیکی مین آیا ہون قبر مین
او جانے والے پاؤن کو رکھنا سنبھال کے

اک عاشقونکی بات تہی اوسکو بھی کھو دیا
موسیٰ ملی جواب ارنی کی سوال کے

غزل ۹۹

ماہر اونہین بھی آگئی کچہ تپ خفیف سی
تڑپے مثال نبض جو طالب وصال کے

شعر ۳۰

مر گئے ہم تو کہا اک نے قضا آتی ہی
شمع دامن مین چھپا دو کہ ہوا آتی ہی

حالت جرم مین بالین پہ قضا آتی ہی
مر کے کھولونگا نہ آنکھین کہ حیا آتی ہی

بخشدو دل سی اگر آہ رسا آتی ہی
ٹوٹتا ہی کوئی شیشہ تو صدا آتی ہی

کچہ نکہت قیس پہ گذری ہی خبر لے لیلی
گرتی پڑتی ہوئی صحرا مین ہوا آتی ہی

بعد میرے جو نہین کوئی عزادار مرا
قبر پر جا کے ہوا خاک اوڑا آتی ہی

ہر سحر کیون نہ چلے قافلۂ نگہت گل
جو چٹکتی ہے کلی بانگِ درا آتی ہی

اونکو جب ہوتی ہی منظورِ نظر خود بینی
میری حیرت اونہین آئینہ دکھا آتی ہی

نیم بسمل ہے ترا کیا خاک سی اوٹھین قاتل
ہر چہیان پہ نگہِ شوخ لگا آتی ہی

دیکھکر تجکو گنہ مین نے کہی تہی یارب
بند کر دی کوئی آنکھین کہ حیا آتی ہی

جنبشین ابروؤنکی کہتی ہین گو تم نہ کہو
تمکو تلوار بھی عاشق پہ لگا آتی ہی

ای جوانو کبھی پیرون سی نہونا گستاخ
انہین بندون سے خدا کو بھی حیا آتی ہی

گوشِ دل سی مری آواز کو سنتے ہین ملک
میری پردے مین کسیکی جو صدا آتی ہی

غول بھاگے ہین گریزان ہین بیابان سے غزال
آبلونکو مرے کیا آنکھ دکھا آتی ہی

دل دکھونکو نہ ستا اسمین ہی کیا ظالم
آنکی وہ آہ ہی جو عرش ہلا آتی ہی

ابھی چھپتا نہین ابھی قافلۂ اشکِ روان
دل دھڑکتا ہی کہ آوازِ درا آتی ہی

حشر میں توڑ رہے ہیں ترے وحشی قبریں
نکلو نکلو کی جو کانوں میں صدا آتی ہی

مرسلوں میں بھی دم حشر یہ غل ہی تہہ عرش
سب ہٹیں امت محبوب خدا آتی ہی

یار و احباب سی تو قبر پہ آیا نہ کوئی
ہان اگر سی تو ذرا بوئی وفا آتی ہی

کہدو اونسی کہ خبر لیں مرے مرولکی جلدی
آج کچھ رونیکی پہلو سی صدا آتی ہی

نالہ حضرت مجنون کا اثر ہے ابتک
سائیں سائیں کی جو صحرا سے صدا آتی ہی

دلمیں لیکر تجھی بند آنکھ جو کرتا ہون کبھی
میرے دم سی ترے سونیکی صدا آتی ہی

پاس کسطرح مرے آکے نہ دم لے قاتل
منزلوں سے مری لینیکو قضا آتی ہی

زیر پا خار کو سمجھے نہ رگ گل کیون قیس
ملکی رخسار سی لیلی کی ہوا آتی ہی

قتل کرنیمین مرے ضد نکری کیون قاتل
پاؤن پھیلاتی ہی جسوقت حنا آتی ہی

گر شہیدونکا جنازہ نہ اوٹھایا نہ سہی
لاش عشاق پہ ٹھوکر تو لگا آتی ہی

چھیڑتا ہون جو بھری بزم میں یہ کہتے ہیں وہ
سچ بتا دی کبھی تجکو بھی حیا آتی ہی

قتل پر میرے جو ضد ہی تو یہ کہدو اوسسے
خون پانی نکرین ایک حنا آتی ہے

کوئی تو پوچھے نقاش ازل سی اتنا
دوسری شکل ہی تیری سی بنا آتی ہے

وائی و نپر کہ جو محروم ہین آواز سی ہی
لن ترانی کی تو موسی کو صدا آتی ہے

غزل ١٠١	موشگافی سی کہلا ہے یہ عقدہ ماہر عاشقون پر او نہین زلفونکی بلا آتی ہے	شعر ٢٣

بنکی معشوق جو عاشق کی قضا آتی ہے
صاف خلخال کی گھنگرو سی صدا آتی ہے

مردے جی اوٹھتی ہین زندونکی قضا آتی ہے
کس ستم کی تجہی او ترک ادا آتی ہے

توڑ کر جب دل بلبل کو صبا آتی ہی
صاف غنچی کے چٹکنے کی صدا آتی ہے

منعمو عالم فانی مین خوشی ہی معدوم
کان بجتی ہین کہ نوبت کی صدا آتی ہے

زاہدو دل مین جگہہ دو نہ بتونکو کیونکر
دیکھتا ہون جب انہین یاد خدا آتی ہے

ناز سے مین جو اوٹھا تو ثنا کیا اسکی
آپکو بھی تو مری لاش اوٹھا آتی ہے

کوئی اونسے کہے ویران جو دل کرتی ہین
اس زمین پر تہین بستی بہی بسا آتی ہی

برہمن چھوڑ کے کعبے کو ملا کیا تجکو
دیر مین بہی تو نظر شان خدا آتی ہی

گل نکیون ہجر مین ہو جائے مری شمع حیات
دل تڑپتا ہے تو یون جیسے ہوا آتی ہی

نا بلد ہین یہ خوشی ہی غربائی عالم
دل دھڑکتا ہے تو نوبت کی صدا آتی ہی

باغ مین دیکھکے اونکے گل رخسار کا رنگ
پھول مرجھائین نکیونکر کہ حیا آتی ہی

تجھسے بی پردہ گنہ مینے کئے تھی یارب
کیون نہ گڑ جاؤن زمین مین کہ حیا آتی ہی

وصل کا کیا مجھے اچھا نظر آئے انجام
دل جو ہنستا ہی تو رونیکی صدا آتی ہی

بیٹھے ہیجاتی ہی محمل مین ادا لیلی
آہ جب قیس کی پردے کو اوڑا آتی ہی

پردہ گوش مین کیونکر نہ چھپاؤن ای دوست
دلمین ہی تیری جگہ دل ہی صدا آتی ہی

حسن اور عشق مین ہے پھیلا لڑائی کا جو رنگ
خون سینے پہ گرانیکو حنا آتی ہی

بیوفاؤنکی قدم کیون نہ وہ اٹھین چلنی مین
زیر پا تربت نقش کف پا آتی ہی

پردۂ دید مین کیا کام نکلا ہوسی
اب تو کانو نمین وہ مطلوب صدا آتی ہی

مجھہ گنہگار کے لاشے پہ نکیون منھہ دہانپین
مجکو رد تے ہوی لوگونکو حیا آتی ہی

آنکھین محروم ہون دیدار سے تو ہون ہوسی
لن ترانی کی تو کانو نمین صدا آتی ہی

کان آوازۂ وحدت سے بھری ہین جو مرے
کوئی بولی مجھی تیری ہی صدا آتی ہی

لن ترانی تو کہا پر یہ ہوا کیا جانے
یہ نہ سمجھی مرے کانو نمین صدا آتی ہی

غزل ۱۰۲	اوسکی رحمت مرے عصیان کو نہ بخشے **ماہر** مین نہ یہ منھہ سے کہونگا کہ حیا آتی ہے	شعر ۴۱

آئینہ بنگئی ہی تن مین جو قدرت تیری
میری صورتمین نظر آتی ہی صورت تیری

آئینہ لیکی بھی بڑہتی نہین حیرت تیری
دیکھہ تو دیکھہ رہی ہی تجھی صورت تیری

تھوڑی دل کو جو بڑہا دے تو عنایت تیری
لگی جاتی ہی مری دل سی محبت تیری

پھر ہی حشمت ہو غضب چال ہی آفت تیری
حشر میرا ہو یہان وہان ہو قیامت تیری

قیس کردی مجھی کسطرح نہ الفت تیری — دل جو محمل ہی تو لیلی ہی محبت تیری

لپچلی ہی سوئی دوزخ جو عدالت تیری — لپٹی جاتی ہی گنہگارون سی رحمت تیری

ہاتھ تلقین مین مجکو نہ لگائے کوئی — ہون تہہ خاک مین ای دوست امانت تیری

دور کسطرح گناہون سے مین ہوتا یارب — سرکی جاتی تہی مرے پاس سی رحمت تیری

جوشش خون ہی جو مرکی بھی ترے سوتی مین — پھوٹ نکلی ہی ہر اک پھوسی گل نکہت تیری

باتین کہنی کی ہین تلقین کہانکی ای دوست — مرکی بھی میری زبان پر ہی حکایت تیری

کیون لحد توڑ کی نکلین نہ گنہگار ترے — حشر مین ڈھونڈ رہی ہی انہین رحمت تیری

اب بھی آ ہوش مین برباد نکر دلکو مری — دیکھنی گھر ہوئی جاتی ہی محبت تیری

کونسے جرم نے یہ ربط بڑھایا یارب — جب تڑپتا ہون تڑپ جاتی ہی رحمت تیری

وائی ناقدری مردم کہ اوسکو کہین — کھب گئی ہو مری آنکھون مین جو رنگت تیری

حشر مین آپکی سوا اور کہین کیا مجرم — ہمسے وہ کرچہ کہی تجہسی مروت تیری

شبہہ غیبت کا کیا مین نے تو وہ کہنے لگی
ہان تری سر کی قسم کی تھی شکایت تیری

آج تو خیر مری لاش جب اوٹھی او گل
رنگ او سدن تو نہ لائی یہ نزاکت تیری

حفظ جان عشق مین اشتاق سے بہت ایدوست
جسکو کہدی اوسے دیدو وہین امانت تیری

خلد کو چھوڑ کے مرسل نکل آئین باہر
ہاتھ چھوڑے تو مرا حشر مین حرمت تیری

کسکے دیدار کی خواہش ہی خبر لی ہوے
باتون باتو نمین بڑہتی جاتی ہی لکنت تیری

دل مرا لینی کو اور آئین خدا کی قدرت
غیر کے ہاتھ مین دیدو وہین امانت تیری

تو جو بالین پہ ہے اتنا نہین کھلتا مجھپر
جان تن سی یہ نکلتی کہی حسرت تیری

جلوہ گر ہو کے نگاہون سے نہ کیون چھپ جائے
کچھ شرر مین نظر آتی ہی شرارت تیری

حشر مین آتے ہین اس شان سی تیرے مجرم
قہر آ گئے ہے پس پشت ہے رحمت تیری

یہ سبب ہے جو تری غم کو بہی رکہتا ہون عزیز
دل جو تڑپی تو بہلتی ہی طبیعت تیری

گاہ تلیین مین کہہ آنکھو نمین ہی گہ دامن مین
میری اشکو نسی ٹپکتی ہی شرارت تیری

دو دلی کی مجھکو بھی یون حسرت ہے ... تو ہو اک دلمین تو اک دلمین محبت تیری

عکس آئینہ مین جسطرح نظر آتا ہے ... یون مرے دلمین اوتر آئی ہی صورت تیری

لاش ہی لاش نظر آئیگی اب مقتل مین ... دیکھ اوٹھجائی نہ انگشت شہادت تیری

کیون نہ فرقت مین بھی اب لطف ملین وصلت کے ... دل وہ پہلو مین ہی جسمین ہی محبت تیری

آہ ہر دم کی نکلکر یہ خبر دیتی ہی ... اب سماتی نہین دلمین مرے حسرت تیری

دیکھتا ہون جو مین آئینہ تو وہ کہتی ہین ... خوش نہو مرکے بدل جائیگی صورت تیری

دل کے جانیکا تجھے نزع مین کیون دہڑکا ہے ... جان دونگا نہ دونگا مین امانت تیری

چاک ہون گل کی گریبان تو دل غنچون کے ... باغ مین جا کے باہر ہو جو نکہت تیری

لن ترانی پہ بھی تکرار کی گراہی موسی ... باتین کچھ اور بھی سنوائیگی لکنت تیری

قبض کرتا ہے مری روح تو خود کر یارب ... تیری ہی ہاتھ مین دونگا مین امانت تیری

شکر کر عیب لسانی بھی ہنر تھا موسی ... بھولی بھولی تری باتین ہوئین لکنت تیری

بعد مردن بھی کسیطرح نہ آنکھین ہوئین بند
رہگئی طالب دیدار کو حسرت تیری

جان سی ہاتھ اوٹھاتا نہ مین کیونکر اے دوست
سانس لینی مین نکلتی تھی محبت تیری

جانکنی مین مری رگ رگ سی یہ آتی ہی صدا
دیکھ چھینی لیئی جاتی ہین امانت تیری

غزل ۱۰۳

نظم مین یہ بیان تہا گیا اور یہ ہوا کیا ماہر
اور کچھ پہ ٹپ گئی جلدی مین طبیعت تیری

شعر ۲۰

مانتی موسی نہ کیونکر لن ترانی آپکی
کچھ نہ سمجھتی تھی زبان بیزبانی آپکی

کیون نہ ساکت ہو کہ ہی تصویر جانی آپکی
بند کر دیتی ہی لب شیرین بیانی آپکی

گر نہ کیجیئی قدر تو ناقدر دانی آپکی
ہر ادا ہی ناز پرور د جوانی آپکی

حشر کے دن بھی رہی محروم ہم دیدار سی
سنتی تھی آنکھون سے دیکھی لن ترانی آپکی

دیکھی پیری مین مجکو بھی تو ہین رنگ شباب
آگئی تصویر مین جیسی جوانی آپکی

درد دل سارا سمگر آگیا پھاہے کی جا
داغ چھالے کا جو تھا تن پر نشانی آپکی

پہنچ مین گر دونگی خلق آتی اگر اچھی طرح — کیون چہنی جاتی ردائی آسمانی آپکی

دو ہی چہرین ہین نہین جنکا زمانی مین نظیر — موسم گل باغ کا فصل جوانی آپکی

کٹ گئی فرقت کی شب اوس طول پہ اک آن مین — دل نی کچھہ باتین جو کین مجھسی زبانی آپکی

شور محشر سنکے ہوتا کسطرح مجکو عجب — کان مین میرے پڑی تہی کچھہ کہانی آپکی

کونسا انصاف ہی آئینہ رکھنا ہاتھ سی — آپکی صورت نہ دیکھی نوجوانی آپکی

آجتک آنکھون سی عالم اک لگاتا ہے اوسے — مین نے قرآن مین جو رکھدی تہی نشانی آپکی

یاد رکھیے دینگے سب نسبت پسینہ سی اوسے — حسن کا جب عطر کھنچیگی جوانی آپکی

دائی نا قدری عالم سب کہین غازہ اوسے — رنگ لائے گر زمانے مین جوانی آپکی

حسن کا جوبن ٹپک کر مجکو دیتا ہے صدا — رو دیگی پیری کو میری نوجوانی آپکی

اب زمین پر پاؤن چلتی ہین ہین کہین کسطرح — شمکو منھہ پہ بھی ردائے آسمانی آپکی

وقت تلقین قبر مین ہین وہ منھہ کو موڑتا — مین یہہ سمجھا کوئی کہتا ہی کہانی آپکی

کہئے یون ہم بھی ملائین ہان نہین ہان ہر بات مین | دل مین جب گھر ہو تو کیسی لامکانی آپکی
کان مین مُردونکی بھی جاینگی آوازِ پا | رو کیے جد سے گذرتی ہی جوانی آپکی

غزل ۱۴۴

لہر پر سبزہ کی ماہر کی بھی پڑتی تھی نظر
کیون چُنی جائے نہ اب پوشاکِ دھانی آپکی

شعر ۲۱

ہر ایک دانۂ انگور آب ہو جائے | خدا کی شان ہی شیشہ سراب ہو جائے
جو سوزِ دل سی کہ مرا انقلاب ہو جائے | اولٹ پلٹ کی کلیجہ کباب ہو جائے
ہر ایک عرض پہ اونکا خطاب ہو جائے | مزا تو ہے کہ جو طول حساب ہو جائے
جو رُو نما اثرِ انقلاب ہو جائے | ہر ایک آئینہ چلو کا آب ہو جائے
خدا کی شان ہی انگور آب ہو جائے | ستارہ ٹوٹتی ہی آفتاب ہو جائے
بُرا یا کاش مرا بھی ہو عکس آئینہ | رنگے جو ریش کوئی یہان خضاب ہو جائے
کہے تو کوی وہ توڑین دل برابر زمان جب | حضور آپکی بستی خراب ہو جائے

نگاہِ مست سے وہ دیکھتے ہین دریا کو
عجب نہین کہ جو پانی شراب ہو جائے

کوئی تو دیکھ کے مجکو گلی مین اونسے کہے
جو کچھ نہین تو گدا کو جواب ہو جائے

سہارا پا کی احبا کا قبر مین بولا
ذرا تھمو کہ سوال و جواب ہو جائے

منون ہی خاک گرانی کا وقت ہی مجھپر
جو رہ گیا ہو شریکِ ثواب ہو جائے

مجھے ہو طالعِ بیدار بختِ خفتہ ہی
کسیکی آنکھ کا گر نیم خواب ہو جائے

جھٹک جھٹک کے وہ دامن کو کیون نہ جھنجلائین
وہ رخت خاک سی میری خراب ہو جائے

ہجومِ حشر مین کہتا ہون سر جھکا کے یہ مین
کھڑا ہوا ہون مرا بھی حساب ہو جائے

پکارنے سے تمہارے نہ مر کے گر بولون
خموشیونکا کبھی کے جواب ہو جائے

اسی بہانے سے بخشا گیا مین حشر کے دن
مرا حساب نہ سبکا عذاب ہو جائے

نہین خبر کہ کیے چلکے کتنے دل پامال
بنی وہ چال زمانہ خراب ہو جائے

لحد کی راہ مین روئے تو ہین مجھے احباب
کہین جنازہ نہ کشتیِ آب ہو جائے

ندیکھین دیکھنی والی بھی ای رہی جلوہ
کھلے یہ حسن کی آخر حجاب ہو جائے

کریم مجمع محشر مین شرم مانع ہے
علیحدہ کہین میرا حساب ہو جائے

غزل ۱۰۵

جو تیری لاش گھر پہ کھٹکے دین وہ ماہر
آخیر ہیچکیون کا کچھ جواب ہو جائے

شعر ۶۷

وحشیون کا نہ تھہ خاک اگر دل ٹھہرے
جادہ ایک ایک نفس سینۂ بسمل ٹھہرے

جو ہوا کا اشک و نہین کیا راہ کی مشکل ٹھہرے
جب چلے چشم زدنمین سر منزل ٹھہرے

مرتبہ عشق مین کیون دل کو نہ حاصل ٹھہرے
جن جو شیشی مین اوتاری وہی عامل ٹھہرے

ناتوانی سی نکیون راہ مین مشکل ٹھہرے
گرد پاؤن سی جو لپٹی تو سلاسل ٹھہرے

واہ رے بخت جو اپنا ہو وہ قاتل ٹھہرے
جان نکلی جو بدن سے تو مراد دل ٹھہرے

طائر قبلہ نما جب ہین تو کیا دل ٹھہرے
جو سنان پر ہو علم خاک دہ بسمل ٹھہرے

دوست یا دشمن معشوق یہ بسمل ٹھہرے
اڑ گئی شمع تو پروانون کی کچھ دل ٹھہرے

ہمکو کیا طول مسافت سی جو بسمل ٹھہرے
جب چلی چال تڑپکر سرِ منزل ٹھہرے

پھر تو آنکھونکی لگانی ہی کے قابل ٹھہرے
دل اگر کسی گردن کی حمایل ٹھہرے

میری صحرا مین بھلا قیس کا کیا دل ٹھہرے
جو بگولہ ہو وہ دیورِ رہِ منزل ٹھہرے

نہ بگولے ہون نہ دیورِ رہِ منزل ٹھہرے
ٹھہر ٹھہرا دون کسی ٹپریکو تو مشکل ٹھہرے

اونسی اور آئینہ سی رنج ہو مشکل ٹھہرے
عکس گر بیچ مین پڑنیکی نہ قابل ٹھہرے

چھوڑ کر ساتھ جگر کا نہ کبھی دل ٹھہرے
ٹھہری تو پہلوئے بسمل ہی مین بسمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہی عمن تو کیون چین مشکل ٹھہرے
راہ باریک یہ ہون پاؤن تو کیا دل ٹھہرے

دی جگہ دلمین تو یون غیر سب اپنے جا ہو ہین
جلیسی مجھ فسل تری آئینہ کی محفل ٹھہرے

خسِ دریا ہی ار ساتھ ندی عاشق کا
عین دھارے مین سمجھہ گر اب ساحل ٹھہرے

دھوپ مین دشت نورد یکو جو نکلی وحشی
کھولکر چتر بگولے سرِ منزل ٹھہرے

سالک مسلک ایجاد ہون مکڑی کیطرح
راہین سو دل سی نکالون تو مرا دل ٹھہرے

دوست وہ کیا جو ہون کم دانۂ بار فروشی — آگ سی دل پہ چلی گر تو نہ وہ دل ٹھہرے

طایر قبلہ نما نام نہین پھر میرا — تیری ہی سمت نہ ہر پھر کے اگر دل ٹھہرے

طبع روشن سے کیون رونق صحبت ہو نہین — شمع بجھ جائے تو برہم کن محفل ٹھہرے

پڑ گیا معرکہ جب آپکے جانبازون سے — یون اوڑے دل کہ نہ پروانۂ محفل ٹھہرے

ساتھ ہو لے نہ بگولون ہی کے کیون قیس غریب — تا بکی منتظر ناقہ محمل ٹھہرے

راہ تو خوب کٹی قطرۂ باران کیطرح — خاک مین ملگئی جب ہم سر منزل ٹھہرے

طایر قبلہ نمائی سر سوزن ہو نہین — خود تڑپنے لگون سینہ مین اگر دل ٹھہرے

عشق نے مجکو بنایا ہے اک آویزۂ گوش — چین سے وہ کہین بیٹھین تو مرا دل ٹھہرے

طبع روشن ہو تو ہو بزم تری وابستہ — شمع اوٹھجائے تو محفل کی نہ محفل ٹھہرے

کونسی عشق مین آفت مری دل پر گذری — جسکی غم مین نہ کبھی آنسو نکلے نہ دل ٹھہرے

نقش پا ضعف سے ہون کم مرا کوچ و مقام — تھک کے رہجاؤن جہان پھر وہی منزل ٹھہرے

رشتۂ شمع سی کہتا ہے یہ شعلہ ہلکر
کھینچ دین دار پہ جس لگ وہ کیا دل ٹھہرے

آئی ہی جاے مین پروانونکی روحِ مجنون
شمعِ فانوس نکیون صاحبِ محمل ٹھہرے

صورتِ لنگرِ ساعت ہون قرار آئے تو کیا
عضو بیکار رہون سارے جو مرا دل ٹھہرے

سچ تو کہتی ہین کہ سولی پہ بھی نیند آتی ہے
شمع پر سو گئے پروانے تو کچھ دل ٹھہرے

دفن صحرا مین اگر ہون تپِ ہجران والے
نبض کیطرح نہ اک جادۂ منزل ٹھہرے

مثلِ رقاص ہمہ تن سوزنِ ساعت ہون
کیون چلو چال وہ جس سے نہ مرا دل ٹھہرے

شمع کا ساتھ نہ مشکل ہین دیا داغِ عشق
جب ہوے آئی نہ پروانہ محفل ٹھہرے

شعلۂ شمع پہ مضطر ہو نہ کیون پروانہ
جان سولی پہ ہو جس کی وہ کیا دل ٹھہرے

بیقراری سببِ بستگیِ خاطر ہے
جب گرہ کھل گئی کچھ آنسوؤنکی دل ٹھہرے

برق کہتی ہی ضیا ابر کو دیکر مجھسے
آگ لگجائے کلیجے مین تو کچھ دل ٹھہرے

جب کبھی دون مثلِ کمند سرِ دشمن مین سفر
اک قدم گھر مین رہے اک سرِ منزل ٹھہرے

ناتوان ہم ہی سی ہین کوئی چیز شاید
پھر پڑے ہی قافلے جب ہم پس منزل ٹھرے

جنبشین ابروونکی غیرونّے دیکھین اونکی
ہم نہ تلوار لگانیکی بھی قابل ٹھرے

کوئی قاتل ہین یہ آخر کو روا رد دیکھی
پاؤن راہی مین ہے سر سر منزل ٹھرے

سچ ہے آنکھون سے گری اشک تو بار دہ ہوئی
قافلے لٹگئی جب چھوڑ کے منزل ٹھرے

چشم عشاق کو تسکین نہو کیونکر اوبت
عرق آجائی تو بیمار کا کچھ دل ٹھرے

تیر کی طرح ہوئی ہکو نہ تکلیف سفر
جب چلی اپنی جگہ سی سر منزل ٹھرے

سچ ہی آنکھون نے دل زار کی لی جان آخر
رو ئین جب سر پہ تو بیمار کا کیا دل ٹھرے

لاش پروانیکی فانوس مین یون آئی ہی
جیسی تابوت کسیکا سر محفل ٹھرے

گھر کے چھٹنے کا نہ انسانکو غم ہو کیونکر
نکلی پتھر سی شرر بھی تو نہ پھر دل ٹھرے

شمع عکس رخ روشن نے دکھائی جو کشش
جو آہنیہ پروانہ محفل ٹھرے

خس سر باد ہین یہ حال سفر ہے اپنا
اوڑکے پر دُور گئے جب سر منزل ٹھرے

ح

صاف کر قلب تو ہو ضیق بھی وسعت تجکو
ایک آئینہ مین سو مردم محفل ٹھہرے

بجھسی وحشی کا جنازہ جو اوٹھا صحرا مین
کاندہا دینی کو بگولی سر منزل ٹھہرے

کوئی ہمدرد اگر ہو تو سکون ہو شاید
روئی پہلو مین کلیجہ تو مرا دل ٹھہرے

ہمکو اولونکی محبت کا طریقہ بھایا
اب غم یہ سم سی اگر ہو تو نہ وہ دل ٹھہرے

مین نہ تڑپون تو عزا نہین تڑپے کوئی
چین ہر ایک کو آئے جو مرا دل ٹھہرے

صفت دانہ تسبیح ہون کیونکر ہو سکون
چین اوس ہاتھ سی پاؤن تو مرا دل ٹھہرے

کشتی بحر ہون کیا ذکر روانی کا مری
پاؤن منزل پہ جو رکھدون تو نہ منزل ٹھہرے

حبس آخر یہ ہوا حبس دم مجنون سی
محملون مین نہ کہین صاحب محمل ٹھہرے

عنکبوت اک ہون تو میرے لیے سو راہین
جسطرف جاؤن وہی جادۂ منزل ٹھہرے

ہون وہ شوریدہ سر آئے بھی اگر کانون تک
شور محشر مجھی آواز سلاسل ٹھہرے

مجکو پھر درد کی باتونکا مزا مل جائے
منھ مین دم بھر کو زبان نکلی اگر دل ٹھہرے

صرصر عاد کی مانند ہون پہونچون کیونکر
عنکبوت اک ہون مسافر مری راہونکو نہ پوچھیہ
جذب باطن سے کہانتک نہ اثر آئے گا
واہ کیا خوب ہوا ختم سفر مشکل تک گر گ

جب چلون اپنی جگہہ چھوڑ کے منزل ٹھہرے
جب ہوا آئے نہ جادی ہون نہ منزل ٹھہرے
اپنے ہی دل پہ رکھین ہاتھ تو پائین دل ٹھہرے
ہان ہمین باقی رہے جب سر منزل ٹھہرے

غزل ۱۰۶

دیکھتی جائین وہ چال اپنی نکیونکر ماہر
پاؤن پڑ جائیں مری دل پہ تو مشکل ٹھہرے

شعر ۲

داغون سے دل کی عشق چراغی بدلگئی
آنکھون سے اشک جوشش غم مین نکلگئے

گھر مین چراغ شام کے ہوتی ہی جلگئی
دریا جو بڑھ گیا تو کنوئین بھی ابل گئے

غزل ۱۰۷

جب آہ و داغ دل کا تصور ہوا ہمین
گھر سے چراغ لیکے ہوا مین نکلگئے

شعر ۱۳

جب آئی نزع مین ہچکی تو سوئے مزار چلے
اخیر وقت بھی ہم دوست کو پکار چلے

نہ پوچھ کچھ کہ کدہر راہی مزار چلے
ادہی طرفکو چلے یہ جدہر کو چار چلے

گلی سے یار کی یہ کہکے جان نثار چلے
صدا نہ آئی نقیر آج بھی پکارے چلے

گنہ کے بوجہ سے کیا کیا نہ شرمسار چلے
تھکے تو چار کے کاندہون پہ ہم سوار چلے

فنا ہوا مری آہون سے یون تنِ خاکی
ہوا کے زور مین جیسی کبھی غبار چلے

نہ منھ دکھانے کے قابل رہی جو عصیان سے
کفن سے منھ کو چھپا کر گناہگار چلے

عدم کے جادے پہ یون نابلد روانہ ہین
کہ جیسے راہ کوئی طفل نی سوار چلے

نہ بوجھ ڈالتی مرکر بھی دوستون پہ ہم
تھکے نہ نزع مین اعضا کہ ہم سوار چلے

رہِ فنا مین کپی تہی جو ہر قدم پہ گناہ
قلم کیطرح جہان سے سیاہ کار چلے

اسی حجاب و ندامت سی گڑ گئے مردے
ہمارے پاؤن نہ تھے کیا جو لیکی چار چلے

جنہون نے سر نہ چڑہایا تہا راہِ ہستی مین
وہی عزیز لحد مین ہمین اوتار چلے

پئی غدیر مین جب ساغرِ شرابِ ولا
مغانکی خیر ہو یہ کہکے بادہ خمار چلے

شعر ۱۵	مثال دانۂ پسا کشتِ دہر مین ماہر جب آسیا کیطرح چرخِ کجمدار سے چلے	غزل ۱۰۸

فلک نہ عیش رہا نہ شباب باقی ہی
اس انقلاب کا بس انقلاب باقی ہی

جگر مین داغ ہین وقتِ شباب باقی ہی
ظہور شام ہی اور آفتاب باقی ہی

ہمین امیدِ رجوعِ شباب باقی ہی
بتہِ فلک جو یہی انقلاب باقی ہی

کھلے بندھے کا ہمیشہ عذاب باقی ہی
سیہ بلا ہی کوئی یا خضاب باقی ہی

فنا ہین اشک یہ چشمِ پر آب باقی ہی
غضب ہے خشک ہے دریا حباب باقی ہی

وجودِ بحرِ جہان ہی بقدرِ تاب و توان
بہت ہے یہ جو کوئی دم حباب باقی ہی

کھلے بندھے فلک کیون سد خضاب مرا
بشر کے دل مین خیالِ شباب باقی ہی

ہے آبرو کی طلب گر تو کر ہنر حاصل
بقائی بو ہے تو قدرِ گلاب باقی ہی

کھو یہ چرخ سی کچھ کھول ہی خضاب مرا
یہ رنگ ہے تو نشان شباب باقی ہی

نہ فیض پائیگا اس خاکدانسی اے غافل	سراب پر تجھے امید آب باقی ہے
بندھیگا رنگ نہ اچھی طرح سی پیری کا	کھلا ہوا ابھی جو اپنا خضاب باقی ہے
نہ تن کے دیکھ ہر اک بار حسن کو غافل	یہ آب و تاب ہین تا شباب باقی ہے
فلک کی دور مین طفلی تو گئی رو کر	ایا اب شیب وہ ہا شباب باقی ہے
شکستہ دل ہون محیط جہان مین مست ہے	خدا کی شان ہی ٹوٹا حباب باقی ہے

غزل ۱۰۹	مین لیکے نسخہ اکثر کیا کرون ماہر جہان مین خاک در بوتراب باقی ہے	شعر ۱۲

کسطرح جان آئے بدن مین نظر کبھی	لیلی نکالتی نہین محمل سی سر کبھی
حسرت ہی دود دل بھی ہوا داغ جگر کبھی	گھنگر نے فلک ہی گل نیلوفر کبھی
ہوتا ہے سنگ مین بھی مرض کا اثر کبھی	چیخی آ ہی سبا ہی بھرا ہی دوسر کبھی
ٹر ہلکے گھٹین ہر دین کیا پہ جسکر کبھی	ہٹتی نہین ہی خنگ مین تجھی سپر کبھی

کیونکر تھمے مژہ نہ تھمین لخت دل مرے — دم راہرو بھی لیتے ہین زیر شجر کبھی

نامی خراش غم سی نگین کیطرح ہوئین — گمنام ہون جو محو ہون زخم جگر کبھی

تابان کب آفتاب قیامت ہے حشر مین — پھینکا تھا مین نی پنبہ داغ جگر کبھی

سیلی ہوا کی پڑتی ہی گلزار دہر مین — بو بھی نکالتی ہی جو غنچہ سی سر کبھی

سب بھول جائین وسعت صحرا ے حشر کو — دکھلا دون گر مین دامن زخم جگر کبھی

یا آبرو کو دل کی جراحت نکیون ہو قہر — بھرتا نہین گہر کا بھی زخم جگر کبھی

غنچے چٹک چٹک کے یہ کہتے ہین باغ مین — مٹھی نہ بند ہو جو ہو ہاتھو مین زر کبھی

انسانکو کیون نہ ہجر وطن کے ملال ہون — تڑپا ہے خود شرر بھی جو چھوٹا ہی گھر کبھی

بیگانہ خود سی بہی یہ پس مرگ ہو گئی — ہم تک نہ آئی مر کے ہماری خبر کبھی

عنااللہ	آہا پھر رہی جہان مین ہی اللہ کا فقیر دیکھا نہ غیر دست دعا جسنے در کبھی	شعر

سفید بال سنی جو بن بشر کے ڈہل جاتے
فلک سی برف جو گرتی نہال جل جاتے

ہماری آہ کے جھونکے کبھی جو چل جاتے
چمن سے بو کی طرح باغبان نکل جاتے

شہید تیغ پہ ہر طرح چال چل جاتے
قدم کی راہ نپاتی تو سر کے بھل جاتے

نہ خون دل کی غذا آنسوؤں کو دی افسوس
جو ہر پرورش کوئی کرتا یتیم پل جاتے

گلاب اشک سنی درد دل جہان گھٹتے
دوا مریض جو پاتے تو کچھ سنبھل جاتے

کسی شہید سے باغ جہان نہین تہی ہم رنگ
حنا کے حال پہ ہم کیون نہ ہاتھ مل جاتے

غزل ۱۱۱	عصا نہ ہاتھ جو پیرون کا تہا تہا ماہر وہ دو پہر تھے کہ سو بار دن مین ڈہل جاتے	شعر ۱۸

حرارت سوز غم سی آنسوؤں مین آشکارا ہے
عجب خرمن ہی اپنی دل جسکا ہر دانہ شرارا ہے

ترقی بخش دریا اسقدر رونا ہمارا ہے
چراغ چشم ماہی جو ہی وہ گردونکا تارا ہے

دل سوزان سے جو نکلا ہی آنسو وہ شرارا ہے
عجب آتش ہون جسپر آب کا قطرہ بھی پارا ہے

عجب کیا اضطراب دل جو مرنے پر گوارا ہے ۔۔ زمین ہلتی ہی میری قبر مجکو گاہوارا ہے

پس مردن دلا گرمی محشر آشکارا ہے ۔۔ کہ بیمار تپ فرقت کا اک یہ بھی حرارا ہے

عجب کیا ضعف مین قسمت کی چالون نے جو ہارا ہے ۔۔ یہ ہے دوران سر کہ جس گردش مین ستارا ہے

پڑھی ہی اولٹی سیفی مین نے جسدم نام کی تیری ۔۔ مری سر سے اوٹھکر تیغ نے دشمن کو مارا ہے

الٰہی خفتگان خاک کی یہ نیند کیسی تھی ۔۔ اوٹھین ہین تب کہ جب شور قیامت نے پکارا ہے

پڑی ہی کونسی افتاد یارب طفل شبنم پر ۔۔ شعاع مہر نے شیر سحر سی جبکو دہارا ہے

نہ کیون سینہ سی دم رک رک کے آئے مجھ لاغر کا ۔۔ گرہ تار نفس کی سوز دل کا ہر شرارا ہے

یہ طغیانی بحر اشک غم کا ہی مری عالم ۔۔ کنارہ جسکو کل تہا وہان آج دہارا ہے

اگر تو دادخواہ جور دشمن ہے تو ساکت رہ ۔۔ ستم پر چپ رہے ہا جو وہی سکو پکارا ہے

کبھی مردہ کبھی زندہ ہوا دل بزم مین اونکے ۔۔ غضب کی وہ نگہ ہی اور قیامت کا اشارا ہے

وہ ناخن اونکی ہین حلنی کہ ہر نقش انگشت سر ۔۔ خط زیر نگین کیطرح بالکل آشکارا ہے

نہ کیون نبجائین کرم گرم باتین اپنی نالی ہی	زمانہ آتش سوزان غم کا دل ہمارا ہے
وہ ساعت کون تھی جسمین ترا طالب تجھے بھولا	دم آخر بھی گھنگرو کی صداؤن سے پکارا ہے
یہ وہ ہین سر عیب بین ہے دید عیب ذات مین عاجز	نگہ کو غیر تکن جیسی آنکھونکا نظارا ہے

غزل ۱۱۲

جدا کیونکر کرون دلسے مین سوز غم کو ای ماہر
شرر اس آگ کا جو ہے مری آنکھون کا تارا ہے

شعر ۱۵

ہیجان کرینگے عشق مین اشک روان مجھے	لوٹینگا رہزنون کیطرح کاروان مجھے
شکوہ نہین جو ساتھ نہ لین رفتگان مجھے	اکبار بڑھکے دیکھ تو لی کاروان مجھے
رکھیگی پھر کہین کا نہ تاب و توان مجھے	اب بھی پکارے جرس کاروان مجھے
مرجاؤنگا عزیز یہی سوز نہان مجھے	ای چرخ پھیر دے مری دلکا دھوان مجھے
کیونکر فروغ پاکے نہ بجھتا مثال شمع	ناساز تھی کمال ہوائے جہان مجھے
ممکن نہین کہ زیست مین اہل عدم ملین	مین خود وہون بے نشان تو ملی کچھ نشان مجھے

دو پھول لاکے قبر پہ رکھے نہ ایک نے — آیا نظر چراغ تو بس گلفشان مجھے

کیون چھاونی غبار نہ چھائے مزار پر — دنیا مین تھا خیال بنائی مکان مجھے

بدگوئیون نے خلق کی مجروح کر دیا — گویا زبان و لب ہوئی تیر و کمان مجھے

چنیدے میں اسطرح سی کیا خاک ای فلک — ملتی نہین لحد مین مرا استخوان مجھے

دلدادہ ہون مین جنبش ابروی یار کا — آنکھ اٹھیان نہ لیکی دکھائی کمان مجھے

کم اوس سی نوک جھونک نہین میری آہ کی — طعنے نہ دے جہان مین پاسبان مجھے

پنکھے تو لگ چکے ہین کلیجو مین حلق کے — ای داغ دل دکھائیگی کیا گرمیان مجھے

کھتی ہی چشم تر مین وہ تازہ طلسم ہون — استادہ ہو دیکھینگے آب روان مجھے

ای باد پای عمر روان جانتا ہو نین — دکھلائیگی زمین تری شوخیان مجھے

ہنگام یاد موت جو کرتا ہون مین نظر — ملتا نہین زمانہ مین میرا نشان مجھے

ماہر نہ تیر ظلم فلک کا ہدف ہون

شعر	سیدھا بنا رہی ہی کجی کمان سے مجھے	غزل ۱۱۳

دامن میں تھمیں اشک کیونکر مرے جا کے
منزل پہ اوترتا ہے یونہین قافلہ آ کے

باعث ہین زمانے مین نفس میری بقا کے
وہ شمع ہون روشن جو رہی دامن سی ہوا کے

سُرخ آندھیان سمجھی اوسی بیدردِ سما کے
اوٹھے جو بگولے کبھی خاکِ شہدا کے

دامانِ شفق کون کو نہ دھو سکتے فلک تو
چھوٹینگے نہ دھبّے کبھی خونِ شہدا کے

تکلیف عدم جانیکی جب کرتی ہی پیری
کس عجز سے کرتا ہون نہین کو ہلا کے

کسطرح تھمی دم جسدِ زار مین اپنے
اولجھا ہے کبھی خار بہی دامن سے ہوا کے

بیدردِ جہان رنگ شفق کا اوسی سمجھے
چھیٹے جو فلک تک گئی خون شہدا کے

شعر ۴۷	امیدِ وفا جنسے پسِ مرگ تہی ماہر بیٹھے ہین وہی فاتحہ سے ہاتھ اوٹھا کے	غزل ۱۱۴

آتش قدم ہون قید عجب کا مقام ہے
زنجیرِ اشک ریختۂ موم خام ہے

ہم لاغروں کی دفن میں کیوں اہتمام ہی — لوگوں کی ایک خاک کی چٹکی کا کام ہے
میخانے میں وفا کا طریقہ جو عام ہی — شیشی کے انقلاب سی گردش میں جام ہے
ہر بار ادب سی پاؤں کا سر پہ مقام ہی — کسکا سُمِ غزال کی مُہروں میں نام ہے
فاقہ کشوں کی قید میں کیوں اہتمام ہی — دانہ تو خود نہیں گرہِ تارِ دام ہے
ایک ایک دم میں عمرِ بشر کی تمام ہی — آمد نفس کی ہی کہ اجل کا پیام ہے
اوس گرم بن میں اہلِ جنوں کا مقام ہی — ایک ایک سُمِ غزال جہاں مو خام ہے
بدنام وہ ہیں ابروؤں سی قتل عام ہی — تلوار کاٹتی ہی سپاہی کا نام ہے
نہ پھر جفا ہے اور نہ وفا کا مقام ہی — بعد اپنی حسن و عشق کا قصہ تمام ہے
پیری میں ابروؤں کو نسی عضو بدنکو میں — دل مر چکا ہے آنکھ کا لبریز جام ہے
کی ہی جو وحشیوں نی زد و کوب پاؤں سی — صحرا تمام تختۂ قرطاس خام ہے
بو اوسنی ہی جب آگ پہ ہمیں کھلا یہ راز — جلنی سی پختہ کار ہی دل موم خام ہے

بوجہ یہ زبان کی جنبش نہین حضور
دیکھئے جواب شمع لگن ہی کلام ہے

اللہ ری تاب و تب مری دود آہ کی وحشیو
کالے ہرن ہین سایۂ تن تیرہ فام سے

مجھ دل جلے کی قبر کی جا کاہی یہ پتا
ہی آگ اگر جہان پہ جلے وہ مقام ہے

کہتا ہون دلکو ڈھونڈھکے ہاتھون سے ضعف مین
پروردگار کونسا دل کا مقام ہے

پروانونکی لاش سے کہتا ہی پائے شمع
سر چڑھکے جو مرے یہ اوسی کا مقام ہے

حسن بتان کا خانۂ عالم بہی طلسم ہے
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہے

پہلو پکڑکے ہجر مین تڑپون نہ کسطرح
اے دوست یہ گئے ہوئے دل کا مقام ہے

خورشید کیطرح ہمہ تن مین جو داغ ہون
سائے مین میرے خلق کو مشکل قیام ہے

رونق کا بہی گذر نہین تابوت تک مرے
لاشے پہ حسرتون کا غضب اژدہام ہے

آخر شباب ہو تو کھلین کیون نہ اُستخوان
یہ پچھلی پہر کو شمع لگن بہی تمام ہے

اوترا ہون وہان مین قافلہ والونکو چھوڑکے
کوسون ہی بستیون سی الگ جو مقام ہے

کس کس حجاب مین نظر آیا جمال دوست ۔۔ کیا حسن ہے حجاب مین دیدار عام ہے

جلجائی دل زبان سی عاشق نہ اُف کرین ۔۔ ارشاد ناز کا ہے ادا کا پیام ہے

کاٹون تڑپ تڑپ کی نہ کیونکر شب فراق ۔۔ غنچہ کو خواب ہے ترے لیئے حرام ہے

طالب ہے نام کا تو گوارا کر انقلاب ۔۔ الٹا لکھا ہوا ہے جو مہر نگین نام ہے

نازک لبونکی لب بھی لٹپٹی ہین پیار سی ۔۔ دلچسپ کسقدر ہے مری مٹی کا جام ہے

کھائے ہوئے ہے سم جو حسینونپہ حسن بھی ۔۔ لالہ رخون کا خط سیہ سبز فام ہے

مقتل مین آج دیکھئی کسکا گلا کٹے ۔۔ الٹے ہین آستین وہ چھری بی نیام ہے

عاشق مین کچھ نکچھ صفت حسن ہے ضرور ۔۔ بو جسکی سوندھی ہی مری مٹی کا جام ہے

مستونکی فرق پر ہی جبھی تک کلاہ سر ۔۔ جبتک کہ طاق مین سر شیشہ پہ جام ہے

پوچھو مسافرونکی نہ کچھ بود و باش کو ۔۔ غربت کی چھاونی ہی جہان وہ مقام ہے

کرتے ہین ہمکو ذبح جو وہ آستین چڑھائی ۔۔ لوگون کا ٹھٹھ لگا ہی تماشائی عام ہے

عشاق کو یہ شرع محبت مین حکم ہے / گردن پہ ہو چھری تو تڑپنا حرام ہے

منزل سے اوترین بڑھکے کہین قافلے کے لوگ / اوبر ہونکا جو تھکا ہی یہ اوسکا مقام ہے

آنکھون مین جان اٹکی ہی اتنی کے واسطے / میری قضا مین ایک ادا کا بھی کام ہے

شبنم سے کو یہ تنگ نہ آزردہ شمع سے / عبث روتے ہین مگر مری دنیا کا نام ہے

یہ سخت جان سو گئی ہین اتفاق سے / مرنے کا عاشقون پہ عبث اتہام ہے

مفلس ہر اک سے رنج فقط کیون نہ مول لے / جز داغ پاس کوئی درم ہی نہ دام ہے

پروانون سے جب آتی ہی جلنے کی کچھ صدا / کہتا ہے جھک کے شمع کا شعلہ سلام ہے

طی کی رہ دراز عدم ہمنے بعد مرگ / میت مین اتنی جان عجب کا مقام ہے

اتنا تو اختلاج ہو عاشق کی قلب کو / ٹھہرے وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

رگ رگ مین جان آتی ہی یعنی وہ بے ہاہی دل / میری لحد پہ کون یہ محو خرام ہے

کس سے پکارئیے گا یہ کس سے جواب دے / دل کا میری لٹی ہوئی بستی ہی نام ہے

سینہ پہ میری ہاتھ بھی رکھا کبھی یون | آیا وہان نہ ہاتھ جو دل کا مقام ہے

غزل ۱۱۵

ماہر تو ان کے حسن کی دنیا بھی ہی طلسم
ہی دور چشم مست سحر ہے نہ شام ہی

شعر

کعبہ مین کون ہی جاتا کہان خیر تو ہی
خود بھی کہہ جاؤ جو وہان جا کے تو پھر سیر تو ہی

جسطرف جاتے ہین واعظ وہ رہ دیر ہی
برہمن شیخ ادھر آج کہان خیر تو ہی

ہین حباب لب جو دید تو ہی سیر تو ہی
ٹوٹتے دیکھتے ہو دل تو نہین کچھ بہ خیر تو ہی

راز دل کہتی ہو ہمارسی کچھ بہ خیر تو ہی
نہ سہی غیر کوئی حال مرا غیر تو ہی

مین نی گھبرا کے کہا وہ جو اچانک آئے
نے بلائے ہوے آئے ہو کدھر خیر تو ہی

ہمنے تو آکے یہان کچھ بھی نہ دیکھا واعظ
گھر مین اللہ کی بی سیر ایک سیر تو ہی

غزل ۱۱۶

غل ہو واعظ نے کیا گھر کو خدا کے بھی خراب
دل جو ماہر کا شکستہ ہو تو پھر سیر تو ہے

شعر ۶

ایک ہون گر بلبل و گل عشق کی اعجاز سے
لاکھ کلیان چٹکین آواز پر پرواز سے

کسطرح کہدون یہ مین عشاق وحدت باز سے
دی تجہی کوئی صدا بہی تو تری آواز سے

نالۂ بلبل بہی الفت نے نہ رکہا بے جواب
دی صدا گل نی شکست رنگ کی آواز سے

آفرین اے زور بازو مرحبا اے جذب عشق
لے اوڑا گنج قفس زور پر پرواز سے

ہمصفیر دبوئی نغمہ کیطرح چاہا ہے جب
سو قفس توڑے ہین اک زور پر پرواز سے

کون یہ ماہر کہے اونسے جو بچہڑے ہین عبث
ایک تربت پر بہی تم چلتے اسی انداز سے

غزل ۱۱۱

شعر ۹

فنا کا اپنے حبابونکو ہوش آتا ہے
جنازہ موج کا جب تا بہ دوش آتا ہے

مجہی جو فصل بہاری مین جوش آتا ہے
لہو کو رنگ گلستان کہے جوش آتا ہے

یہ داروی کا غل تا بہ گوش آتا ہے
حباب بحر مین خانہ بدوش آتا ہے

شب فراق مین دمساز اک ہی ہی بہت
کہو غشی ہی کہ رخصت ہوش آتا ہے

ادہنین کو ایک نہین عذر مجہہ تک آنیمین	ادا سی غش تو کرشمون سی ہی غش آتا ہی
شب فراق مین رکھتا ہی کب فلک تنہا	غشی ابہی نہین جاتی کہ ہوش آتا ہی
نہین ہی کوئی جو فرقت مین پوچہنی والا	غشی سی مجکو اوٹہانیکو ہوش آتا ہی
غشی کے بعد نہ انسانکو کیون ہو یاد ابل	کچھ آنکھین کھلتی نہین جسوقت ہوش آتا ہی

غزل ۱۸	نہ بیکسی کی ہو حالت نہ ہو یہ ای ماہر تری غشی کی خبر سنکے ہوش آتا ہے	شاعر ۱۱

ذکر دردِ چشم مستِ یار اگر دم بھر چلے	صف گرے مستونکی صف پر بزم مین ساغر چلے
قبر مین ہم آئے ارمان دلکو ویران کر چلے	شب ہوئی احباب اٹہکر اپنی اپنی گھر چلے
اتحادِ واقعی سی عشق کا دم بھر چلے	ذکر تیرا مردم تیری زبان سی کر چلے
نزع مین جب موئے مژگان کا تصور کر چلے	وقت آخر اک رگِ جان پر کئی نشتر چلے
ساقیا خود انکی مستی کا بیان ہو کسطرح	آنکھ کی گردش سی جسکی بزم مین ساغر چلے

جان دینی کا مزا بھی اوس سی پوچھو قاتلو
جسکی گردن پر تمہاری ناز کا خنجر چلے

جو بتونکی عشق مژگان مین ہوے صحرا نورد
پاؤن مین کانٹی ذرا آفرق پر پتھر چلے

جادۂ شمشیر قاتل ہے وہ راہ خوفناک
ہاتھون ہی جس راہ مین پاؤن کی آگی سر چلے

گر تپ فرقت مین اپنا تڑپنا کچھہ لکھون
کلک کی نبضین چھٹین اک اک رگ مسطر چلے

کم نہین نرمی بھی کچھہ سختی سی اہل جور کی
جب فلک کا دل پسیجا خلق پر پتھر چلے

غزل ۱۱۹

جھمک کے چل ماہر ہر اک سی رہگذار دہر مین
کھائی ہے ٹھوکر اونھون نے جو اوٹھا کر سر چلے

شعر ۲۹

ہوس آفات سی دنیا کی نہ خودسر مین رہے
موج چاہے تو حباب اک نہ سمندر مین رہے

حرص جنمین تھی وہ تحریص تو نگر مین رہے
کانٹین کوئی نہ پہونکے ہمہ لو سر مین رہے

طرفہ اعجاز ہو دوران اگر سر مین رہے
سر سفر مین رہی اور پاؤن مرا گھر مین رہے

کیون ترقی نہ صدا حرص تو نگر مین رہے
اور غباری ہو اونچی جو ہوا سر مین رہے

آبرو دارونکی صحبت کے بقا کا ہے سبب ۔۔۔ یون نہ رشتہ کی جگہ ہر دل گوہر مین رہے

مستحق جان نہ تو سائل سر گرد انکو ۔۔۔ آسیہ کا جو بھر پیٹ تو چکر مین رہے

گر کے غبارے یہ صحرا مین صدا دیتے ہین ۔۔۔ پست یون ہوتے ہین وہ جنکی ہوا سر مین رہے

نیند یون آئے کہ جانیکا نہ لے نام کبھی ۔۔۔ آپ کے جسم کی بو بس کے جو بستر مین رہے

شیب مین حال جوانی کا تہ و بالا ہو ۔۔۔ پاؤن چلنی سے جو رہ جائین تکان سر مین رہے

جلکے غبارے یہ گرنمین صدا دیتی ہین ۔۔۔ آگ دل مین جو لگے پھر ہوا سر مین رہے

آگے منھ تک جو پلٹجائے کبھی ساغر مے ۔۔۔ جان مستونکی کھنچے یون کہ نہ پیکر مین رہے

حسن وسعت کو اگر چھوڑ کے تنگی چاہے ۔۔۔ ساری گلشن کی شمیم ایک گل تر مین رہے

تھا مین وہ تشنۂ دیدار قسم ساقی کی ۔۔۔ سوندھی ہو جائے جو مے بھی مرے ساغر مین رہے

یون ترے فرش پہ دل اپنا پڑا رہتا ہے ۔۔۔ پھول الٹا پلٹا ہوا جیسے کوئی بستر مین رہے

بوئے غیر آئی وہین پھر ہوا تھا ٹھنکے ۔۔۔ چھپ کے پھولونمین مرا دل نہیں جو بستر مین رہے

شاق ہوتا ہی حسینونکو بھی باہم کا فراق
رنگ اوڑ ہی گر تو نہ نکہت بہی گل تر مین رہے

ہم الگ رکھے نگاہون سے زمانہ کی اگر
وہی اچھے رہے جو مجمع محشر مین رہے

صفت جیب سحر چاک کرین وحشی عشق
ہاتھ انکا بھی اگر دامن محشر مین رہے

نامہ بر دھوپ کی بھی راہ مین تکلیف نہو
تو اگر سایہ شہبال کبوتر مین رہے

آکے موجون نی حبابونکو طمانچہ مارا
اونکا انجام یہ ہے جنکی ہوا سر مین رہے

حال لکھون جو تپ ہجر کی مین حدت کا
حرکت نبض کی ایک اک رگ مسطر مین رہے

عقل سی رنج زمانہ مین پہونچتے ہین سدا
گر نہو ہوش تو کیون درد مرے سر مین رہے

مین تو کیا منہ کو اوٹھا مین نہ کبھی تکیے بھی
بو تری بس کے کبھی گر مرے بستر مین رہے

اونکی بو نے دوجہین کیا کیا نہ مکانمین ڈھونڈھا
اتفاقات سی شب کو جو مرے گھر مین رہے

اذن لی لے گئے اگر شمع سے پروانے جلین
جس سی پیدا ہو نہین وہ حرکت سر مین رہے

اہل جوہر تو سبھی اپنی جگہ بیٹھتی ہین
قلعی کھلجائی نہ آئینہ اگر گھر مین رہے

عدد جوہر آئینہ بھی کم ہین اوسنے — جتنے ارمان دل پر درد سکندر مین رہے
پاس والونپہ تو وہان او ستم ہوتے ہین — ملگئے دل وہین کھولونکی جو بستر مین رہے

غزل ۱۲۰

دلکی توصیف کی حاجت نہ کبھی ہو ماہر
آئنہ ایک اگر دست سکندر مین رہے

شعر ۷

حرص کسطرح نہو روح جو پیکر مین رہے — تن انسان مین نہ دم ہو ہوا سر مین رہے
کیون نہ طاقت مین بھی قلت ہو جو پیکر مین رہے — آب گھٹتا رہے مٹی کے جو ساغر مین رہے
آبرو جبتک ہے کہ گردش بھی مقدر مین رہے — دُر وہ غلطان نہین دوران کے سر مین رہے
مرکے ہم مست نہ کیون دوسرے پیکر مین رہے — روح نکلی ہی نہ شیشونکی جو ساغر مین رہے
زخم کیونکر نہ ہر اک پیکر جوہر مین رہے — زنگ کیچائے لہو گر ترے خنجر مین رہے
تشنۂ حسن ہو تو صحبت دلبر مین رہے — آب پر بند نہ پانی ہو نہ گوہر مین رہے
نام باقی رہا تا حشر جو یہ گھر مین رہے — آئینے آب بقا حق سکندر مین رہے

تو اگر باغ مین دونونکی کبھی بر مین رہے
بو ہوا مین تو ہوا بوئی گل تر مین رہے

سب سے جھک جائے تو کیا ہوش مرے سر مین رہے
بادہ کسطرح سی الولٹی ہوئی ساغر مین رہے

دلکو حسرت ہی وہ دیدۂ دلبر مین رہے
نیند سا ہو نہ حسین ورنہ اوس گھر مین رہے

نیند بھی نشہ ہو گردش دلبر مین رہے
بادہ بس وہی جو اوس چشم کے ساغر مین رہے

دل بیتاب مین کیا عیش تھین اپنی گردون
بادہ کسطرح سی ہلتی ہوئی ساغر مین رہے

عہد دولت مین ہون گر دونکے مین اس سی غلطان
کہ تڑپنے کی نہ حسرت دل گوہر مین رہے

صفت رشتۂ تسبیح جو تھی حسرت دید
ایک ہی وقت مین عاشق ترے گھر مین رہے

کون غواص سی ہے بڑھکے بیتون پہ شفیق
غرق ہونے پہ بھی دلجوئی گوہر مین رہے

کونسے تھے وہ حسین جو ہو ہمسر تجھسے
پھول بھی باغ کے دیکر ترے بستر مین رہے

پھوٹ نکلی ترے آب بھی بوسے کے لیے
گر نشان انکی لبون کا لب ساغر مین رہے

آبرو جس سی ملی زخم بھی وہ اچھا ہے
کیون نہ سرمے کی جگہ کچھ پہ دل گوہر مین رہے

صافِ دل لوٹنی کی آتی ہی گرتی ہی صدا
جان یون بھی کسی مست کے ساغر مین رہے

شبِ وصلت ہی گئی تیر گئی شامِ فراق
چاندنی پھیلے کیون اب نہ مرے گھر مین رہے

زنگ دوڑے صفتِ مورچہ جوہر پٹ مین
جان بسمل کی جو دم بھر ترے خنجر مین رہے

دم مین ہوجائے فنا میری طرح سے وہ بھی
جو ترے تجھسے جدا ہوکے جو بستر مین رہے

حق تو یہ ہی کہ اب آئینونکی تقصیر نہین
دل بھی پتھر ہو یہ یاد سکندر مین رہے

خاک بھی کھینچتی ہی خاک کو اپنی ساقی
تہ نشین درد کیونکر نہ مری ساغر مین رہے

نام سے دل کے کنارے جو پڑا رہتا ہے
کبھی دل کے وہ گل بھی ترے بستر مین رہے

کھولکر دیکھ سکی منہ نہ نسیم سحری
آپ اسطرح سے لپٹی ہوئی چادر مین رہے

پتلیان جھکتی ہین یون دیکھنیکو وہ آنکھین
عکس جسطرح سرِ مست کا ساغر مین رہے

دشمنونکی تنِ نازک مین نشان تیرے پڑے ہین
حکم ہے پھول نہ کوئی مری بستر مین رہے

دو دلونمین جو ترا حسن جدائی ڈالے
بو ہوا مین نہ ہوا بوئی گلِ تر مین رہے

اونکا خط دیکھ یہ قاصد کو دعا دیتی ہین
تو سدا سایۂ شہبال کبوتر مین رہے

[illegible] سی صدا نغمون کی
روح بلبل کی جو بو ہو کے گل تر مین رہے

اونچ نیچ اونکو زمانیکی دکھائی کوئی کیا
نہ تو ن آنکھون مین برسون دل مضطر مین رہے

نہ یہ غل ہو نہ یہ غوغا ہو نہ یہ فریاد ہین
اک ترا ہاتھ نہ گر دامن محشر مین رہے

غم دیتی تنہا مجھے گردونکو بھی او تنہا ہو تجھے
عکس داغون کا مری گر دل اختر مین رہے

رکھے آنکھون مین نثار ونکا وہ گرنا کبھی
تا م آپ ہی ین ہوا جب دل مضطر مین رہے

وہ لئے بیٹھے ہون جسکو لیکے گھر مین قینچی
نامہ پہلی ہی وہ منقار کبوتر مین رہے

وہی آشوب جہان وہی تھے فتنہ حشر
اپنے جو یا مری ہمراہ جو محشر مین رہے

دم پرواز یہ کہتا ہے ٹوٹا سا یہ
ہو یہی حال اگر یاد کبوتر مین رہے

آپ کاندھے سے اگر کھینچکے آنچل چھوڑین
بو کا اوٹتا ہوا دم بھی نہ گل تر مین رہے

ڈھلکے پاس آن گئے وہ ایک پہلو سے
دور زانو سی جو تکیے ترے بستر مین رہے

بچہ کا کچھ ہو گیا ہنگام حساب عشاق • کس سی باتین تھین کہ ہر مجمع محشر مین رہے
رنج ہر شی مین اثر اپنا دکھا دیتا ہے • عہدہ نہ کھینچے تو تشنج رگ مسطر مین رہے
قید وہ شی ہی کہ انسان تو کیا پانی بھی • بال بھر پائے جگہ گر تو نہ ساغر مین رہے
کہین مصنوع کی صانع سی بھی چھپتی ہین عیب • آئینہ پردے مین کیون عہد سکندر مین رہے
ڈھونڈھتی آپکو کسطرح ہم اوس کثرت مین • آپ کھوئے ہوئے ہم مجمع محشر مین رہے
آپکی بو نہ بسی رات کے سونے سے اگر • چین سی چین نہ لپٹے ہوئے بستر مین رہے
دلکو اسواسطے رد کے ہے صفائے باطن • آئنہ کی نہ جگہ قلب سکندر مین رہے
قید و آزاد تھے ہم نکہت غنچہ کیطرح • آپ ہی کہئی کہ باہر رہے یا گھر مین رہے
جوہر روح جہان ہون تو جگہ کو روکین • پھیل کر آب نہ کیون اب تر خنجر مین رہے
ہلکے دیتی ہی بلندی پہ ہوائی یہ صدا • سر تڑق جائے جو دنیا کی ہوا سر مین رہے
نیند آنکھونکو تری ڈھونڈھتی عالم مین پھری • چاند سا منھ ترا مستور جو چادر مین رہے

ایک نے حق مین ہماری نہ کہا کلمۂ خیر
سب کا منھ دیکھتے ہم مجمعِ محشر مین رہے

دیکھ بحال اوسکی ہمیشہ کی تو یہ کہتی ہی
آئینہ قبر مین بھی دستِ سکندر مین رہے

مثلِ فانوس ہی گھر روشنیِ شمع ہین خود
کیا کہوں کہین وہ باہر رہے یا گھر مین رہے

فرا ز آپنے یون سبکو کیا جلوے سے
جسطرح چاندنی اک چاند کی ہر گھر مین رہے

کام اوسکا بھی تو ہی جنبشِ ابرو سی تمام
چال بسمل کی نہ کیونکر تری خنجر مین رہے

کسطرح بعد فنا حال وہ دیکھے اپنا
آئینہ جب نکوئی قبرِ سکندر مین رہے

آئینہ لیکے گر آئے تو کیا کیا احسان
مین رہا آپکے گھر آپ مرے گھر مین رہے

پاس خاطر ہے نزاکت کا تری شبنم کو
پھول سوکھا ہوا کیونکر تری بستر مین رہے

بو برہنہ نکل آئی تھی بدن کی اونکے
کون پردا کرے گر چین نہ بستر مین رہے

آئینہ سامنے رہکر بھی کھلا کچھ نہ ہمین
اپنے گھر مین رہی یا غیر کے تم گھر مین رہے

مجلسِ قبر مین تنہا لیئے جاتی ہی اجل
عکس کیا آئینۂ قصرِ سکندر مین رہے

گر بنایا ہے تو کچھ حسن کو اپنے روکے	آبروے آئینہ کی ذہن سکندر مین رہے
پتلیان پھر رہی ہین کام مین ہے آہوے آب	نیند سا ہو کوئی مہمان نہ اوس گھر مین رہے
ذبح مین چالاکی ہو تو نکو یہ مین کہتا ہون	جان نکلی مری اور دم ترے خنجر مین رہے
وصل کے بعد حیا اونکو نکیون ہو تاری	شرم کی نشان جو چھٹی ہوئی بستر مین رہے
بو جو بیخواب تری ہو تو پڑے کیسے نہ شکن	آخر اوسکا بھی تو تکیہ کوئی بستر مین رہے
ہجر ساقی مین یہ کہہ کہکے ٹپکتا ہون مین	جام مین مے نہ او رہوش مرے سر مین رہے
چرخ اوسی دھوپ سے منگوا کے بنا شبنم	گر پسینے کی تری کچھ تری بستر مین رہے
تیرے ہی بو ئی بدنکی مین قسم کھاتا ہون	دم نہ میرا تری اوڑھی ہوئی چادر مین رہے
نازنین ہاتھ سے شکنو نکو مٹایا جلدی	جب نشان وصل کی سمٹی ہوئے بستر مین رہے

غزل ۱۱۱	پینگ جھولے کی طرح اونسے بڑھے جب باہر گھڑیون آنکھوتمین تو پھرن دل مضطر مین ہے	شعر ۱۰

چمک جو درد کی دل سی نکل گئی ہوتی
لحد پہ آپ سے ہر شمع جل گئی ہوتی

ہماری گھر مین جو آکر دہل گئی ہوتی
اندھیری رات بھلے سر نکل گئی ہوتی

ہوائی گرم جو آہونکی چل گئی ہوتی
ہر ایک شمع لگن بجھ کے جل گئی ہوتی

تمہاری تیغ جو دو ہاتھ چل گئی ہوتی
کجی ان ابروؤنکی سب نکل گئی ہوتی

نجانے جنبش ابرو مین دل پہ کیا بنتی
ہنسی ہنسی ہی مین تلوار چل گئی ہوتی

وہ میرے عکس سے کیون ڈر کی چھوڑتے نہ نقاب
غضب ہوا تھا کہ صورت بدل گئی ہوتی

نہ آتے آپ جو دم کو تو اور کیا ہوتا
تڑپ تڑپ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی

ہزارون آپکی ہوتین ادائین وسمین بہی
بری بھی بات جو منھ سے نکل گئی ہوتی

بھلا ہوا کہ چھپے تم مجھسے آتشین رخسار
نگاہ بال کے مانند جل گئی ہوتی

غزل ١٢٢	وہ آتے نزع مین **ماہر** تو یہ غضب ہوتا بگڑ بگڑ کے طبیعت سنبھل گئی ہوتی	شعر ١٥

حسن بھی ہاتو نہین کھلتا ہے تو پردا کیا ہے
دیکھین معراج کی شب چھپ کے نکلتا کیا ہے

مرتے دم آئنہ آیا ہے یہ نقشا کیا ہے
مین تو اچھا ہون الٰہی ابھی بگڑا کیا ہے

ہاتھ اوٹھنے کی فقط دیر ہے پردا کیا ہے
یون ہی جائی شب معراج اب ایسا کیا ہے

یوہین مرتے ہین ہم تو نزع کا چرچا کیا ہے
تمنے دنیا کا مری جان ابھی دیکھا کیا ہے

ہم نہ سمجھے کہ یہ عشاق مین چرچا کیا ہے
دل کسی کہتی ہین اللہ کلیجا کیا ہے

خود بھی تصویر بنے ہو یہ تماشا کیا ہے
مُنہ او ترتا ہی چلا جاتا ہی نقشا کیا ہے

حال پر اپنی بھی کرتا نہین تربت مین نظر
بند آنکھون نے نجانے مری دیکھا کیا ہے

لاش بھی ساتھ نہ اوٹھے تو مرا نام نہین
درد سینے مین مری جان ابھی اوٹھا کیا ہے

دیکھکر مُنہ جو ہنسا مین تو یہ فرمانے لگے
جھائیون کے یہ نشان ہین تجھے سودا کیا ہے

سب کے ہمراہ جھکے دیکھ رہے ہین وہ بھی
جان کا میرے نکلنا بھی تماشا کیا ہے

آج تصویر سی تصویر اوترتی ہی وہان
اپنے سے آپ کھنچے جاتے ہین نقشا کیا ہے

بند وہ کرتے ہین در بند نہین ہوسکتین ۔ مرتے دم آنکھون نے یارب مری دیکھا کیا ہی

کھنچکے ابرو سے نہ کیون ناخن پا لمجائین ۔ جان عاشق کا نکلنا ہے تماشا کیا ہی

جگر و دلکو تو کھوئے ہوئے گذری مدت ۔ پھر نجانے کہ یہ سینہ مین تڑپتا کیا ہی

غزل ١٢٣

غم سی گر خار بنی تھی نہ رگ جان ماہر
دامن تار نفس سی تری الجھا کیا ہی

شعر ٢٥

چرخ گونجا آہ پر تاثیر سے ۔ رات بولی نالۂ شبگیر سے

جب بری کرتے تھے وہ نخچیر سے ۔ کچھ کمان کہتی تھی چلتی تیر سے

کلک بھی فارغ ہوا تحریر سے ۔ ہم نہ نکلے خانۂ زنجیر سے

وحشیون کے عکس کی تاثیر سے ۔ سب تو سب گھر چھٹ گئے تصویر سے

کم نہ تھی چال اونکی مجھہ نخچیر سے ۔ دل نہ ملے کیونکر نہ میرا تیر سے

شوخیون کا اونکی تھا یہ بھی اثر ۔ رنگ جو اوڑ نیلگا تقدیر سے

چرخ اگر میری طرح پیسے اسے
مغز نکلے ناخن تصویر سے

اولجھے حلقے انکے سلجھین کسطرح
دیو سے لپٹے ہین مری زنجیر سے

کچھ تعجب ضیق دنیا سے نہین
خون جو ٹپکے ہر رگ تصویر سے

یون تری پلکون نے کی ہی دلمین جا
جسطرح بھرتا ہے ترکش تیر سے

دشت وحشت مین شرر اوڑتے تھے جب
برق اولجھی تھی مری زنجیر سے

زور دکھلایا ترے وحشی نے جب
حلقے کھل کھل کے گرے زنجیر سے

دل کے ٹکڑونکو تو چھوڑے وہ نظر
پر کہان جائینگے اوڑکر تیر سے

حسن کی غیرت نے بدلی اونکی شکل
رنگ جب اڑنے لگا تصویر سے

چھیڑتا کاغذ کو کیا دیوانہ تھا
باتین سنتا آپکی تصویر سے

گھڑگھڑا دی تیرے وحشی نی جہان
دیو بھاگے نالۂ زنجیر سے

یون شب فرقت تھمی ہی آہ سے
جیسے بندہین فیل کو زنجیر سے

بیٹھنا اپنے گلے اگر آتا نہیں	سیکھ لیجئے اپنی ہی تصویر سے
یون مژہ پر مین لیئے ہون لخت دل	آگ اوٹھاتین جیسے آتشگیر سے
میری دل مین دیکھکر اونکا خدنگ	کسطرح تڑپا گیا نخچیر سے
اشک آنکھون سی مری پونچھے تو خیر	نت بچتے رہنا خون دامنگیر سے
ملتے ہین ہاتھون سے وہ کاغذ کو یون	چپ رہا جاتا نہین تصویر سے
آپ دکھلاتے اگر صورت اوسے	پردے اوٹھتے دیدہ تصویر سے
میرے گھر کی راہ مین جلدی یہ کی	پھر گئے پہلے مری تقدیر سے

غزل ۱۲۴	اونکو جب پایا نہ ماہر اسطرح کلک لپٹی دامن تصویر سے	شعر ۲۴

مرغ تصویر چمن سی نہین کرسا زمجھے	رنگ اوڑتا ہوا کیون آج ہے پر پروا نہ مجھے
کہتے تھے شغل ہدف کل تو نظر باز مجھے	آج کیون تاک رہے ہین قدر انداز مجھے

مثلِ اسپند بھی دی دل نی نہ آواز مجھے
ایسے جلنے پہ اوس ضبط پہ ہی ناز مجھے

لمن ترانی سے کھلا ناز کا بھی راز مجھے
پردا ہوتا تو سناتی نہ وہ آواز مجھے

مرضِ موت ہوا دہر مین آغاز مجھے
مین تو کہتا تھا ہوا یا کی ہی ناساز مجھے

تیر کیطرح سہی جاتا ہون جدھر وحشت مین
ہر در بستہ بھی ہوتا ہے در باز مجھے

بخت نے میکدۂ دہر مین مثلِ شیشہ
سرنگون گاہ کیا گاہ سر افراز مجھے

مرغِ تصویر ہون پوچھو مری حسرت کچھ
پر تو ہین بھی مگر آتی نہین پرواز مجھے

تیر ہی مثلِ ہدف اوسنے لگایا مجھپر
کر لیا جسنے جہان مین نظر انداز مجھے

مجکو اپنے دلِ مضطر کی چمک یاد آئی
آئی بجلی کے کڑکنے کی جب آواز مجھے

چھپکے چھپکے شبِ فرقت مین نہ کیونکر روؤن
تیرگی ہوگئی ہی سرمۂ آواز مجھے

مجکو عشاق سی نفرت ہے تو معشوق سے عشق
سوز پروانون سی شمع سے ہی ساز مجھے

توڑتا وہ کسی نگہ کا نہ فزون گر ہوتا
تیر انداز نکرتے نظر انداز مجھے

حفظِ بدنامیِ معشوق ہی الفت مین ضرور
داغِ دل کیون ہنو اب مہرِ سرِ راز مجھی

کان یہ شورِ اسیری سی بھرے ہین میرے
اپنے اوڑنیکی بھی آتی نہین آواز مجھی

سوزِ الفت کے مزے کو جو کبھی مین بھولا
آئی پروانونکے جلنے کی کچھ آواز مجھی

دلِ وابستۂ گیسو سب مجھے یاد آتا ہے
آتی ہے رات کو جب دور کی آواز مجھی

آہ نے رعد کی سنوائی کبھی مجکو صدا
برق سے گر نکلی آئی کبھی آواز مجھی

غیر پستی جو ندیکھی تھی لحد مین کوئی شی
خاک اوڑا کر مری کرتے ہین سرافراز مجھی

دیکھتے دل سی جو گئے باغ مین ہین نے نالے
آئی مُنہ بند کلی سی بھی کچھ آواز مجھی

ایک نالے نے فنا مجکو کیا مثلِ سپند
ڈھونڈھتی کیون ہے نکلکر مری آواز مجھی

مثلِ چقماق کہان جاکے سر اب دے پٹکون
سنگ ملتا ہی تو وہ بھی شرر انداز مجھی

طایرِ بو کی طرح غیر ہی بازو ہین قوی
جنبشِ موجِ ہوا ہے پر پرواز مجھی

نزع مین پاؤن نہ پھیلائین رگین کیون ماہر

غزل ۱۲۵	یاد آتا ہے کسی نیند کا انداز مجھے	شعر ۲۳

گھٹ گھٹ کے دل لحد مین یونہی بیقرار ہے
دیتی ہین سانس نے شکستہ مزار ہے

تن ضعف سے جو اک تن گرد تار ہے
ناوک تو کیا ہوا ابھی کلیجے کے پار ہے

تن خاک ہی تو زیست کا کیا اعتبار ہے
جو عضو ہے غبار کا نقش و نگار ہے

ناخن سے وحشیون کا بدن سب فگار ہے
زخمون کے گل کھلے ہین جنون کی بہار ہے

شکل اونکی سنگ آئینہ مین آشکار ہے
کیا حسن ہی کہ ایسے کلیجے کے پار ہے

کہتے ہین ٹہکے وہ کہ یہ کسکا مزار ہے
تھمتا نہین ہے پاؤن یہ دل بیقرار ہے

جوہر سے آمنون کا کلیجہ فگار ہے
پتھر مین کس نظر کا نشان آشکار ہے

حال اپنا اپنی خاک ہی سے آشکار ہے
ظاہر ہے جی جگہ سے کلیجہ فگار ہے

نقش و نگار خاک سے صورت نما ہون پھر
آ اے ہوا فنا کو ترا انتظار ہے

ماہی کیا ہے مجکو گھلا کر جو عشق نے
جو استخوان تن مین مرے ہے وہ خار ہے

گردش مین عکسِ چشم ہے خطِ عذار پر
پامال آہوون سی عجب سبزہ زار ہے

آنکھون سے دل سی مین نے بتادی سب اونچ نیچ
اب وہ عمل کرین نہ کرین اختیار ہے

جھک جھک کے مل رہا ہون گلے اپنے آپ مین
تصویر تیرے قد کی جو میرا غبار ہے

ظاہر مین ڈھونڈھکر صفتِ شمع چھپ گئے
دیکھا نہ یہ کہ پاؤن کے نیچے مزار ہے

دم بھر کو بھی نہ کوئی ٹکا آکے قبر پر
ثابت قدم جو کچھ ہی تو شمعِ مزار ہے

عشّاق پاس آکے لیٔونکی بلا سُنے
ہے ہے ہی دل کی ہائی جگر کی پکار ہے

حیران ہین غزال نکالے ہوئے زبان
سُرمہ یہ کسکی آنکھ مین دنبالہ دار ہے

عکسِ جبین کی سبزۂ چشم پر ہے دھوپ
گوشہ نشین غزال تہِ شاخسار ہے

آتی نہین ہی کان پڑی عدل کی صدا
ای دوست تیرے رحم کی ایسی پکار ہے

وہ خود بھی دیکھتے ہین عجب اک نگاہ سے
قد کی مرے شبیہ جو میرا غبار ہے

یا رب مین کوئی شیشۂ عینک بھی تو نہین
پھر کیون نظر کسیکی کلیجے کے پار ہے

صدا اپنی بعد مرگ بھی بھولا نہین جو مین — قد بھر بلند خاک سے میرا غبار ہے

کس کس کا حفظ اب مین کرون صورت غبار — موج ہوا بھی تو سر ہی کا وار ہے

ہر استخوان منھ کو نکالے ہے قبر سے — یارب مرا مزار بھی کیا تنگ تار ہے

رحمت سے دور ہون تو کرون ترک معصیت — یون بھی تو مشکل الٰہی مرے پروردگار ہے

کیا اونکی آنچلون سے اوڑی ہی ہماری خاک — پھر کیا نہ ہے کس ہوا پہ ہمارا غبار ہے

دوزخ جو تیرے پاس ہو راضی ہون اوس پہ مین — اے دوست تیرا بُعد غضب ناگوار ہے

پست و بلند دہر ہے راہ عدم مین بھی — تابوت کا چڑھاو لحد کا اوتار ہے

سینہ سی ہاتھ اوٹھا کے یہ کہتے ہین طعن سے — تھمتا نہین ہے ہاتھ یہ دل بیقرار ہے

اے دوست اب ہو اذن تو مین باریاب ہون — وہ تیری بارگاہ یہ میرا غبار ہے

صد شکر عکس آئینہ بھی سبزہ رنگ ہے — اونکے لیے بھی اونکی نظر زہر دار ہے

جانا جہان تھا حشر سی ہمکو وہ جا چکے — اب مجھکو حکم کیا مرے پروردگار ہے

شعر	رحمت کے اعتماد پہ ماہر کیے گناہ اب عفو وہ کرے نہ کرے اختیار ہے	غزل ١٢٦

عجیب سخت جگہ اپنے امتحان ہوئے	چلے وہاں نہ قدم کہ جہاں نشان ہوئے
بڑھے یہ حسن کہ آخر خدا کی شان ہوئے	تبانِ دہر نزاکت مین پھول پان ہوئے
ہمارے دل کی جو گرمی سے کچھ نشان ہوئے	اوسی پہ چین خمِ زلف کی کمان ہوئے
کھلین حبابونکی آنکھین گلو نگوکان ہوئے	بس اے فنا ہے جہان سبکو تری ہیان ہوئے
جوانی چھین کے لوگونکی وہ جوان ہوئے	جہان کے حسن فنا کے ہوا اونکی جان ہوئے
اوڑے جو ہوش سے سر آسمان ہوئے	جہان پہ بیٹھ گئے گردِ غم زمین بنی

شعر ٦	یہانتلک تو تواضع پہ جان دی ماہر کہ حضرتِ ملک الموت میہمان ہوئے	غزل ١٢٧

آرزو دیکھ نکلکر کہ یہ کیا ہوتا ہے	دل وہاں پاؤن سے نقشِ کفِ پا ہوتا ہے

دل بغل مین ہو تو باتونکا مزا ہوتا ہے
دل کا بس دل ہی سے کچہہ خوب گلا ہوتا ہے

پہر کیون تارکِ طاعاتِ خدا ہوتا ہے
دمِ آخر تو سرِ شمع جھکا ہوتا ہے

دنکو ہوتا ہے تو پہر راتکو کیا ہوتا ہے
مجھسے سایہ بہی تو ہر پہر کے جدا ہوتا ہے

حشر مین ہوتا ہے جو کچہہ وہ بجا ہوتا ہے
آپ آجائین تو پہر دیکھیئے کیا ہوتا ہے

شمعسان پست جو ہوتا ہے تو کیا ہوتا ہے
سر مع جسم نشانِ کفِ پا ہوتا ہے

کیا بشر نزع مین بھی محوِ خطا ہوتا ہے
سر پہ جو تیغ کی جا ناخنِ پا ہوتا ہے

ہے یہ کچہہ اور جو پامالِ ادا ہوتا ہے
دل تو سنتے تھے کلیجی سی لگا ہوتا ہے

دل مرا راہِ بُتان مین جو فنا ہوتا ہے
سببِ ہمتِ مردانِ خدا ہوتا ہے

ایک کوسے مین تو جوش تیرا گدا ہوتا ہے
خیر کر خیر سے دنیا مین بھلا ہوتا ہے

لڑنے وہ آتے ہین دل مجھسی خفا ہوتا ہے
پھوٹ اپس کی ہی یہان دیکھیئے کیا ہوتا ہے

ہم تو ہم وصل مین وصلی کے یہ کیا ہوتا ہے
وہی کاغذ ہے جو جھٹ پھٹکی جدا ہوتا ہے

اے اجل پاس مرے رکیے یہ کیا ہوتا ہے ۔ دم الٹتا ہے مسافر جو تھکا ہوتا ہے

سب کے ماتم کا کہان رسم ادا ہوتا ہے ۔ ایک دل ہی ہے کہ مرتا ہے تو کیا ہوتا ہے

کہدو اوس سے جو دم مرگ اوڑاتے ہین ردا ۔ مجھسے پردہ مین محبت کے یہ کیا ہوتا ہے

حسن اور عشق مین جب معرکہ پڑتا ہی کوئی ۔ بت ادھر ہوتے ہین اس سمت خدا ہوتا ہے

سر ہی ہوتا ہون سبکدوش الٰہی شکر ۔ تیغ کا حق مری گردن سے ادا ہوتا ہے

مہربان چین جبین کو مری رہنے دیجیے ۔ کہین مٹتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

آئے کیون رونکی آواز نہ پہلو سی مجھے ۔ دل مرا جان کلیجے سے جدا ہوتا ہے

واہ رے سن کہ دم نزع یہ فرماتے ہین ۔ آج کیا درد کلیجے مین سوا ہوتا ہے

ہر کلی سی نکل آئی ہی تڑپکر نکہت ۔ کہین قیدی قفس کو بھی رہا ہوتا ہے

مرتے دم سر پہ ردا ڈالتی ہو سر کو بھی ۔ نزع والے کا کہین منھ بھی ڈھپا ہوتا ہے

پاؤن کیا میری ہی بطور رہین وقت آخر ۔ قدم شمع بھی کچھ حد سے بڑھا ہوتا ہے

شرر و برق کو رد کے نہ کوئی پارے کو
میرے دم بھر کے تڑپ لینے مین کیا ہوتا ہے

چوم لیتا ہون جو سونے مین کفِ نازک کو
اوسی بوسے کا نشان دزدِ حنا ہوتا ہے

سب اسیرانِ قفس دیکھکے رہجاتے ہین
ساتھ والون سی اگر کوئی رہا ہوتا ہے

اب کھٹکتا ہے رُکا دم کوئی تھامے مجکو
تیر اٹکا ہوا سینے سے جدا ہوتا ہے

شمع تھوڑی ہون کہ اک شب مین پگھلکر رہجاؤن
دشمنِ جان مرے سر پہ ہے تو کیا ہوتا ہے

مین بھی نادان ہون کہ بیدرد سے آگے روؤن
رات بھر شمع جو روتی ہی تو کیا ہوتا ہے

کی ہی جرات تو کہا شوکتِ شاہی کو بھی زور
تاج دیتا ہے تو کشکول گدا ہوتا ہے

خون ناحق کی حسینونکو بھی ملتی ہی سزا
ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ سے بندھا ہوتا ہے

کوئی آزردہ ہے شمع سے نہ شبنم سے تنگ
اک مرے رونے مین کیا جانیے کیا ہوتا ہے

اوس طرف غیظ و غضب ہین تو ادھر صبر و رضا
معرکہِ قہر کا ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے

غیر ممکن ہے کہ یون جائے مرا سوزِ الم
شمع کو شعلہ فنا کرکے فنا ہوتا ہے

ہوہی جاتی ہین مری اوسکی دکھونکی باتین
گو کہ منھ زخم کا ٹانکون ہی سے سیا ہوتا ہے

باندھی جاتی ہی ہوا بس کے پسینے مین وہان
سچ ہے ڈر عطر کی چوری مین سوا ہوتا ہے

ہاتھ اونکی مری منھ پر مین ہٹاتا ہون نہین
وصل مین یون ہی کبھی اونسے گلا ہوتا ہے

جیت لیتا ہون نہین بازی اجل مرتے کے
دم نکل جاتا ہے مشکل مین تو کیا ہوتا ہے

پہلے کچھ اور تہا دل اب ہے تڑپنے مین کچھ اور
اس الٹ پھیر مین اللہ یہ کیا ہوتا ہے

پوچھتے پھرتے ہین ناواقف رسم ماتم
کوئی ارمان جو مرجائے تو کیا ہوتا ہے

اونگلیان ٹیک کے کیونکر نہون وہ فاتحہ خوان
ایک حضیرہ سر قبر شہدا ہوتا ہے

منھ مین زخمونکے بھی پانی سا بھر آتا ہے
درد مین کیا مرے اللہ مزا ہوتا ہے

دم نکلتے ہوئی دیکھا تو یہ بولے ڈر کے
ارے مجھسے بھی تو کہدے کہ یہ کیا ہوتا ہے

نالے منھ کر کے سوئے باغ گئے کیون مین نے
اتنی ہی بات پہ صیاد خفا ہوتا ہے

کیون تشنج سی رگ گونکی نہون وہ ہمدم مرگ
تارے کھنچتے ہین جو مسطر کے تو کیا ہوتا ہے

قافلہ نالۂ بلبل کا وہین جاتا ہے — نکہت گل کا جہان شہر بسا ہوتا ہے

سبزہ رنگونکی محبت مین بیان زرد ہوئے — رنگ مسموم کا سنتے تھے ہرا ہوتا ہے

صبر پڑنے سے حسینونکے یہ معلوم ہوا — بت جدھر ہوتے ہین اوسمت خدا ہوتا ہے

عطر کے چور کی تو فکر ہوا کرتی ہے — کوئی پوچھے کہ عرق جسم کا کیا ہوتا ہے

دم بخود کیون نہ رہون دہر مین مانند حباب — سانس لیتا ہون تو دم تن سی فنا ہوتا ہے

اک مرا قتل تھا جسکا ہوا پرسان نہ کوئی — ہاتھہ بندھتے ہین جب خون حنا ہوتا ہے

بعد شاہی کے شہنشاہ بھی ہو جاتا ہے — حشر مین بھی اثر ظل ہما ہوتا ہے

انقلابونمین بدلجاتی ہی شکل شاہی — تاج اولٹا ہے تو اک جام گدا ہوتا ہے

جب قفس مین چمن ہنستا ہو تو دم گھٹتا ہے — نالے کرتا ہون تو صیاد خفا ہوتا ہے

تو دیکھہ داغ ہے بچین جگر سینہ مین — کون یارب مرے پہلو سی جدا ہوتا ہے

واہ رے بخت گئے وہ سیر کو جاتے ہین تو کب — دم حبابونکا جب آنکھونمین رکا ہوتا ہے

شامیانہ ہو کہ تصویر ہو یا عطر و گلاب
جو مری قبر پہ آتا ہے کھنچا ہوتا ہے

بہہ جائیگا گر آئینہ ہے غم سی پانی
لاکھ پتھر کا کلیجہ ہو تو کیا ہوتا ہے

چار تلواریں وہ ابرو و دمِ خود بینی ہیں
دیکھیں اب آئینہ کی جان کا کیا ہوتا ہے

غزل ۱۲۸

دیکھیں پھر بھی کبھی آتا ہے یہ دن ای ماہر
قیس لیلی سی گلے ملکے جدا ہوتا ہے

شعر ۳۸

تمہاری یاد تو بلکو دل سنگ کیون ہنسا نکرے
زبان تبو نکی کسی پہ کھلے خدا نکرے

حنا اگر کفِ نازک مین اونکی جا نکرے
تو چلو ون مرا خونِ جگر گھٹا نکرے

رضا کی ہو جو منافی وہ التجا نکرے
طلب سے ہاتھ اوٹھائے مگر دعا نکرے

نشانِ پا یہ کوئی ہی کہ جو جفا نکرے
زمین کا کوئی پیوند ہو خدا نکرے

زمین پہ گرنے کے یہ کہتا ہے پیر کا سایہ
ضعیف ہو تو عصا کا بھی آسرا نکرے

وہ ضعف اور قوت ٹرپکر مرا اکھڑے ہونا
بٹھا دے درد دیکو تو پھر اٹھا نکرے

نکل کے سن سے یہ کہتی ہے خاک مجنون کی ... بشر جہان مین سب کچھ کرے وفا نہ کرے

پسینے پر جو گرا یا کرے تیغ خون عاشق ... تو اوسکا ایک لہو پانی پھر ہوا نہ کرے

میان چشم ہنین تل نشان یا کیونکر ... ہماری آنکھوں مین وہ شکل گر پھرا نہ کرے

وہ میری نزع مین حیران ہوگئے تو یہ کہدو ... اجل بھی تم ہو کہ وعدے پہ جو وفا نہ کرے

شفق کے نام سے گرد و نگار نگ کیون نکلے ... گر آنکھ سے مری خون جگر بہا نہ کرے

ادہر کو قیس تڑپتا ہے اوسطرف لیلی ... خدا ملائے جو دو دل تو پھر جدا نہ کرے

نہ ہم ہی خاک کے تودون مین گئے دل ڈہونڈہ ... ہمارے سامنے گر یون اگر جلا نہ کرے

خیال دل مجھے یاد سخن بخیر آتا ہے ... چراغ جل کے مری سامنے بجھا نہ کرے

مثال دانۂ بارود رہے آتش ہون ... نہ ہوش اوڑین جو چمک درد کی اٹھا نہ کرے

مثال دست دعا گر کبھی نظر آجائے ... کسی کے در پہ توجہ تیرا گدا نہ کرے

بنا ہون ضعف سے اسپند مجمر آتش ... اوٹھو نہین خاک اگر درد دل اوٹھا نہ کرے

نہ کہدین لٹکی ہوئی گر بھوین اشارے سے
یہ پیش قد بیان مجھپر کبھی عصا نکرے

جو تھوڑی دیر نہ ہاتھونکو دہوئین وہ اپنے
کرے وہ کام مرا خون جو حنا نکرے

چھپاؤ دلمین جو باتین وہ منھہ پہ آجائین
کسیکا رنگ اب اتنا کھلے خدا نکرے

نظر لگی ہی ہمین گر تو چشم جوہر کی
کسیکا اتنا ہو ہلکا لہو خدا نکرے

وہ رو مین نزع مین ہیری تو کوئی یہ کہدی
قضا یہ فرض جو ہو کسطرح ادا نکرے

حسین ہو نہ ترنی طرح گر تری آواز
حجاب گوشمین پھر کسطرح چھپا نکرے

پڑا ہون دور مین اتنا کہ گر پری تھک کی
اجل جو راہ مین دم جا بجا لیا نکرے

ہماری دکھتی ہوی دلپہ گر نہ پاؤن پڑی
قدم زمین سی ہر گام پر اوٹھا نکرے

غضب تو یہ ہوا رونی لگے وہ گھبرا کر
جگر مین درد ہماری تو اب وہ ہنسا نکرے

اگر کے چھپنے سی جلنی پہ تو یہ بو پھوٹی
خبر کسیکو مری دلکی ہو خدا نکرے

لہو کے اشکون سی کسطرح روئی تیغ تری
دہان زخم سی بسمل اگر گلا نکرے

ہنسا ہین رونے پہ اپنے تو یہ وہ کہنے لگے
کسیکی آنکھ کا پانی ڈہلے خدا نکرے

صدا جو سنتا ہے منھ پھیر کر وہ روتا ہے
کسی کے حال اسیر قفس کہا نکرے

اکڑ کے کہتے ہین سینہ پہ ہاتھ نزع کی بار
اٹھین گلے سے لگائے تو پھر جدا نکرے

عدم کی راہ دم نزع سی نہ ائی ہوا گر
ہر ایک رگ مرے پاؤنکی یون کہنچا نکرے

نہ بوہی پھوٹے کسی پر کہلے نہ راز کوئی
کلی صبا سے اگر حال دل کہا نکرے

کچل کے پاؤنکے نیچے یہ دل نے دی آواز
چلے تمہاری طرح بھی کوئی خدا نکرے

مٹے ہوونکی ہوا مین یہ خاک کہتی ہے
وفا بتون سی کوئی بندہ خدا نکرے

مین دلکو روکے کلیجہ نہ تھام لون کیونکر
کسی کے مال پہ پانی پھری خدا نکرے

جتاتے جاتے ہین احسان جو نیند اوڑ نیکے
کراہنا مرے دل کا کوئی سنا نکرے

غزل ۱۲۹	عدوی جان سی کوئی تو یہ کہدی ای ہمدم قضا سی کام وہ لے جو تری ادا نکرے	شعر ۹

آجتک تو نہ کبھی حشر کی نوبت آئی	صور نے پھونکدیا کیا کہ قیامت آئی
کچھ تو منعم کو بھی غیرت تہہ تربت آئی	جب دفینہ کے سر کتی ہوئی دولت آئی
ضعف کیسا تھا ادھنین جنکی یہہ نوبت آئی	غش سے چونکا نیا اک زلف کی نگہت آئی
دل دکھونکو صفت آبلہ رقت آئی	تو زیر پا نقش قدم کی ہی جو تربت آئی
حسن کے رعب کی آخر کو یہ نوبت آئی	اور تو اور ابھی تک نہ قیامت آئی
سات پردونمین بھی چھپتی نہین اچھی صورت	کھل گیا صاف بھی آنکھونمین مروت آئی
فرقت گل مین غش آئی جو لگا بلبل کو	صحن گلشن سی تڑپتی ہوئی نگہت آئی
قبر مین ہجر کے جا کو نکو ہوا یہ معلوم	آنکھ لگنے بھی نہ پائی کہ قیامت آئی
ہمتو واقف بھی نہ تھے حشر اس پیکر کی قسم	آپ آئے تو یہ سمجھے کہ قیامت آئی

غزل ۱۳۰	اپنی تسکین کرے کیون نہ اسی سے ماہر دل گیا جب تو یہ سمجھا کہ طبیعت آئی	شعر ۱۳۱

بوسہ دیتے تو دیا منھ کی رو دکھائی نہ گئی
صلح ہونے پہ بھی وہ اونکی لڑائی نہ گئی

گر تلون تھا تو کیون منھ کی دکھائی نہ گئی
راست بازی ہی گئی اور کج ادائی نہ گئی

ہر طرح کی یوہین بات اونسے چھپائی نہ گئی
اب جیسے آئینہ کے دید کی صفائی نہ گئی

جنبش ابرو کی کبھی تم سی دکھائی نہ گئی
کیسے جلاد جو تلوار لگائی نہ گئی

جان اجل سی مر پہ پردے مین چھپائی نہ گئی
اک ردا بھی کوئی شی تہی کہ اوڑہائی نہ گئی

دور پر چھائین رہی پاس بلائی نہ گئی
وصل کیونکر ہوا جب اصل جدائی نہ گئی

حکم دوری رہا پرچھائین بلائی نہ گئی
وصل جتنا ہوا اوتنی ہی جدائی نہ گئی

ہمسے تربت کی حکایت بھی چھپائی نہ گئی
خاک ہوتے تو ہوئی دل کی صفائی نہ گئی

دل وہ تھی جنسی جلائی نہ گئی شمع کبھی
اور جو بھولے سے جلائی تو بجھائی نہ گئی

سر چڑھایا شفق شام کو اپنے ہاتھون
مہندی کیون آج کف پا مین لگائی نہ گئی

نہ کھلی بال بنی ابر لحد پر ما نا
مسکرا دینی سی بجلی بھی گرائی نہ گئی

نے بلائے ہوئے آپکا ہوا یہ انجام
پہنچی نظر ونکو بہانا تو وہان خوب ملا
جذبۂ دل نے اثر اتنا تو دکھایا تہہِ قبر
جنبش ابرو کی بھلا مجکو دکھائینگی وہ کیا
ہٹی دیکر مجھے جاتے ہین عجب جال سی وہ
تو وہ ہی ہین اوٹھین سو کے تو برہم ہون کیون
سچ تو ہے لاش پئے دفن اوٹھاتی کیونکہ
میرا مرنا ہوا دنیا مین دوبارا مشہور
سُرمہ آلودہ مژہ ہو تو کہین لوگ یہ کیون
جنبش ابرو کی وہ آئینہ مین خود دیکھتی ہین
ایک مین ہون کہ اوٹھایا گیا ناز اونکو مدام

آج تک موت کسی گھر مین بلائی نہ گئی
حالتِ صلح جو تھی آنکھہ لڑائی نہ گئی
جب سواری اودہر آئی تو بڑہائی نہ گئی
پہونرہی تلوار بھی اک جیسے لگائی نہ گئی
شمع سی قبر پتنگونکی بنائی نہ گئی
باسی پھولونکی کبھی وہان کچھ ادائی نہ گئی
اونچ نیچ اونکو زمانیکی بتائی نہ گئی
جب نے مین دل کی تڑپنے سے ہلائی نہ گئی
زہر مین حسن کی تلوار بجھائی نہ گئی
ہمنے دشمن کو بھی تلوار لگائی نہ گئی
ایک وہ ہین کہ مری لاش اوٹھائی نہ گئی

مرتے ہی جیتے جو ہین دنیا مین وہ ہین اور ہی لوگ
جان ہم مین تو کسی روز نہ آئی نہ گئی

خاک جسطرح جلا کر کیے دل لوگون نے
ہمسے تو شمع بھی اسطرح جلائی نہ گئی

تم بھی اک نام کو تھی اصل تمہا ر درد پہ بوجھ
لاش کیون تمسے مری جان اوٹھائی نہ گئی

نیچی نظرون سے حسین بھیگیسی دیکھین مری جان
زہر مین آج جو تلوار بجھائی نہ گئی

سبکو تو چھیڑتے تھے ہمین نجانے کیا تھا
موت عاشق کی جو آئی تو ستائی نہ گئی

جان وہ مانگتے اور اونسے نہین ہم کرتے
موت آئی تو یہان آنکھ چرائی نہ گئی

کاندھے جو دیگئے ہین اونسے یہ کوئی کہتا
تم نہ آئے تو یہان لاش اوٹھائی نہ گئی

کھکے یہ روزن تربت سے ہمین سر کا آفر
اسطرف سے وہ سواری تو نہ آئی نہ گئی

غزل ۱۳۱	کسکے مرنیکو سوائی دل ماہر نہ سنا اک یہی تھی خبر ایسی کہ سنائی نہ گئی	شعر ۱۳

ہائے پیری مین یون چھوڑا ہمارا زندگانی نے
کہ منھ ڈھانپا نقابو ہمین حسینونکی جوانی نے

تجلّی مین دکھایا اپنا پرتو یار جانی نے
کیا کچھ اور سُنایا کچھ صدائے لن ترانی نے

فنا مجھکو کیا یونہین مری رنگین بیانی نے
کھلایا شمع کے جسطرح تن کو گلفشانی نے

بھرین آنکھین نہ سوئین تھی ہو سیدھی کبھی ہمسی
یونہین سونا سکھایا تھا تمھین خواب جوانی نے

جھکین گرا دلٹی آنکھین دیکھلو سینہ کی ہی عاجب
خبر لو سر اوٹھایا ہی بہت اوٹھتی جوانی نے

قدم اونکی ہی ٹھری چلتی چلتی آگے تربت پر
نشان کیسا مٹایا تہا ہمارے بی نشانی سے نے

کھلین آنکھین نہ سوئین ہی اونسی ہوئین لو رہی
بھری تہی نیند ایسی اونکی آنکھوین مین جوانی نے

یہ حالت تہی کہ منہ بیٹھے ہو دیکھا کیے ہم ہی
کلیجا رکھدیا ہاتھون سے ملکر ناتوانی نے

وہی تہی سو اوٹھنی مین جو نکلی اشک تن ہنکے
بھرے تہی کچہ ملکر موتی جو آنکھون مین جوانی نے

عصا کی ہی کمر دوہری ہوئی جاتی ہی لنگر سی
یہ ہمپر بوجھ ڈالا ہے ہماری ناتوانی نے

قبا مسکی بسینہ آگیا گرمی سی کی اُف اُف
لگایا جب گلے اچھی طرح اونکو جوانی نے

ردا سینے سی سرکی ہی خبر کچھ بھی ہی نہین سو
انہین بہو شیون سے سر اوٹھایا ہے جوانی نے

شعر ۹	کمر خم ہوگئی تنہا بنا کلیجہ اپنا ماہر نے کیا کچھ اسطرح رخصت اسے زور جوانی نے	غزل ١٣٢

دم مین ہین قلب و جگر پاؤن سے ملنے والے
نیچی نظرون ہی سے کچھ دیکھلے چلنے والے

پھینک دیتا ہو تمہین دکھا ہوا جب دل اپنا
روک لیتی ہین قدم راہ سے چلنے والے

جیسی جلتا ہے اگر پردۂ خاکستر مین
چپکے چپکے یوہین جلجاتے ہین جلنے والے

ہمنے بھی دیکھ لیا ایک سے کے جہرو سی تجھے
اور مری قبر سے کترا کے نکلنے والے

ہنسکے روئی سی ہنسی دل مرا رہجاتا ہے
پاؤن جب جانکی رکھدیتی ہین جلنے والے

بو ابھی دور کے یہ دیگئی ہے مجکو خبر
عطر سے ملتے ہین کلیجہ ترا ملنے والے

دلکو بھی لیلین نہ کیون سکی بجاکر وہ نظر
کچھہ پڑا پاکے اوٹھا لیتی ہین چلنے والے

جگر و دل مرے مرتے ہین ہٹو نزع مین ہون
ساتھ اکدم کے کئی دم ہین نکلنے والے

لینے آئی نہ ادھین سے کبو چمن کیون ماہر

شعر ۱۲	آج ہین سیر کو وہ گھر سے نکلنے والے	غزل ۱۳۳

تمہارے حسن کا رشک آشکار ہو جائے
مژہ بلائین جو لی دل نثار ہو جائے

نہ خال سی جو وہ خط مہردار ہو جائے
تو فرد حسن بھی بی اعتبار ہو جائے

او لجہہ کے صورت زنجیر ہر نفس ٹوٹے
جنون نہین دل جو کبھی بیقرار ہو جائے

گر آہ سرد کی تاثیر آبرو بخشے
ہر اشک چشم در آبدار ہو جائے

وہ ہون جو روشنی شمع پردہ فانوس
تو کیون نہ حسن کلیجے کے پار ہو جائے

وہ دل جلا ہون لحد سی اگر نکل آئے
ہر استخوان مرا شمع مزار ہو جائے

یہ دن چڑھے سے ہی ہر روز کی مراد فلک
شعاع مہر یونہین سبکو دار ہو جائے

مین مثل بارش باران جو بند کر دون
تو آب آب کی ہر سو پکار ہو جائے

مثال کلک مصور چلو اوسی اگر
قدم کے نقش مین نقش و نگار ہو جائے

دکھاؤن خاک کی پر دیکھین گر مین سوزش عشق
دھوان نکل کے زمین کا بخار ہو جائے

ابھی نہ روئی مجھی کوئی گو ہوا ہون تمام	∴	زمین کا پہلے کلیجہ فگار ہو جائے

غزل ۱۳۴	ہماری خاک کی اوٹھ بیٹھ کہتی ہے ماہر نثار راہ سپہ یہ مشت غبار ہو جائے	شعر ۷۵

حسین فقط اسی تحریک سے سفر مین رہے ∴ بدن سہی بو نہی جو نکلی تو یہ نہ گھر مین رہے
کسیکو پاؤ کیا خود سے گئے گھر مین رہے ∴ اونہین بھی دیکھ لو جو حسرت نظر مین رہے
تمام عمر یونہین چاک بھی جگر مین رہے ∴ کہ جیسے تیغ کسی سور کی کمر مین رہے
رہے بھی گر تو وہ کن شوخیون سے گھر مین رہے ∴ گہ آنکھ مین کبھی دل مین کبھی جگر مین رہے
کشش سہی کیا ہوا ہر طرح میرے گھر مین رہے ∴ نکلکے بھی صفت بوئی عطر بر مین رہے
نشان الفت ابرو نہ کیون جگر مین رہے ∴ وہی ہے تیغ سپاہی کی جو کمر مین رہے
بصورت گل بازی ادھر ادھر مین رہے ∴ ہمین تھے وہ نہ سفر مین رہے نہ گھر مین رہے
مثال آئینہ صورت نما جگر مین رہے ∴ حضور نکلے بھی مٹھی تو میرے بر مین رہے

چراغِ خانہ جو ہو کسطرح سفر مین رہے
بڑھی بھی ہم تو کچھ اسطرحسی کہ گھر مین رہے

مثال شیشۂ تصویر دل جگر مین رہے
کھنچے ہزار مگر ہر طرح وہ بر مین رہے

شفق کے نام سی چشمِ فلک مین خون اوترے
لہو کی بوند جو میری دل و جگر مین رہے

خوشی یہی ہی تو بہتر ہے ہتکڑی ہی سہی
مگر وہ ہاتھ ہین یہ شکوہ جو کمر مین رہے

اسیطرحسی وہ گھر بیٹھے دل جلاتے ہین
کہ جسطرحسی نکلکر دھوان اگر مین رہے

نکل چلی جو وہ دل سی تو دل بھی پیچھے تھا
سفر مین گھر بھی رہا وہ اگر سفر مین رہے

یہ بات سوچ کے پر قینچ مجکو کر صیاد
چمن چھٹا تو کلی بھی نہ میرے بر مین رہے

قیامت آتی ہوئی نصف راہ سے کٹ جاے
اوسی ادا سے اگر تیغ اس کمر مین رہے

مثال بحر روان عمر بی سکون گذری
کھلا نہ یہ کہ رہے گھر مین یا سفر مین رہے

کسی کے بالونکے سنبل کو پیچ کیا ملتے
بچے جو زلف سے کچھ بل وہی کمر مین رہے

لحد مین گیر دل سودا زدہ کو ہوا الجھن
نفس کیطرح سے گھٹ گھٹکی بو اگر مین رہے

یہ اپٹریونپہ اشارے سے مڑ کے کٹتی ہین بال
نہ جسکی حد ہو وہ سودائے زلف سر مین رہے

قفس مین لیکی نہ کیون آئے توڑتی کلیان
نشانِ باغ کا کچھ کچھ تو بال و پر مین رہے

کہو یہ چاندنی سے یون نہ آسکیگی کبھی
مثالِ فرش جو تہ ہو تو میری گھر مین رہے

جھپک جھپک گئے بلائین نہ لے مژہ کیونکر
وہ نیند ہے جو تری چشمِ بد نظر مین رہے

مجال تھی کہ سوا اسکے کوئی چھو سکتا
وہ دستِ زلف تھی جو بال سی کمر مین رہے

دکھا کے آنکھونکو جلوہ نہ کسطرح چھپ جائے
شرارت اونکی نہ دم بھر کو گر شرر مین رہے

شبِ شباب کٹی خوفِ روزِ پیری مین
تمام رات ہم اندیشۂ سحر مین رہے

بنا دے قطرۂ آبِ روان جو بخت مجھی
روان وطن مین ہون اور سکون سفر مین رہے

یہ حال ناز کیون سی اب اونکا پہونچا ہے
چلے جو دل سی ٹہلتی ہوئی جگر مین رہے

نہین نظارۂ چشمِ سیہ سی جائی عجب
مثالِ میل جو سُرمہ مری نظر مین رہے

ہماری سوزِ جگر سے اگر نہو خجلت
چھپا کے منھ کو نہ آتش کبھی اگر مین رہے

دبا دبا کے یہ سر کو لحد مین کہتا ہون
چلین نہ وہ نہ دھمک اسطرح جلکی سر مین رہے

شب وصال اگر جا کے صبح فرقت ہو
تمام عمر چمک سی مری جگر مین رہے

بقا اوسی سے تو انسانکی ہی مثال حباب
ہوا جہانکی نہ کسطرح میرے سر مین رہے

حضور اور رونکی رونے پہ اتنا کہتا ہون
نہ میری ہو کبھی ہوئی آنکھ بھی نظر مین رہے

مثال آبلہ ادنی کے دکھ سی دکھ ہون مجھے
دبے جو پاؤن سی کانٹا کھٹک سی سر مین رہے

تڑپ کے جان دی شعلہ بھی گر مرے آگے
شرر کیطرح چمک سی مرے جگر مین رہے

حیا نے وصل کی حسرت نہونے دی پوری
وہ آدھے رہ گئے جب آکے میری گھر مین رہے

مین رکھکے دل کو تہ فرش جب چلا آیا
تمام رات وہ زانو بدلتے گھر مین رہے

عزیز و دوست پہ کیا یہ بھی تفرقہ دیکھا
سفر مین جائین مسافر تو جان گھر مین رہے

دیکھا کے شمع یہ کہتا ہون رہنی والون سے
یونہین جو دل کو جلائی وہ میرے گھر مین رہے

نہ ترک ہو رہ مقصد مین بھی ادب مجھسے
صدا کیطرح پس و پیش رہگذر مین رہے

فقط تھی جان ہی سے قدر اس جلے دل کی
جو بو سی شے بھی نکلجائے ناک اگر مین رہے

ملا ہے دل سی اگر دل تو ہو کبھی یہ بھی
ہمارا ان آنکھو مین آنکھین نظر نظر مین رہے

ہماری ہاتھ بہت بڑھ گئے تھے ہجر کی شب
نشان چاک گریبان نکیون سحر مین رہے

نکل چلے کبھی جوش ہو گئے کماؤ نہین لیتے
خبر وہ پائی کہ یہان در کے پاؤن مین رہے

وہ کیا چراغ مرے دلکو ہنسکے بہلائے
جو خود بجھے ہوئے تیور سے میر گھر مین رہے

نہ خواب ناز مین کیون نیم باز رہجائے
جہانکی نیند جو اوس چشم پر نظر مین رہے

یہ سر کو کھینچکے کہتی ہے دشت مین وحشت
جو پاؤن توڑکے نکلے تو خار سر مین رہے

نہ تاب آئی بدن سی نکل کھڑی ہوئی جان
تڑپ تڑپ کے جب ارمان مر جگر مین رہے

ہراس فوج سی افسر کو کیون ہراس نہو
قدم نفس کا جو اوکھڑے نہ دم جگر مین رہے

ہزارون منزل مقصد پہ سیکڑون پہونچے
تمام عمر ہمین تھے کہ رہگذر مین رہے

اوٹھائے منھ کو تو جاتے ہین قافلے والے
تھکے ہوؤن کی بھی حالت ذرا نظر مین رہے

مثالِ خانۂ تصویر جائی کبر نہین
خودی کو چھوڑ کے آئے تو سیر گھر مین رہے

حضورِ حسن و محبت بھی ہی طلسم کوئی
کھُلین تو دانت ہنسی مین چاک جگر مین رہے

نزاکتو نمین یہ تحریک ہوگئی آفت
دہن سے بات جو نکلی تو وہ نہ گھر مین رہے

پچھاڑ کے قید سی لائی تو ہے مجھے طاقت
مگر جو پر تھے اولجھکے قفس کے در مین رہے

قدم سی آنکھ نہ خانہ غریب خانہ ہو
وہ ایک بھی ہون تو بستی تمام گھر مین رہے

تمہاری حسن نے ہرجائی کردیا تمکو
ادہر تو گود مین بیٹھے ادہر جگر مین رہے

نجانین گھر سے وہ کیونکر نکل کھڑی ہی آج
چلے بھر سے اٹھی لہرین سی جگر مین رہے

نہ جان نے بھی جگہ قبرِ تنگ مین پائی
ہمین تھی وہ کہ قیامت تک ایسی گھر مین رہے

کہین نہ راہ مین نیچی قدم کے آجائے
گرہ مین جو ہے اُس آنچل کے وہ نظر مین رہے

جو عکس آئینہ کی طرح آتے جاتے ہین
اب اونکے واسطے کس شئی کی آرزو گھر مین رہے

کتاب کھنچکی شکنجے مین کتنی ہی سب سے
گذر پر آئے تو اسطرح کے بھی گھر مین رہے

بچا نہ دل نہ رہی جان تہ جگر چھوڑا — اوجاڑ کر مجھے آباد اپنے گھر مین رہے

ہون مرغِ قبلہ نما کون ہو مرا مہمان — مری طرح سی جو تڑپے وہ میرے گھر مین رہے

وہ عکس آئینہ بنکر مرے ہوے مہمان — چھٹے حباب اپنی ہی خود بھی تو غیر گھر مین رہے

مثالِ تار کھنچے خنجر مین کیا سر کش — کشیدہ قد ہوا اتنا کہ پھر نہ گھر مین رہے

سلامتی سی ہین قربت پسند ایسے آپ — رہے نہ گھر مین کبھی با رہی تو بر مین رہے

حضور آئینہ مین دیکھیی کچھ اور بھی تو — وہ آپ ہین کہ جو بیٹھے کبھی جگر مین رہے

مثالِ ساکنِ کشتی مجھے یہ حیرت ہے — قدم جو گھر مین مین رکھدون تو گھر سفر مین رہے

یہ سر مین توڑ کے کتا ہے خار شانہ جنون — قدم کا خار قدم مین تو سر کا سر مین رہے

دمِ حساب نجانے کہ کیا کا ہو گیا گیا — یہان یہ حشر ہوا آپ ادھر ادھر مین رہے

نفس کی سینہ ویران سی جب قدم اکھڑی — کہا یہ دل نے ہمین تھی کہ ایسی گھر مین رہے

بھرا ہوا ہی یو ہین مجھ سی خانۂ ویران — کہ جیسی ایک اداسی شام گھر مین رہے

غزل ۱۳۵	کچھہ اسطرحسے بجھا ہے دل اندرون ماہر مجال کیا ہے کہ جلتا چراغ گھر مین رہے	شعر ۶۷

کیونکر رہے رگونمین لہو جوش مار کے — نشتر پڑین جو موج ہوائی بہار کے

گرہین یہی عروج جنونِ بہار کے — اُگدن شفق بنین گے لہو جوش مار کے

ساقی کرم یہ دیکھہ لے ابرِ بہار کے — پانی دیا زمین کو تو مجھہ پرا و تار کے

تابوت ہے نشیب مین آئے مزار کے — قصے ہوئی تمام چڑھاؤ اوتار کے

ہمسر مرے بنے ہین سر اونپر اوتار کے — پروے گرہین نہ پائیے سی کیون اعتبار کے

شمعین نہین مزار پہ مجھہ بیقرار کے — یہ مغزِ استخوان ہین زمان فشار کے

جب گل کئے چراغ ہماری مزار کے — خلعت دئیے ہوا کو زمین نے غبار کے

پہچتے ہین اشک کچھہ مژہ اشکبار کے — تارے جو ٹوٹتے ہین شبِ انتظار کے

عریان تنی مین لطف نہ گر ہون بہار کے — پھینکیے ہوا نہ گرد کا جامہ اوتار کے

لی ساتھ دستگیر کو باریک راہ مین ۔ زخمی بھی یوہین جاتے ہین جادے پہ تار کے

رندان بادہ نوش نے کھولے قبا کے بند نکلے چلے جہانمین جو ابر بہار کے

جان بخش میری بھی ہی زخمہ ہین مطرب و قرعونکا جو سبب ہوئی ہر نبض تار کے

دل نازنین ہنچی ہین جو لوگے تو ہوگا گیا کیونکر اوٹھینگے ناز دل بیقرار کے

کیون قتل عام حسن پہ نازان نہ ہین بھی ہون بازو بھری ہین وہ مجھی تلوارین مار کے

بہونکی ہوا نے کان جب کچھ فنا کی بات اوٹھہ اوٹھگئی قدم مری مشت غبار کے

ابرو کی جنبشو نپہ جو چاہو وہ اب کہو سیکھی ہو یہ ادا مجھی تلوارین مار کے

ہی آمد آمد انکی تو لینے کے شوق مین مضراب دوڑے جاتے ہین جادے پہ تار کے

دیوانے بیخودی مین پہنتی ہین بیڑیان غل ہو رہے ہین آمد فصل بہار کے

ڈھالین اونہین کے ہاتھ کے قابل نہین فلک ٹکڑے ہو تیغ سی ہون شب انتظار کے

پہنچین جائین کہون سے جو ہر آئینہ کے جگر ہین بیچ مین یہ کس نظر زہر دار کے

اُنسے تو گور کی تنگی بہی اِک فشار | کیون میرے آڑے آ گئے تختے مزار کے

کُھلواؤ منھہ نہ قوتِ بازو کو رہنے دو | کاٹی نہ رات ہجر کی تلوارین مار کے

گر یاد عادتین ہون تو شانہ ہلا دو تم | کچہہ سو رہے ہین چلین سی مہمان مزار کے

سبزہ کو ہے بساط بہر اپنی مرا خیال | رہنے دین گریہ دور زمانے والے مزار کے

وہان حُسن سبز ہو گیا یہان تنگدان رنگین | پھیلی جو زہر سُرمہ دنبالہ دار کے

پیچ و خمِ غبار کی سلائی ہو اخبر | ڈہانپے ہوئے کہین یہ مرجسم زار کے

اتنا تہا بس وجود و عدم مین ہمارے فرق | پُتلے تہے پہلے خاک کے اب ہین غبار کے

تم میری نبض دیکھکے چپکے ہی ہو رہے | یہ کچھہ اشارے ہین طلبِ احتضار کے

پھوٹی کلی نہ منھہ سی کوئی باغ مین کبھی | مین تہک گیا قفس مین گلو کو پکار کے

اتنا بہی میرا ساتھ کسی نے نہین دیا | جتنا کہ ساتھ دے گئے تختے مزار کے

جہولے کو لات مار کے اُترے ادا سے وہ | جب پینگ یاد آئے دلِ بیقرار کے

کسنہ لحد یہ بھی مجھے آئینکی ہو امید — گر گُل کے کچھ کہین کبھی تختے مزار کے
ملتی جہانمین چین کو جا کسطرح کہین — پھیلے ہوئے تھے دردِ دلِ بیقرار کے
اب ٹوٹے بازوؤنکی مین تدبیر کیا کرون — توڑا قفس کے در کو تو پر مار مار کے
کھینچ کھینچ کے جان آئے تبسّم ہو نزع ہو — ٹوٹین نہ ہاتھ پاؤن کسی بادہ خوار کے
ای شب مین ایک چار اندھیرے مین کیا کرون — دل بھی بجھا چراغ بھی تیرہ مزار کے
نا آشنائی غم او کھین سمجھی بخوم چرخ — پھول اوڑ گئے ہوا سے جو میرے مزار کے
گستاخیِ ملائکہ پر مین سنے یہ کہا — یہ تو نہ حکم تھے مرے پروردگار کے
دیوانگانِ عشق پہ بارش مین وہ کھلی — نشتر بھری تھی دل مین جو ابرِ بہار کے
وحشت مین دل ہمارا چکا ہے لحد کا سنگ — ہٹ جائین لوگ پاس سے میرے مزار کے
وہ مست ہو گیا ہو جو مینخانہ مین کبھی — خود جوشِ بادہ لائے ہین شیشے اتار کے
ای رند نکلکے تو ہی دیکھ ہے یہ کون — باتین ڈھیمی سی کرتے ہین تختے مزار کے

کیوں خود بھی سبزہ رنگ نہوں مثل آئینہ — سب پلٹے ہین کچھ اثر نظر زہر دار کے

ہمراہ بوئی غنچہ کرو تم بھی سیر باغ — سب قفل کھل گئی ہین طلسم بہار کے

مین نی عجب نگاہ سے دیکھا نشیب قبر — نزدیک لوگ لائی جو تابوت اوتار کے

برباد اب خطا پہ ہوئی ہی ہماری خاک — کیوں دل مین گھر کیا تھا زمین مزار کے

دشمن یہ ہین تمہارے سب اعضا ہوت تو سہی — بازو تو پھر گئے مجھے تلوارین مار کے

لین شمع نی بلائین جو بیکس کی قبر کی — رخصت ہوئے چراغ بھی سر کو اوتار کے

خود بھی نگاہ خلق سی پنہان ہوئی ہوا — نقشے بگاڑے اور ہمارے غبار کے

مجرم ہون جو زشت عمل سی خود او نگلیان — پھندی پڑ گئی مین تیغ مضراب تار کے

آنکھین مریں بلیں جسے پھیرین آئینہ سے بھی — بیٹھے سلامتی سے جو زلفین سنوار کے

سینہ پہ اونکا ہاتھ جب آیا قرار رہتا — یہ بھی ہین طرفہ درد دل بیقرار کے

کیونکر رہ غنا کا نہ مطرب ادب کرین — مضراب ہے تمر جاتی ہی جاوے پہ تار کے

آئی نہ میری شکل کی چھاؤن بھی ایک دن
نقشے ہوا نے لاکہ بنائے غبار کے

نسخ فشار اوٹھا کے جو سنبھلا نہین ہے دل
چھاتی پہ ہاتھ رکھے ہین تختے مزار کے

کرے نشان پا کے کسی وضع کو پسند
نقشے زمین دکھاتی ہی تختۂ مزار کے

میری عدم کی شکل کے مشتاق ہین جو لوگ
پردے اولٹ دیئے ہین ہوا نے غبار کے

کیونکر نہ چین ہو عقرب ابرو و مار زلف
آفت ہین نیش سرمۂ دنبالہ دار کے

اللہ ری پاس خاطر دل مردہ گان خاک
پانی پیا زمین نے تو مدفن پہ وار کے

یہ اپنا اپنا بخت پسینہ پہ رشک کیا
دہوئی وہ پاؤن سرمۂ دنبالہ دار کے

طول امل کی بات ہوئی کچھہ جو گوش زد
زخمے ہٹ آئے چوم کے قدمونکو تار کے

صیاد قید زیست سے بھی مین تو چھٹ گیا
اب کیا تو دیکھتا ہی قفس کو اوتار کے

اہل غنا مرین تو سمجھہ یہ بھی مکر ہے
دم ہے سقوط نبض یہ بھی تن مین تار کے

آیا ہون طی ارض جہان کر کے تا لحد
کہتے ہین پیچ و خم مری مشت غبار کے

کیون آفتاب حشر سی مانگین نہ سب پناہ — پھینکا تھا مین نے زخم سے پھاہا اوتار کے

ہمتو ہین بی نصیب نہ سینہ پیا کرے — دھو دھو گئے پاؤن سرمۂ دنبالہ دار کے

آفت ہی کر رہے ہین اشارون مین انگلیان — گھر کر لیا ہے دل مین جو مضراب تار کے

بیدرد حیف ہی او نہین ہوئے بدن کہین — گر کھائے نشترونکو ہو گلدون بہار کے

ذی ہمتو فشار مین اب جی نہ ہارنا — کھلتے ہین کوئیدم مین شکنجے مزار کے

اسکی چین ہی تو دردبھی تیر تھا ہجر کا — کیا کر دیا یہ دل کو لحد پر پکار کے

یون چھوڑ کر گیا ہے فشار لحد مجھے — سر پائینتی ہی پاؤن سرہانے مزار کے

آنسو زمین پی کے مجھے دے رہی ہی نذر — یہ کون رو رہا ہے سرہانے مزار کے

سب ملکے دفن خاک کے پتلونکا دیکھ لین — خشکی مین ڈوبتے ہین سفینے غبار کے

مجرم ہے بخیر تو مرسل یہ بول اٹھے — ہم بھی گناہگار ہین پروردگار کے

ناجنس بھی قریب ہین مین بھی ہین مستعد — تم بھی سدھارو لوگ بھی جائین مزار کے

غزل ۱۳۶	ماہر کو صورِ حشر کی بھی کچھہ خبر نہو سوتے دین گر یہ دوڑتے والے مزار کے	شعر ۱۴

تصویرِ نیم رُخ کی طرح ناتوان رہے
ہے کون کم نصیب جو یون نیم جان رہے

صیاد کچھہ تو اہلِ قفس کا نشان رہنے
ہم ہون نہون چمن مین مگر آشیان رہے

لو کیون ہلی نہ شمع جو محوِ بیان رہے
دل مین لگی ہو آگ تو کیونکر زبان رہے

گھر مین رہے کسیکے تو دلمین نہان رہے
دیکھو خدا کی شان کہان تھی کہان رہے

دیدین یہی سمجھکے مری دل کو دلربا
پھیرین نہ گر تو درد ہمارا کہان رہے

جاتا ہون باغبان سے یہ کہکر قفس مین مین
تنکا یہان رہی تو مرا آشیان رہے

اتنا بھی تو کھلا نہ ہمین قیدِ تار مین
پروردگار آئے کہان سے کہان رہے

ہو نہین ہوائے منزویِ خانۂ حباب
گر مین نہون مکین تو نہ دم بھر مکان رہے

ای قبر کسطرح سے لگایا تھا یہ گلے
نہ مغز ہی رہا نہ مری استخوان رہے

پیسا تھا بیگناہ ستایا تھا بخیلا — سر پر نہ آسمان کے بھی کیون آسمان رہے

کچھہ ہمسی مرنیونکا ہے زندہ تجھی سی نام — تا حشر اے لحد تیرا نام ونشان رہے

انکار میرے گھر سے فقط اس کا ہے سبب — دلمین اگر رہے تو مری جان کہان رہے

کہتا ہے اوٹھکے زور مین یہ دود دل مرا — یا مین رہون زمین پہ یا آسمان رہے

آتی ہی یہ اٹھے ہوؤنکی قبر سے صدا — دنیا مین ہم نہون مگر اپنا نشان رہے

کیا یون ہین مر گئے تھے جوانان عشق باز — دم توڑنے کے بعد کچہ بیون نشان رہے

ہم اپنی راہ آئے تھے جاتے ہین اپنی راہ — دنیا رہے زمین رہے آسمان رہے

غزل ۱۲۷ — دود جگر سے آج ہے ماہر مقابلہ
پشتی پہ آسمانکی نہ کیون آسمان رہے — شعر ۴۳

چھلکا کے جام پاس سے ساقی جو ہٹ گئے — مستونکے قلب صورت انگور پھٹ گئے

اتنا ہوا حضور کے رتبے نہ گھٹ گئے — دل دلکا لگیا جو گلے سے لپٹ گئے

بیرنگ طبع ہوگئی بستر سے ہٹ گئے
گل جب ہنسی ہنسی مین نسیے لپٹ گئے

سچ ہے مقام رنج ہی دلمین وہ کٹ گئے
پھولون سے پھول غیر شبیہ اونکی لپٹ گئے

وہ اک ادا اسکھا کے صبا کو جو ہٹ گئے
غنچونکے دل گلونکے کلیجے اولٹ گئے

نام اونکا نکھڑی ہوا تبسے بھی گھٹ گئے
گل اونکا حسن دیکھکے دل مین یہ کٹ گئے

یہ کیسی پیارے ہاتھ لگا کر وہ ہٹ گئے
پھاہون سے زخم زخم سے پھاہے لپٹ گئے

جوبن جو دیدنی تھا جوانان باغ کا
گل کی مجلس اکے بھی پردے اولٹ گئے

تنگی خانہ باغ جہان مجھپہ کھلگئی
بوکے بھی پاؤن پہلی ہوئی جب سمٹ گئے

ممنون انقلاب ہون تیرا فلک مین کیون
اولٹے ہوئے نصیب عدو ان اولٹ گئے

دفتر گنہ کا دیکھکے کی وہ لحد مین آہ
مثل ورق زمین کے طبقے اولٹ گئے

پھوٹے پھپھولے کب مرے کیف شراب مین
تابش مین آفتاب کی انگور پھٹ گئے

کچھ بھی ہے اعتبار تمہارے مزاج کا
آئے تو بے بلائے بلایا تو ہٹ گئے

پیچ ہے تقاضا اس کا بھی آفت ہی قہر ہے | بو کے طرح جس سے ملے وہ لپٹ گئے

ہنگام نزع آگئی جب یاد قبر تنگ | پھیلے ہوئے ہو جو پاؤن مرے تھے سمٹ گئے

کیسی بہار سب یہ ہاضنت کے رنگ ہین | قینچی جو باغبان کی چلی پھول کٹ گئے

دشمن کی دوستی سے یوہین منتخب ہوے تو | سب جیسے اوٹھا کے زخم تبر نخل چھٹ گئے

اہل ریاض سے نہ لڑا ایکو سنبھل جہان | دہقان کے پاؤن کھیت کے کس ورہٹ گئے

صیاد ایک نوع کی پرواز یہ بھی تھی | ٹکڑے اوڑے قفس کے مرے پر جو کٹ گئے

دل دیکے بوسہ پاؤن تو کیونکر نہ خوش ہو نین | سودا ابکا تو دام بھی بایع کی ہٹ گئے

کیا شئی ہے قوت بدن کہ سمجھا اوسی بھی لطف | شعلے سقر کے مجھ سے جو بڑھ کر لپٹ گئے

مجرم وہ تنہا ہوئی جو مری حشر مین پکار | ہم جرم جتنی تھی مری پہلو سی ہٹ گئے

کیون سخت جان بھی دور فلک مین نہ زار ہون | جب چرخ پر چڑھے تو نگینے بھی گھٹ گئے

دنیا کی نفرتون سی بڑھی درد اور بھی | دل ہٹ گیا تو زخم کے انگور پھٹ گئے

تلوار رہزنونسے اوٹھی اونپہ کسطرح
رستے ہی سی غریب مسافر جو کٹ گئے

سوتی ہین اک نہ اک کی ہم آغوش وہ رہے
اوتری قبا تو پھول بدن سے لپٹ گئے

جو نیک تھے نہ حشر کے مجمع مین وہ رُکے
اہل گُنہ کو جسنے ہٹایا یہ ہٹ گئے

ناحق کی چھیڑ مین لائیگی رنگ اکدن جنون
غنچون کے دل نسیم سی آخر کو پھٹ گئے

بوس وکنار بُلبل وگُل دیکھتے ہو کیا
تم تھوڑی ہو گلے جو لگایا تو ہٹ گئے

لیجاؤ نار مین بھی سنا غل جو حشر مین
سر کو جھکا کے آپ گنہگار ہٹ گئے

کہتے تھے بُلبلونسی کہ نالے کرو نہ یون
پردے گلونکے گوش کے آخر کو پھٹ گئے

غنچون نے سوز بانو نپہ بدلی نہ اپنی بات
اک آپ ہین کہ بات کہی ور پلٹ گئے

کیونکر مری دکھون نے دُکھائی جہانکی دل
اللہ میری درد زمانے پہ بٹ گئے

دیکھا صبا نے کیا گُل وبُلبل مین صبحدم
طائر تک اپنی اپنی نشیمن مین ہٹ گئے

سینے پہ یونہ تو لطف رہا دیکھیے ضدین
مشتاق دل پہ ہاتھ جب آیا تو ہٹ گئے

یہان نصف رات اک گرہ سخت ہو گئی ۔ سونے نہین وہان جو بال کمر سی لپٹ گئے

سچ ہے پناہ مانگی ترسی نگاہ سے ۔ پردے سے جو کھڑے ہوئے بیٹھے تھے ہٹ گئے

ای عیب پوش حشر مجہی بھی ہو کوئی حکم ۔ اب کیا ہے دہنے بائین کے بھی لوگ ہٹ گئے

اوسوقت میری خاک پریشان نے رو دیا ۔ جام گلی سی جب لب نازک لپٹ گئے

شاید ہون میرے قلب کے ٹکڑون سے ہم عدد ۔ لشکر ہزار ہا اسی حسرت مین کٹ گئے

طالب ہم اونکے وصل کے ہین وہ رہی نصیب ۔ پرچھائین کو جو دیکھکے پردے مین ہٹ لیے

جب رنگ عفو حشر مین چہرونپہ آگیا ۔ بیجرم مجرمون کی کمر سے لپٹ گئے

غزل ۱۳۸ ۔ ماہر غزل نہ کہیے یہ سنتا ہر اک سی کون ۔ خامے سے بھی یہ کم تھے جو میدان سے ہٹ گئے ۔ شعر ۳۰

دلونکا درد نہ کسطرح ہو بیان کے لیئے ۔ زبان مرے کے لیئی ہی ہزار زبان کے لیئے

فروغ شمع نکیون ہو مرے بیان کے لیئے ۔ کھلا ہون سر سے قدم تک فقط زبان کے لیئے

جہان کے عیش نہ کیون غم ہون اک جہان کے لیئے
کہ دور دور ہے گردش ہر آسمان کے لیئے

یہ حد تھی میرے پھڑکنے کی بوستان کے لیئے
قفس کی تیلیان لایا ہون آشیان کے لیئے

یہ کم تھی بات پتنگونکی سوز جان کے لیئے
زبان شمع ہو گلگیر کے دہان کے لیئے

پھڑک پھڑک کی رہا یونہین بوستان کے لیئے
کہ منھ قفس کا بھی کھلنے لگا فغان کے لیئے

نصیب سوختہ وہ ہون کہ وہ بھی برق بنی
جو لاؤن خشکی بھی تنکا مین آشیان کے لیئے

فلک مین برق کی گرنیکی رمز کو سمجھا
تلاش تھی مجھے جگنو کی آشیان کے لیئے

سبب ہے کیف فلک کا مری عرق ریزی
یہی شراب تھی مینائے آسمان کے لیئے

اوسیکو ہوشمین دیکھا اوجڑتی آنکھون سے
جہانمین تنکی چنی تھی جس آشیان کے لیئے

چھپاؤ لاکھ یہ کہتی ہے نقل باتون کی
زبان بنی تھی تمہاری مری دہان کے لیئے

خدا کی شان کہ ہون میرے عکس داغ نجوم
مجھے جو دے وہی ہون رنج آسمان کے لیئے

مین اوس فنا سی تو ہونگا لحد مین اور فنا
نشان کیون مٹے جاتے ہین بے نشان کے لیئے

ہے ایک بوئے عمل باغ بھر مین ہے جسکا
ہم ایک تھے کہ ملی جا نہ آشیان کے لئے

ستمگر و ستم ایجادیان چلی جائین
نہ اوٹھ رہے کوئی بیداد آسمان کے لئے

دکھا جو قلب تو صیاد نے کہا کمبخت
اوٹھا رکھا تھا یہ درد آجکل فغان کے لئے

جگہ نچھوڑ نکلنے دے نام کو اسپنے
سکون میسر نہین جلتی ہوئی دوکان کے لئے

اونہین مین جمع جوانی ہوئی ہی عالم کی
شباب چھٹ گیا سبکو اک جوان کے لئے

اوسی نے نام ستمگر ہوا ہی گردون کا
جفا جو چھوڑ دی تھی تمنّی آسمان کے لئے

لکھا ہوا مری قسمت کا صاف کہتا ہے
جبین بنی تھی تری سنگ آستان کے لئے

نہ ساتھ دین مرا صیاد گر تو کیا ہو گا
ہزار ہیر قفس بیٹھی ہین فغان کے لئے

دنی سی بعد ہے بہتر ہے گو عروج ہو خاک
زمین پست ہوئی فرق آسمان کے لئے

نہین مجھی کو تلاش مسافران عدم
ہوا بھی خاک اوڑاتی ہے کاروان کے لئے

اوسی سی کھلگیا حال قفس مرا سارا
پر و نہین تیلیان اوٹکی تھین جو نشان کے لئے

ہماری سایۂ نی بھی رخ نہ سلطنت کا کیا	ہما زمین پہ گرے چند استخوان کے لیئے
زبان خنجر جو خوش ہین دیدہ کون ہین اے موج	زبان آن پا گئے تڑپتا ہو نہین زبان کے لیئے
شب فراق مین لوٹونگا کہکشان کی طرح	کمر کسی ہے جو گردون نے امتحان کے لیئے
قفس پہ ہاتھ رکھے بیٹھے ہین کیی صیاد	پھڑک رہا ہون نہین سطرح بوستان کے لیئے
چمن چھٹا بھی تو کب تجھ سے اے واحسرت دل	کھلا تھا منہ بھی نہ پورا ابھی فغان کے لیئے

غزل ۱۳۹	قلم کو کیون نہ مین ہمدرد سمجھون اے آماہر فگار دل ہے مرا بھی تو ہین زبان کے لیئے	شعر ۲۶

صاحب کمال بھی تو گرسنہ یونہین رہے	خاتم کے کیون شکم پہ نہ سنگ نگین رہے
چند بین خاک ہو کے نہ زیر زمین رہے	پروردگار ہم نہ ہین نا ہو ہین رہے
نامی بھی نامیون کے مقابل مین ہین رہے	جیسی نگین سی کلہ پہ کلہ نگین رہے
ترتیب مین ہم کہین رہے اعضا کہین رہے	یہ مانئے تو جیسے پل کے زیر زمین رہے

ہم کیا عجب جو غیر کے غم مین حزین رہے
دکھتا ہے دل ہی درد بدن مین کہین رہے

جو جسجگہ ہو چیز تو اوسکی وہین رہے
مین ہون کہ مین کہین تن ہوا اور دل کہین رہے

گر بندگی نہ عادت اہلِ کمال ہو
کاغذ پہ کیون نگین کا نشانِ جبین رہے

پامالیونکا غل سنے ہوا بہ خلاف ہے
کیونکر غبار جسم کے جہانمین کہین رہے

ادنا فقیر اوسکے ہین یہ ہی ہمارا حال
شہرونمین گہ پھرے کبھی صحرا نشین رہے

زخمِ جگر اوٹھا کے جو پیدا کیا تھا نام
خاتم کے سر کا تاج جہانمین نگین رہے

اہلِ جہاز سی تو سنا حالِ بحر سب
وہ کیا کہے جو موج کا کشتی نشین رہے

مانند شمع ہے وہ کلائی ضیا فگن
روشن نہ کیون کنول کیطرح آستین رہے

نازک گلی مین یون نظر آتا ہے رنگِ خون
شیشے مین جسطرح کہ مے آتشین رہے

حکمِ بہار ابکی یہ آیا ہے باغ مین
ہو گل کی رگ سی نرم جو کانٹا کہین رہے

کیا نامیونکی قدر ہی اے اہلِ بزم واہ
بیرون حدِ حلقۂ خاتم نگین رہے

اے دوست تیری دید کی حسرت ہے اسطرح
مین کھبلی وٹھون جو بیچ مین پردا نہین رہے

آخر زمین پہ لائی ڈبوکر ہوائی دل
کیون آشنا شوق بحر مین سفینہ نشین رہے

ضیق مکان مین وضع کو چھوڑین نہ اہل نام
تنگی اوٹھائے گھر کے نہ باہر نگین سے رہے

گمشتہ اہل نام رہے یوہین دہر مین
گردش نصیب ہاتھ مین جیسے نگین رہے

گذرا ہے دلمین کو کسطرح سی خیال زلف
کیونکر نہ کوچہ رگ جان عنبرین رہے

شیشہ حیا سے بن تو جلے دل مری طرح
آنکھون مین آب ہو تو جگر آتشین رہے

چھوڑین مکان تنگ نہ اب صاحبان نام
تنگا کیا یہ حال کہ تختہ نگین سے رہے

پھونکا تھا کچھ ہوا نے حباب کے کان مین
دریا بھی کیون نہ موج سے چین بر جبین رہے

اوس دل کے ڈوبنے کو نہ پوچھو کچھ اہل بحر
جو موج دود آہ کا کشتی نشین رہے

ہم بیکسون کی ناؤ ڈبونے سے کچھ نہ ملا
خود بھی تباہ موجہ دریا جبین رہے

آگ بھی ہوا کہ خاک اوڑا کر چلی گئی
آگ مین کہ ہون طپان تو نہ باقی زمین رہے

نامی ہوں اختیار میں تیری محال ہے | اتنا سمجھ لے ہاتھ کے باہر نگین رہے

ہم سے فقیر گھر کا نشان کیا کسیکو دیں | سایہ کیطرح گاہ کہیں گہہ کہیں رہے

یہ کہکے خاک وڑا رہے ہیں وحشیان قبر | یا ہم تڑپ تڑپ کے رہیں یا زمیں رہے

کیوں بیرخی نہ سب سے کریں صاحبان نام | نشا ہوں سے بھی تو منھ کو پھرا نگیں رہے

نہ ہو تکلفات نہو بد مزاج نام | چھواؤ یوں نہ تم نہ چڑھی آستیں رہے

کہتے تھے بی دلہا تو کو زیبا نہیں غرور | لو خوش ہو تم بھی بات کے قابل نہیں رہے

قاتل سمجھ کے ہاتھ کو کوئی نہ تھام لے | دیکھو مری لہو سی الگ آستین رہے

ای عشق کے مزے جگر اس شرط سے دکھا | دلمیں جو درد ہے وہ وہیں کا وہیں رہے

نکلے تلاش رزق کو آخر غیور بھی | اللہ کے فقیر جہاں تھے وہیں رہے

غزل ۱۴۰

ماہر کو قدر درد ہے دہن اشک بھی عزیز
تارا صدف کی آنکھ کا در ثمین رہے

شعر ۹

تمہاری بر وئی پر ہو ساہی شگر بھی
یہ وہ ہے تیغ کہ خنجر ہین جسکی جوہر بھی

روان ہی عمر کے ہمراہ قلب مضطر بھی
سفر مین ہی ہی سفینہ پڑا ہے لنگر بھی

خوشا مرض کہ عیادت کو آئے دلبر بھی
پھرا یہ سر کہ مرا پھر گیا مقدر بھی

دکھا یہ جذب تو ای حلق خشک ہو تر بھی
سمٹ کے بوند ہو پانی کی آب خنجر بھی

جفا جفا پہ ہو ٹھہرے نہ ہاتھ دم بھر بھی
تمہارا نام ہے سفاک بھی ستمگر بھی

بڑھاپے مین نہ بشر کا ہو کیون زوال بصر
سحر کو ہوتی ہے زائل نور چشم اختر بھی

جواب دون تجھی ای عیب پوش بھیڑ مین کیا
کہ منہ کیطرح جسے گھیرے ہین اہل محشر بھی

جنون کا خون بھی فصاد کیا ڈراتا تھا
کہ مین بھی عشق مین ہون ہمدم نشتر بھی

لگی تھی جان مری جسطرح سے خنجر مین
گرا نہ پیاس مین پانی پہ یون کبوتر بھی

لفافہ کرکے مین قاصد کو خط نہ دون کیونکر
کہ ہے نظر مین گرہ بازنی کبوتر بھی

ہماری عمر ن سی اتنی تو اوسنین جان پڑی
کہ مثل پشہ اوڑین نشترونکے جوہر بھی

نہ کم سنی میں اونہیں کس طرح غش آجاتا | لہو کو دیکھ کے اولٹا پڑا ہی نشتر بھی

نہ بعد ذبح مری ہوگا اک اونہیں کو ملال | کریگا ایک لہو پانی اپنا خنجر بھی

جنون نکیون ہو مجھی انتظار قاصد مین | جو خط کو کھو مین تو تنکے چنین کبوتر بھی

علاوہ اونکی ادا کے نہ مجھے یہ رونا ہے | کریگا ذبح مجھی منھ پھرا کے خنجر بھی

مری نہ ہوش کے اوڑنیکی حد کو پہونچین گے | زمین سی او ٹھکے فلک بند ہون کبوتر بھی

وہ مجھسے کر جو کہین عیب پوشیان تیری | کھڑا ہو نہین بھی ترے آگے اہل محشر بھی

کسیکی نیند کا کیا ہے فقط جگر کو خیال | ٹھہر ٹھہر کے تڑپتا ہے قلب مضطر بھی

جنون نہین کیون سر فصاد کے نہ ہوش اوڑین | رگونکو دیکھ کے کچھ کھو گیا ہے نشتر بھی

تمہاری گیسوؤن مین جا کے دل بلا مین پھنسا | نہ کھائی ٹھوکرین ظلمت کی اب سکندر بھی

سبب یہ تھا کہ لہو دوڑ کر خبر لایا | جگر بھی ڈھونڈھتا تھا تمکو قلب مضطر بھی

ہوا ایک حال تو آنسو وہ پونچھین دامن سے | ہمارے اشک تو قطرہ بھی ہین سمندر بھی

اوسکے بوسے سے ناکام دل ہے وای نصیب
لپٹ گیا لبِ نازک سی جسکے ساغر بھی

یہ کیا مری غل و زنجیر نے کہا یا رب
کہ ہٹ کھڑے ہوئے مرسل بھی اہلِ محشر بھی

تمہاری بوئے بدن ہے نہ کیوں ہوئیں بیخود
لپٹ گیا ہے خود اپنے سے آپ بستر بھی

چلو نہ تمنے لیا ہوگا کوئی دل کو مرے
یوہیں تھا نام فقط دلربا بھی دلبر بھی

قریب تھا تری رحمت اگر نہ کام آئے
کھسک کھڑے ہوں شفیعانِ روزِ محشر بھی

مری حساب مین سختی جو پیش آئی ہے
کھڑے ہیں سر کو جھکائے سب اہلِ محشر بھی

یہ سن کا حال ہے کہتے ہیں نیند مین شبِ وصل
ارے یہ کیا کہ جھپکتی ہے چشمِ اختر بھی

یوہیں رہینگی دھڑکتی رگیں گر اے فصّاد
تڑپ کے طرح الگ جا پڑیگا نشتر بھی

یہ کیا وہ ہاتھ کو رکھکر چلے گئے تھے جہاں
اوسی جگہ پہ تڑپتا ہے قلبِ مضطر بھی

فساد کرکے الگ ہو گئی جو اونکی مژہ
کھٹک گئی مری بگڑی لہو سے نشتر بھی

ہماری ہجر کی سانسو نکا ہے اثر سارا
کرے نہ رات کو کیوں نالہ ہائے صرصر بھی

مگر دیکھے شاکی ہون آسمانکا مین کیا
زمین آپہ کے تو پانی ہوئے ہین پتھر بھی

ہمارے قتل کی اک بحث قاتلون مین نہین
اولجھہ رہے ہین بہم خنجرونکی جوہر بھی

پکارون کھوئے ہوے دلکو کس لقب سے اب
لہو کی بوند بھی کہتی تھے قلب مضطر بھی

ہماری سوز دروں سے دم جنون ہے یہ حال
لہو بھی آگ ہے لو دے رہا ہے نشتر بھی

جواب کس سے دم پرسش گنہہ پوچھون
کہ دم بخود ہین شفیعان روز محشر بھی

ردا کو روک کے کہتے ہین مجھسی بات تو وہ جب
جگر کی آڑ مین روتا ہے قلب مضطر بھی

غزل ۱۴۱

فساد خون سے مر کچھہ عجب نہین ماہر
رگونکا منہہ بھی کھلے اور زبان نشتر بھی

۵۴ شعر

یہ حال اشک دل حزین ہی شمول سی جوشش بحر جبین ہے
جہاز بھی گر کوئی کہین سے ہنے صدف کی مانند تہہ نشین ہے
جگر جلا مجھسا بھی کہین ہے دھوان غبار لحد نشین ہے

کسیکو یہ سوزِ دل کہین ہی کہ ساری پگھلی ہوئی زمین ہے

تجھے جو سوزِ دلِ حزین ہے تو حاجتِ شمع بھی نہین ہے

یہ جلوۂ داغِ آتشین ہے چراغ گھر کا جو خود نگین ہے

ملال مین خوش کوئی کہین کیا ہی سنگ بھی دمِ نجود نہین ہے

جگر خراشی سی یہ حزین ہے جبین پہ ڈالے شکن نگین ہے

عبث جہان میرا عیب بین ہے جو وصف ہی صورتِ نگین ہے

مٹانا آسان مرا نہین ہے کہ نام عین خطِ جبین ہے

فلک کا رگ رگ مین زہرِ کین ہی جو داغ ہے نیلمی نگین ہے

ہماری ہمت کو آفرین ہے ہزار ہین مار اک آستین ہے

فراق کی تاب ہی نہین ہی ملال اسِ حسن کا کہین ہے

مرا جو لختِ دلِ حزین ہی وہ ایک ترشا ہوا نگین ہے

مثالِ نشان ہوس نہین ہی کہ کثرتِ زخمِ تیرِ حزین ہے
ہزار رافعی کو آفرین ہے وہی ہاے جامہ جو آستین ہے

فلک کے ہاتھون کہان مکین ہے ہزار نامی کو آفرین ہے
یہہ تنگیٔ خانۂ نگین ہے کہ جسمین ہلنے کی جا نہین ہے

عجیب ضعفِ دلِ حزین ہی بتاؤن کیونکہ کھٹک نہین ہے
اسیقدر بس مجھے یقین ہے تمام سینے مین ہان کہین ہے

طلب مین دنیا کی کیون حزین ہے ارے بڑی شی کوئی نہین ہے
سمجھ لے اتنی یہ سب زمین ہی کہ خسروون کے تہِ نگین ہے

کہون یہ مین کیون کہ ہی نہین ہی سمجھ لو تم خود اگر کہین ہے
یہی نشانِ دلِ حزین ہی تجھے جہان ہاتھ دل وہین ہے

نہ جانین کیون گُم دلِ حزین ہی کوئی تو یہان عمر بھی نہین ہے

لیا ہے جسنے تجھے یقین ہے ابھی گیا ہے یہین کہین ہے

او سیکے ہین عیب بھی ہویدا کرے جو دنیا مین نام پیدا
اوسی پہ ہین جوہری بھی شیدا جہان مین جو سادہ رو نگین ہے

محیطِ عالم ہی فقرِ دنیا نہ بھول تو نامیون کا پردا
پئے گدائی جو تھا پیالا وہی تہِ دامنِ نگین ہے

بہت ہو نام کا تو خواہان کہ جسقدر رہنی ہے اپنا ن
خیالِ اصلاح اوسپہ نادان جو خطِ پیشانیٔ نگین ہے

عجب طریقے جہان مین پائے کہ نام کے ذکر کچھہ نہ آئے
جسے کہ خاتم نہ سر چڑھائے وہ دل سی اوترا ہوا نگین ہے

جو تو ہو کسبِ ہنر پہ شیدا کمال تجھہ مین بھی ہون ہویدا
کیا ہے اسطرح نام پیدا کہ خون غم سی دل نگین ہے

نہ جانین کیسی ہی رسم عالم وہ کم ہا ہے جسکے ہین قدردان کم
اُٹھائے جسکو نہ سر پہ خاتم گراہوا دل ہی دہ نگین ہے

وہ دل اُمیدون کا تھا جو مسکن وہی ہے اب حسرتون کا مدفن
کبھی جو تھا مثل لعل روشن وہی دل اب تربتی نگین ہے

فلک نے اتنے تو غم دکھائے کمال ذاتی مین حرف آئے
جو ہے چاہے باتین بھی اب سنائے کہ دلکو پتھر کیے نگین ہے

ہماری مردہ دلی کی ہی ہیم صدایہ ہے نامیونکو ہر دم
کوئی تو ہے دفن قبر خاتم کہ جسکا سنگ لحد نگین ہے

عجب ہین بیدرد اہل عالم جنہین نہین نامیونکا بھی غم
جسے سمجھتے ہین ظرف خاتم وہ حوض خون دل نگین ہے

وہ دل جو زندہ ہی لاش بھی ہی صحیح بھی پاش پاش بھی ہے

اوسیکی مجکو تلاش ہی ہی کبھی جو تھا اور اب نہین ہے

عبث ہے ذکر اب کسی حسین کا کہ پیری آئی شباب گذرا

علاقہ ناز و ادا سے اب کیا وہ مین نہین ہون وہ دل نہین ہے

جب اپنے پہلو مین بہی نہ پایا ہر ایک کوچے مین جا کے ڈھونڈھا

کہین پتا اوس دلِ حزین کا تمہاری سر کی قسم نہین ہے

نہ اب ہے فکرِ وصال دل مین نہ اب ہی کوئی خیال دل مین

یہ ہے ہجومِ ملال دل مین کہ درد کی بھی جگہہ نہین ہے

کہان یہ سوز و گداز دنیا کہان وہ اک رات بھر کا جلوا

ہی حسین پر تو ہماری دل کا چراغ وہ بجھتا ہی نہین ہے

ہماری ہیت جو یوہین رکھی نہین فلک سے جگہ گلے کی

جسے چھتین دیکھی ہون ہٹی لحد کی حاجت اوسی نہین ہے

یہان مین کیون ہون نہ مین خطر مین گہی دوات و قلم نظر مین
قدم تو رکھا ہے مین نے گھر مین سفر کا ہنگام بھی قرین ہے
ستا کسی کو نہ پا کے بیبس دبے نہ کیونکر غریب بیکس
سمجھتو او منعم سخن رس کہ ڈر سے سمٹی خود آستین ہے
یہ میرے زور و تکے غم سے ہین کہ کوہ آگے سے ٹل رہی ہین
جتھون وہ ہات اپنے اژدھے ہین کہ غار جنکا خود آستین ہے
کیا تھا جب مین نے دلکو رخصت کچھہ ایسی ہی سینے کی تھی حالت
جدا ہوئے گو ہوئی ہے مدت نشان مگر کچھہ کہین کہین ہے
وہ دل کہ جسکے غضب تھے لپکے جگر مین وہ رہگیا ہے ہنکے
جو توڑے پہلو تڑپ تڑپ کے وہی دل اب سینے مین کہین ہے
خبر ملی ہی ابھی جگر سے مرا مسافر پھرا سفر سے

نکل کھڑا ہوں نہ کیوں میں گھر سے سنا ہے دل راہ میں کہیں ہے

لحد میں ساکن ہیں کون بولے کہو یہ شبنم سی تو بھی رو لے

اندھیرا پھرتا ہے سر کو کھولے مکان جو چھوڑے ہوئے مکین ہے

نہوں نہیں ہیں جو رہنے والے چھپیں تو بیٹھے ہیں دل سنبھالے

فلک کے دورے جو ہیں نرالے مکان اپنا ہی خود مکین ہے

ملے نہ جب چین سر بھی ڈھنکے تو کیوں نہ رہ جاؤں سب کی سنکے

سنا یہ پہنا جو رخت جنکے چڑھی ہوئی کس پہ آستین ہے

یہ کہتی ہے جلد دست منعم دبانا اور ون کا جب ہی لازم

چڑھا دے بھی کبھی تو ظالم جو رخت اصلی کی آستین ہے

نہ سوز دل کی وہ سوز شیں ہیں نہ خار غم کی وہ کاوشیں ہیں

نہ اب گریباں کی خواہشیں ہیں نہ فکر داماں و آستیں ہے

عروق پیری مین جو عیان ہین اونھین مین ڈنیا کے سم نہان ہین

کہان نہ ہاتھونکی جھُرّیان ہین ہزار ہین مار آستین ہے

جنون نے رسوائی اسقدر کی نہ آبرو بھی کہین کی رکھی

بندھی جو ہے بعد فصد پٹی مجھے وہی مار آستین ہے

ارے غضب کسپہ آرہا ہے سمجھتو کسکو بتا رہا ہے

جو تو دبے کو دبا رہا ہے چڑھائے تیوری خود آستین ہے

حباب سے دل جو ہون وہ ٹوٹین یہ تاب ہمکو کہان جو دیکھین

کرین حبابونپہ ظلم موجین ہماری آنکھونپہ آستین ہے

نئی جو دوران مہر و مہ ہون نگہے ہون صدملال گہہ ہون

مکدّورتین کیون نہ تہہ بہ تہہ ہون زمین بھی تو تہہ زمین ہے

عبث سب ارمان بھی نکالے عبث بیابان بھی چھان ڈالے

پڑا ہون منہ جسن لغل مین ڈالے اداس بیٹھا ہے فلو دل حزین ہے
فشار یون مجکو ہو چکا ہے نکل نکلکر یہ دم رکا ہے
کہین سی سنگ لحد جھکا ہے کہین سے اوبھری ہوئی زمین ہے
نہ دید کیون عزیز کے اونکی چاہتین ہین لاکہ پیدا نظر کی راہین
کبھی جو نکلی تہین تر چھی آہین لحد سی تا خانہ شق زمین ہے
گھر و نمین جب جا کے ہم پکارے کہا خموشی نے سب سدہارے
جھکے ستون نی کہئی اشارے مکین ہمارا تہ زمین ہے
فشار کیا یوہین سہ گیا ہون نجانے کیا منہ سے کہہ گیا ہون
تڑپ تڑپ کر خبور رہگیا ہون تمام بکسی ہوئی بنہ مین ہے
وہ دل ہی شعلہ نکل رہا ہی لحد کا پتھر پگہل رہا ہے
اگر یہ سینے آگ جل رہا ہے تمام تڑپتی ہوئی زمین ہے

یہ کون ہاتھون سے مل رہا ہے جگر کا تو دم نکل رہا ہے
چراغ کی طرح جل رہا ہے بجھے ہوئے دل کو آفرین ہے

جنود عصیان ہین مجکو گھیرے کریم رحمت تو منہ نہ پھیرے
لحد مین انکے سینے کو میر نے بھانکی سمٹی ہوئی زمین ہے

اثر جو الفت کے ہین نرالے لحد پہ کہتے ہین دل سنبھالے
کوئی نہ یہان ہنسی بولے چالے کہ تربت ماہر حزین ہے

قطعہ تاریخ جناب مولوی سید علی صاحب قبلہ متخلص بہ کامل ظلہ

حضرت ماہر سپہر فیض و دریائی کرم
آپ ہین سرحلقۂ اہل سخن فی قیل و قال

آپکی تعریف مین ہم ناقصون کا ذکر کیا
عقل کل کا نطق اس مشق سے ہے مارے پہ لال

کون لکھ سکتا ہے اس دیوان عالی کی ثنا
بند کرنا بحر کا کوزہ مین ہے امر محال

وہ صفا بندش مین جیسے آب گوہر شاہوار
شوخیان مضمون کی وہ جیسے خجل چشم غزال

مدح مین بیساختہ دشمن کے کہل جاتے ہین لب		حق اگر پوچھیں اسی کا نام ہی سحرِ حلال
سرزمینِ ہند پر اتبک نہین پیدا ہوا		آپکا ایسا بلیغ نکتہ دان نازک خیال

مہر	سالِ تدوینِ صفتِ دیوان کیا کاملؔ رقم آسمانِ فکر ماہرؔ نورِ پروینِ کمال سنہ ۱۳۱۳ھ	دستخط [illegible]
	بخط خام بندہ راقم سید محمد تقی خورشید رقم	

اعلان

ناظرین پر تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمّے بہ خزینۂ خیال کہ حق تصنیف اسکا مصنف نازک خیال رنگک فزائے
خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی سید مہدی حسین صاحب
متخلص بہ ماہرؔ لکھنوی دام اقبالہ وضاعف اجلالہ نے اپنی دریادلی سے اس ذرہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا
تاجران و اہل مطابع و اہل شہر و بیرونجات بدون اجازت حقیر قصد طبع نہ فرمائین عوض نفع کے نقصان نہ اوٹھائین
کیونکہ حسب قانون ایکٹ (۲۵) سنہ ۱۸۶۷ عیسوی یہ دیوان داخل رجسٹری سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے۔
قیمت فی نسخہ بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ (عہ) آٹھ آنہ اور بیرونجات مع محصول و دیگر دو روپیہ (عہ)۔

(نوٹس) جس نسخہ پر مہر و دستخط بخفیف بہ سیاہی خام نہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدین۔

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ چودہری محلہ کٹہانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب۔ داروغہ سرکار شریعت مدار جناب
سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ — (نمبر مکان ۱۲۴۴)

صحت نامہ دیوان خزینہ خیال

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷	۲	دیکہابا	دکہایا
۲۰	۵	ق	پہ برق
۲۵	۵	سرِو	سرو
۲۸	۴	قلب	قرب
۲۸	۱۱	دیکہلائگا	دکہلائیگا
۲۹	۱	ایضاً	ایضاً
۲۹	۸	حابون	حبابون
۲۹	۸	بہر	بحر
۳۰	۶	گل کہلجاسگا	گل کہلائیگا
۳۰	۱۰	غلار	عذار یار
۳۰	۱۱	تیری	میری
۳۱	۱۰	ہوی	ہوی ہین
۳۲	۵	دیکہا	دکہا
۳۸	۱	ابتر	تیر
۳۸	۹	بجہہ	بچُہہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۴	۵	رسید	رسد
۴۸	۲	دالیوالون	دیوالون
۵۰	۱۱	چمک	دہمک
۵۴	۵	ڈونڈہتا	ڈہونڈہتا
۵۵	۲	شکواونہین	شکوہ او نہین
۶۱	۵	پر	+
۶۵	۲	فرقت ہین	ای فرقت
۶۵	۷	الی	آئی
۶۹	۵	غزل ۲۶	شعر ۵
۷۰	۳	و	وہ
۷۱	۲	تومصرع ادل	لو
۷۱	۲	نداز	انداز
۷۸	۱	اپنی پہنی	اپنی اپنی
۷۸	۲	دنیم	نیم
۷۸	۷	حرخ	چرخ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۰	۱۰	سری	سری کا	۱۰۲	۱۰	ائین	آئین
۸۰	۱۱	انکھو	آنکھون	۱۰۳	پیشانی	۹۰۳	۱۰۳
۸۱	۹	گرستے	گرتے	۱۰۳	۴	مرار	مزار
۸۲	۷	حفظ	حفظ	۱۰۸	۱	لبستر	بستر
۸۴	۶	منحر	منحصر	۱۱۱	۵	پہلونگو	پہلوکو
۸۵	۱۰	لورانی	نورانی	۱۱۲	۸	جاہہل	حائل
۸۸	۱	چراع	چراغ	۱۱۳	۶	اتنادہ	اتفانہ
۹۰	۱	جہابون	حبابون	۱۱۶	۳	بہٹاہا	ہٹایا
۹۵	۴	دہن	ذہن	۱۱۷	۲	اسد	امید
۹۶	۱۱	گیطرح	کیطرح	۱۲۰	۱۱	اسلا	ابتلا
۹۷	۱	کہر	گرہ	۱۲۲	۳	سی ہنے	سی ہے
۹۷	۹	ہوج	موج	۱۲۴	۱۱	کمری	گمری
۹۹	۷	موش	ہوش	۱۲۷	۲	لوئی	ٹوٹتے
۹۹	۱۱	جوالبستر	جولبستر	۱۲۹	۱	نہس	نہین
۱۰۰	۱۱	ہو	دہ	۱۲۹	۳	زنجیر	زنجیر
۱۰۲	۱	کمر	گرا	۱۳۱	۱۱	ڈرانی	درانی
۱۰۴	۴	بلا	بلا	۱۳۴	۱۱	دیکہنا	دیکہتا
۱۰۶	۵	ہنم	۸۴	۱۴۰	۳	قہقے	قہقہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۳	۴	پ	آپ
۱۴۴	۶	مارد	مارو
۱۴۴	۱۰	رجبور	رنجور
۱۴۵	۱۱	تاسور	ناسور
۱۴۷	۱۱	لگاه	نگاه
۱۴۸	۲	بمقصد	بیقصد
۱۵۱	۷	ذر	در
۱۵۷	۳	کہنجی	کہینچی
۱۶۰	۱	ادھٹاوٹھکر	ادھڑاوڑھکر
۱۷۴	۶	حکرآتا	چکراتا
۱۷۴	۱۰	آدر	ادر
۱۷۴	۱۱	حد	لحد
۱۷۹	۵	دکھا	دکہا
۱۷۹	۱۰	دکیہا	دکہا
۱۸۱	۹	جبے	جیسے
۱۸۲	۱۰	ہین	ہیں
۱۸۴	۹	دودل	دودِ دل
۱۸۵	۳	کنونکر	کیونکر
۱۸۵	۴	کنونکر	کیونکر
۱۸۵	۹	بجنتہ	پجنتہ
۱۹۴	مصرع اول ۲	پیح	پیچ
۱۹۴	۶	گیسونکی	گیسوؤنکی
۱۹۵	۸	پوچہتی	پوچہنی
۱۹۶	۹	لے گے	کے لیے
۱۹۶	۱۰	لے کے	کے لیے
۲۰۰	۳	نکلنے لیے	نکلنے کے لیے
۲۰۱	۳	وہ	یہ
۲۰۵	۶	امد	امد
۲۰۹	۹	اپنا	اپنی
۲۱۰	۳	الخمن	انجمن
۲۲۴	۹	لی	طی
۲۲۵	۴	سابل	سائل
۲۲۶	۵	سایل	سائل
۲۲۶	۱۰	دکہلا	دکہلا
۲۲۷	۷	حسن بر جبین	چین بر جبین
۲۲۷	۱۰	پیشکش	پیشکش

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۷	۱۰	سایل	سائل
۲۲۹	۷	حو	جو
۲۳۱	۱	گرودش	گردش
۲۳۲	۵	یہ	پہ
۲۳۳	۱	مائین	باتین
۲۳۵	۱۱	قر	قبر
۲۳۶	۱۰	ققط	فقط
۲۴۰	۵	حلوت	خلوت
۲۴۴	۹	مہری	میری
۲۴۶	۵	مس لڑہ	سس الڑہ
۲۶۴	۲	علیحدہ	علحدا
۲۷۵	۵	کلاب	گلاب
۲۷۶	۳	ستارہ	ستارا
۲۷۸	۹	دیکھلا	دکھلا
۲۸۸	۲	سایل	سائل
۲۲۸	۵	خائین	جائین
۲۹۰	۷	بکر	گرہ
۲۹۱	۵	ہتھین	ہتھی
۲۹۵	۶	یکھے	دیکھی
۲۹۵	۱۱	محلبس	محبس
۲۹۹	۸	رنجیر	زنجیر
۳۰۳	۸	محکو	مجکو
۳۰۷	۸	بیٹھگئے	بیٹھگئے
۳۱۰	۸	کہ	کے
۳۱۳	۱	آتا ہوتا ہے	آتا ہے
۳۱۸	۸	صعانی	صفائی
۳۳۰	۹	گما	گیا
۳۳۰	۹	اب	آپ
۳۳۲	۱۱	کہون	کیون
۳۴۰	۴	گئی	گئے
۳۴۳	۲	مانگی	مانگیی
۳۴۷	۵	ادنا	ادنی
۳۴۹	۵	ہہے	رہے
۳۵۰	۱۰	بازی	پاربتی

اطلاع

ناظرین پر تمکین پر ظاہر ہو کہ دیوان عدیم المثال مسمیٰ بہ خزینۂ خیال کہ حق التصنیف [illegible] مصنف
نازک خیال رشک فرازی خاقانی و انوری جناب مستطاب معلی القاب فیاض زمان حاتم دوران جناب مولوی
سید مہدی حسین صاحب متخلص بہ ماہر لکھنوی دام اقبالہ و [illegible] اجلالہ نے اپنی دریدلی
سے اس فدویہ بیمقدار کو معاف فرمایا ہے لہذا [illegible] و [illegible] اہل شہر و بیرو جات بدون
اجازت [illegible] طبع نہ فرمائیں عوض [illegible] ادھائیں ۔ کیونکہ حسب قانون ایکٹ
(۲۵) ۱۸۶۷ء یہ دیوان داخل رجسٹر سرکار گورنمنٹ ہو گیا ہے

قیمت فی [illegible] بدون محصول اہل شہر کو ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ/) اور بیرو جات مع محصول [illegible]
(عمار) اور جو فرمائشات شہر لکھنؤ [illegible] بنمون طلب فرمائیں انشاء اللہ بکفایت سے روانہ کیجاویگی
اور جو کتاب طبع فرمانا منظور ہو حقیر سے بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے اور اچھے طور سے طبع
کرا دیجاویگی مگر شرط یہ ہے کہ اصل جو روانہ کریں وہ نسخہ صحیح ہو کیونکہ اوسی کے مطابق صحت ہوگی ۔

مثنوی معراج المضامین مصنفہ سید محمد اسمعیل حسین صاحب مرحوم

متخلص بہ منیرؔ کہ جسمیں تاریخ ولادت و شہادت و معجزات حضرت رسول
مقبول سے تا حضرت صاحب الامر عجل اللہ ظہورہ منظوم ہے یہ بھی موجود ہے اہل شہر کو
ایک روپیہ (عہ) اور بیرو جات مع محصول و ویلو ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

نوٹس ۔ جس نسخہ پر مہر و دستخط خفیف بہ سیاہی خام نہو وہ مال مسروقہ ہے نہ خریدیں

راقم

داروغہ سید محمد ساکن لکھنؤ چوہٹری محلہ تھانہ چوک مکان حکیم شیخ علی محمد صاحب
داروغہ سرکار شریعت مدار جناب سید محمد حسین صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ